NO. 15.

THE HISTORY OF PER

From the most early period to the present t
taining an account of the religion, Gover
usages, and character of the inhabitant
that kingdom

BY

MAJOR GENERAL SIR JOHN MA
G. C. B., K. L. S.

GOVERNOR OF BOMBAY.

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

PART IV.

تاریخ ایران

حصہ چہارم

میں نہایت قدیم زمانہ سے زمانہ حال تک سلطنت
کورکے باشندوں کے مذہب اور طرز حکومت اور
راہ و رسم اور خصلت کا ذکر ہی

مؤلفہ

جنرل سر جان میلکام صاحب بہادر
سی بی کے ایل ایس گورنر سابق بمبئی

جسکو
ٹیفک سوسیٹی علیگڈہ نے اردو
میں ترجمہ کرکے مشتہر ۲

ALIGARH:
T THE INSTITUTE PRESS
1875.

بارھوان باب

خاندان صفویہ کے عروج کے بیان مین

شاہ اسمعیل جو اس خاندان کا پہلا بادشاہ تھا اپنی نسل کو حضرت
موسیٰ علیہ السلام امام ہفتم سے منسوب کرتا تھا اوسکے خاندان کے لوگ نہایت
مقدس اور پارسا مشہور تھے قدیمی مکان ان لوگونکا کسی زمانہ مین اردبیل تھا
وہان اکثر اپنی اوقات کو عابدون اور زاہدون کی صحبت اس امید پر گوشہ
تنہائی اور یکسوئی مین بسر کیا کرتے تھے کہ لوگ اونکو بڑے پارسا اور تقوی شعار
جانکر سچے دل سے اونکے معتقد ہو جاوین مگر ظاہر مین ایسا برتاؤ رکھتے تھے
کہ گویا یہ لوگ اپنی شہرت سے نفرت رکھتے ہین ان لوگون مین سے شیخ
صفی الدین زہد و تقوی کے لباس مین نہایت آراستہ اور پیراستہ تھا اور

اوسکے نام سے یہ خاندان صفویہ کہلاتا ہے اوسکے بعد صدرالدین جانشین اوسکا

ہوا صدرالدین کے آبا و اجداد خواجہ علی اور شیخ جنید اور سلطان حیدر نے بھی

تقدس اور پارسائی کے اعتبار سے بڑی آبرو اور شہرت حاصل کی تاریخ کے

بیانسے واضح ہوتا ہے کہ اکثر اوس زمانہ کے سلاطین صدرالدین کی ملاقات سے

مشرف ہوتے تھے چنانچہ شاہ تیمور بھی شرف ملازمت کے لئے اوسکی

خدمت مین حاضر ہوا اور التماس کیا کہ جو خدمت اور کام میرے قابل ہو

آپ ارشاد فرماوین تو مین اوسکو بسر وچشم بجالاؤن اونسے اپنی ذاتی

نیکی اور خداپرستی کے لحاظ سے اوسوقت یہ فرمایش کی کہ جسقدر قیدی

تو ملک روم سے لایا ہے میری خاطر سے اونکو آزاد اور رہا کر دے چنانچہ

تیمور نے ویسا ہی عمل کیا جسوقت یہ لوگ رہا ہوئے تو شاہ صدرالدین کے

اسدرجہ مشکور وممنون ہوئے کہ اوسکی انتہا عنایت اور احسان کے عوض مین

تہ دل سے اوس خاندان کے معتقد بنگئے اور اوسکے اولاد نے بھی اس بڑے

بھاری احسان کو اپنے دل سے فراموش نکیا اور اس خاندان کے حامی اور

مد و گار رہے یہانتک کہ اونھون نے اپنی حمایت اور سرپرستی کی وجہ سے
ایک پارسا عابد کے لڑکے کو دنیا کی ایک وسیع سلطنت کے تخت پر بٹھلا دیا
اور وہ یہی شاہ اسمعیل تھا کہ جسکے آبا و اجداد ہمیشہ اپنی اوقات گوشۂ عافیت
مین درویشانہ بسر کرتے رہے اور خاندان صفویہ مین اول قدم تخت سلطنت پر
وسنے رکھا تاریخ سے واضح ہے کہ جیسے اس آزاد قوم نے اس خاندان کے
سچے دل سے اطاعت اور حمایت کی ایسی بھی کسی نے کم کی ہو گی تفصیل
اس اجمال کی عنقریب آتی ہے

خواجہ علی کی وفات کا قصہ اسطرح پر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کی زیارت سے
فارغ ہو کر اورشلیم مقدس کی زیارت کے شوق مین روانہ ہوا اور وہان پہونچکر
وفات پائی چنانچہ اوس اطراف مین اوسکی قبر شیخ ایران کی قبر کے نام سے
اب تک پکاری جاتی ہے اوسکے بعد اوسکا پوتا شیخ جنید نامی اپنے
باپ کی وفات کے بعد جبۂ مقدس پہنکر جانشین ہوا جنید بڑا مشہور و معروف
عابد زاہد تھا جب اوسکی شہرت ترقی پذیر ہوئی اور چہار طرف سے مرید ہونے

آمد و شد ہونے لگی تو جہان شاہ جو قوم قراقونلو یعنی کالی قوم کا سردار
اوس زمانہ میں صوبہ آذربیجان پر حکمران تھا ان لوگوں کی کثرت دیکھکر اندیشہ مند
اور خائف ہوا اور اس اندیشہ سے کہ مبادا رفتہ رفتہ یہ قوم اتفاق پیدا کر کے
کوئی خرابی برپا کرے شیخ جنید کو اردبیل سے نکلوا دیا شیخ جنید اردبیل سے
شہر دیار بکر کو چلا گیا وہاں کا حاکم اوزن حسن نامی جسکے حالات عنقریب
مذکور ہو چکے ہیں شیخ جنید کے ساتھ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور
اوسکی تشریف آوری کو اپنی عزت اور آبرو کا باعث سمجھکر یہ چاہا کہ اگر یہی
زبردست شخص اور اس عابد سے قومی توسل پیدا ہو جاوے تو نہایت مناسب ہے
چنانچہ اوسنے اپنی بہن کی شادی شیخ جنید کے ساتھ کر دی اگرچہ اس عابد کو سوا
اپنے معتقدوں کے حمایت کی اس قومی رشتہ کے ذریعہ سے بھی بہت بڑی ہمت
اور قوت حاصل ہو گئی تھی مگر جہان شاہ کے خوف سے اپنے وطن اردبیل میں
پھر سکونت اختیار نکر سکا آخر کار وہ اس امید سے مایوس ہو کر معہ اپنے
معتقدین کے شیروان کو چلا گیا اور وہاں کے فوج سے لڑا اس لڑائی میں اتفاقاً

واقع ہوا ایک ایسا تیر اوسکو لگا کہ اوسکے صدمہ سے فوراً اوسنے جان بحق تسلیم کی اوسکے بعد
اوسکا بیٹا سلطان حیدر نامی جانشین اوسکا ہوا سلطان حیدر کو بڑا خاندانی
سمجھنا چاہئے اسلئے کہ اوسکے نانا اوزن حسن کی ہمشیر تھی جسنے جہان شاہ اور
سلطان ابوسعید کو مغلوب کرکے تمام ایران اپنے قبضہ مین کرلیا تھا اور جیسے
طور طریق حیدر کے عابدون کی نسل مین ہونے سے باپ کی طرف
ظاہر ہوتا یا ان تھی ویسے ہی بہادری اور دلاوری کے آثار ماں کی جانب
بھی خاندانی ہونے کی حیثیت سے اوسکی پیشانی پر ظاہر ہوتے تھے اوزن حسن
اپنی بیٹی کی شادی اوسکے ساتھ کردی اوسکے بطن سے سید حیدر کے
تین لڑکے پیدا ہوئے سلطان علی اور ابراہیم مرزا اور سلطان شاہ اسمعیل
سلطان علی جب سن تمیز کو پہونچا تو سلطان حیدر نے سارے کاروبار اپنے
اوسکے متعلق کئے اور اپنے تمام امیرون کو اپنے باپ جنید شیخ جنید کے
قتل کا انتقام لینے پر آمادہ اور مستعد کرکے شیروان پر بڑی دھوم دھام سے
حملہ کیا مگر اس سخت ارادہ مین وہ بیچارہ ناکام رہا شیروان کے حاکم نے

اوسکو شکست فاش دیکر قتل کرڈالا اس شہید کی نعش اردبیل مین دفن
کیگئی چنانچہ اوس خاندان کے مریدون اور معتقدون نے اوسکی قبر کو
اپنا زیارتگاہ بنایا

سلطان علی جو بیٹون لڑکون مین سلطان حیدر کے ہوشیار اور
سمجھدار تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد جانشین اوسکا ہوا اور قدیمی
سلسلہ اپنے ہاتھہ لیا اس عرصہ مین چارون طرف سے جب اوسکے
معتقدون کی کثرت سے آمد و شد شروع ہونے اور اوسکے مرتبہ سے
روز بروز ترقی پکڑنا از سر نو شروع پانا شروع کیا تو سردار یعقوب نے
جو اوزن حسن کی اولادون سے تھا آتش رشک و حسد مین جلکر سلطان علی
اور اوسکے تینون بھائیون کو گرفتار کرکے اسطخر کے پہاڑی قلعہ مین
جو فارس مین واقع ہے مقید کیا یہ لوگ چار برس سے زیادہ اوس
قلعہ مین قید رہے اتفاقاً اس عرصہ مین یعقوب خان کا انتقال ہوگیا
اور جو ابتری اور پراگندگی اوسکے انتقال کے بعد ظہور مین آئی وہ ان

بیچارے قیدیون کے حق مین نہایت مفید اور نفع پہونچانے والی ہوئی چنانچہ
اسی ہنگامہ مین وہ قیدی اپنی رستگاری کا موقع پاکر اردبیل کو فراری ہوئے
لیکن قبل اس سے کہ وہ اپنے رفیقون اور دوستون سے مل ملا کر ایک گروہ
اور جتھا اپنا بنوین یعقوب کے ہمراہیون نے اونپر حملہ کیا جسمین سلطان علی مارا گیا
اور اوسکے دونون بھائی جنکا نام ابراہیم اور اسمعیل تھا بھاگکر شہر گیلان کو چلے گئے وہان پہونچکر
مرزا ابراہیم نے جو ان تینون مین منجھلا تھا وفات پائی اس شور و شر و فساد
کے زمانہ مین شاہ اسمعیل سلطان حیدر کا بیٹا تیسرا نو عمر اور بچہ تھا اوسوقت کے
حالات کچھہ اوسکے معلوم نہین ہان جب چودہ برس کا ہوا تو اوسنے اپنے
تمام رفیقونکو اور دوستونکو جمع کرکے اپنے خاندانکے قدیمی دشمن یعنی
شیروان کے حاکم پر بڑی ہمت اور جرات کے ساتھہ یورش کرنیکا ارادہ کیا
چنانچہ اوسکو شکست دیکر پسپا کر دیا جسوقت الوند بیگ بن یعقوب بیگ
یعنی سفید قوم کے سردار کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ نہایت متردد
ہوا اور حتی الامکان جہانتک اوس سے ہو سکا ادھر اودھر سے فوج فراہم کرکے

اس نوجوان دلاور شاہ اسمعیل کے مغلوب کرنیکے واسطے روانہ ہوا جب لڑائی کی نوبت آئی تو حاکم شیروان کی مانند یہ بھی مغلوب ہوکر میدان مقابلہ سے گریزان ہوا شاہ اسمعیل نے اس نگاہ سے فراغت حاصل کرکے صوبۂ آذربیجان پر اپنا تسلط اور تصرف کرلیا اور خاص طبریز مین سکونت اختیار کی اگلے سال عراق کی تسخیر کی جب نوبت آئی تو سلطان مراد کے ساتھ جو اک کویلو کا ایک اور بادشاہ تھا اوسکو بہت بڑی معرکۃ الآرا لڑائی کا اتفاق ہوا اسلطان مراد کو اسنے شکست دیکر بہت جلد صوبہ عراق پر اپنا قبضہ کیا غرض گیلان سے روانہ ہونیکے بعد کچھ کم چار برس کے عرصہ مین شاہ اسمعیل تمام ایران کا بادشاہ اور مالک بن گیا

شاہ اسمعیل کے حق مین یہ بات بہت نافع تھی کہ وہ کسی قوم کا سردار نہ تھا اور اسوجہ سے بہت کم لوگ اوسکے خاندان کے دشمن ہوئے ہونگے بلکہ اوسکا خاندان معظم ومکرم ہمیشہ رہا چنانچہ تمام لوگ اوسکی بزرگی اور عظمت کی جہت سے ہمیشہ باعتقاد تمام اوس خاندان کے ساتھ

پیش آتے تھے اور اسکے قدیمی مشہور و معروف بزرگونکا ملت و مشرب صوفیانہ تھا
اور بلاشبہ وہ اپنے مذہب کے مسائل اور احکام کی سچائی و دل پابند تھے مگر چونکہ
خداوند حقیقی کی ماہیت کا ادراک عموماً ہر ایک کے لئے ایک امر مشکل اور دشوار ہے
اسلئے اونکو اپنے عوام معتقدوں کے لئے جنکی عقل ہر بات مین قاصر ہی بجوشی ایک
ایسے معبود قرار دینے کی ضرورت پڑی کہ جو آنکھوں دیکھی اور نظر آنیوالی
چیز کی مانند بے تکلف اور بآسانی سمجھہ مین آجاوے چنانچہ اونھون نے
حضرت علی علیہ السلام کو جو جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیق
و چچیرے بھائی اور داماد تھے اس مطلب کے لئے اپنا مقصود ٹھیرایا تواریخ
مین ایرانیون نے حضرت علی کے حالات ایسی خوبیونکے ساتھہ بیان کئے
ہین کہ جنکے سننے سے انسان کی طبیعت عمدہ خیالات پر اثر پیدا ہوتا ہے
لکھا ہے کہ اونکے پیرو اور معتقد ایسے خلوص نیت اور سچے دل سے اونکے
حالات کا تصور کیا کرتے تھے کہ جیسے کوئی اپنے معبود کے اوصاف کا
سچے اعتقاد سے تصور کیا کرتا ہے یعنی حضرت علی نے بچپن مین بڑے بڑے

عمدہ کام کئے اور سب لوگون مین اول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لائے اور ساری عمر اوسی اعتقاد پر مضبوط اور مستحکم رہے دلاور اور شجاع بہت
بڑے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی پرورش اور پرداخت
مین اپنی عزیز لڑکی کا نکاح اونکے ساتھ کر دیا اور چند روز کے بعد اپنا جانشین
قرار دیا پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ایک ایسے ورثہ سے محروم کر دیئے گئے
جو ہر طرح سے اونکا حق تھا اور نیز اون حق تلفیون کو اونھون نے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تینون جانشینون یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور
حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے خلیفہ مقرر ہونے سے اونکے حق مین لاحق
ہوئین بڑے تحمل سے برداشت کیا اور اس تلوار کو جس سے کفار ہمیشہ خوف
کھایا کرتے تھے اپنے مخالف مسلمانون کے مقابلہ مین کبھی کھینچنا نچاہا مگر
باوجود مخالفت دنیاوی کے یہ لوگ اونکی دینی باتونکو دل سے پسند کرتے رہے
اگرچہ حضرت علی نے آخر کار عہدہ خلافت کو حاصل کیا مگر یہ منصب
تھوڑے ہی دن اونکو حاصل رہا چونکہ وہ اپنے ذاتی صلاحیت اور بزرگی کی

وجہ سے مسلمانونکے باہمي لڑائي جھگڑون کو دفع کرنا چاہتے تھے اسلئے انھون
نے اپنے حق کا تصفیہ ایک دوسرے شخص کي راي پر رکھا مگر اس تصفیہ
کرنے مین دوسرے شخص کا مختار ہوجانا اوسکے حق مین کچھ نافع نہوا چنانچہ
حضرت علي اپنے اختیارات کے عہدہ سے معزول کئے گئے انجام کار
اوسکے معزول ہوجانے سے مسلمانون مین باہم بہت بڑا نفاق اور
جھگڑا پیدا ہوا اور اس جھگڑے کو حضرت علي کے بیٹے کے زمانہ مین
اور بھي زیادہ ترقي ہوئي جسنے ~~اپنے رفیقونکے وعدہ پر بھروسا کرکے~~
~~ملک گیري کا ارادہ کیا~~ اور بڑي تکلیف اور مصیبت کي حالت مین دشت
کربلا مین وفات پائي اوسکے بھائي نے اوس سے بھي زیادہ تکلیف اوٹھائي
یعني اوسکي بیوي نے حضرت علي کے دشمنونکے بہکانے سے طمع اور
لالچ مین آکر اوسکو زہر دیکر مارا

جس زمانہ مین یہ سب نئے واقعات ظہور مین آئے اوسوقت سے
برابر ایک ایسا فرقہ چلا آیا جو حضرت علي اور اوسکے اولاد کا بیجان و دل

معتقد اور دوست بنا رہا یہانتک اونکا اعتقاد یہ ہوگیا کہ ہر نماز مین خدا اسکے نام کی

جگہ علی کا نام لیا کرتے تھے اور جن لوگون نے حضرت علی اور اونکی اولاد کو اذیت

پہونچائی تھی اونکو سخت بُرا جانتے تھے اور در پردہ بد دعا کرتے تھے مگر

اوس زمانہ مین سنیونکو بہت بڑا اختیار حاصل تھا اسلئے اس فرقہ کی کچھ

پیش نہ چلی اور ہمیشہ سنیونکے مقابلہ مین ذلت اور تکلیفین اوٹھاتے رہے

شاہ اسمعیل کے بزرگون نے بھی اپنے رفیقون کو اس فرقہ کے مسائل تلقین

کئے چنانچہ وہ ہمیشہ علی مقدس تکے نام کو پکارا کرتے تھے اور اوسکی حق تلفیونکو

نہایت دلسے غور کرکے تاسف کیا کرتے تھے اور ایسے ہی خیالات کی وجہ سے

اونکے دلون مین علی کے خاص مخالفون اور اونکے اچھا جاننے والونکی

طرف سے ایک قسم کی عداوت پیدا ہوگئی شاہ اسمعیل چونکہ اپنے زمانہ مین

سنیونکا سخت مخالف پیدا ہوا اسلئے اس مذہب جدید کا وہ ایک سرگرم

پیرو مشہور ہوگیا سنیون نے جو از راہ طعن اوسکے لئے رافضی کا خطاب

تجویز کیا تو اوسنے اس وجہ سے اپنے ذمہ سے یہ امر واجب اور لازم کرلیا

کر علی کے مخالفونکے رفیقونسے ہمیشہ دشمنی اور عداوت رکھی اور اُس خطاب کے جواب مین ازروے فخر سنیونکے مقابلہ مین اپنے فرقہ کا نام شیعہ تجویز کیا اور یہ نتیجہ فریقین کی عداوت ہی کا ہوا کہ ایران مین اس فرقہ کی ترقی اور عظمت پانیکا سبب مذہبی جوش قرار دیا گیا

شاہ اسمعیل نے مذہب کے جوش مین اپنے مریدونکے بخوبی سرگرمی مشاہدہ کرکے اونکی طبیعتونکو ایسے خیالات کی طرف متوجہ کیا کہ جو اوسکی سلطنت کی ترقی اور عروج کے واسطے نہایت مفید اور کارآمد تھے ترکونکی سات قومونکو جو اوسکے حق مین ہر طرح معاون و مددگار تھین ایک خاص خلعت دیکر سرافراز کیا یعنی ایک سرخ ٹوپی اونکو عنایت فرمائی کہ وہی لوگ اوس ٹوپی کو پہنا کرین چنانچہ اسی لئے وہ قومین ابتک قزلباش کے نام سے مشہور ہین جب سلطان اسمعیل کیطرف سے ان لوگونکے حق مین ہر طرحکی رعایت اور عنایت ظہور مین آئی تو اونھون نے بھی اپنے ذمہ یہ بات واجب و لازم سمجھی کہ اپنی تلوار کو اس خاندان کی حمایت

ان قومون کے نام
استاجلو، شاملو، تکلو، بہارلو، ذوالقدر
افشار، قاجار، ورسان تھے
اور یہ ساتون قومین
مختلف مقامات ایران
اور ترکی مین رہتی تھین

مین کام مین لاوین اور یہ حمایت اوس خاندان تک ہی نہین باقی رہی بلکہ اوس

مذہب کی رعایت سے ابتک قایم ہے

جو جو کارنمایان شاہ اسمعیل کی ذات سے ظہور مین آئے اسمقام پر اونکو

تفصیل وار بیان کرنا ایک طول عمل ہے اسلئے مجملا بعض بعض حالات اوسکے

حوالہ قلم ہین تخت نشینی کے بعد چند روز تک وہ ایران کے اون صوبونکے

مطیع کرنے مین مصروف رہا جو ہمیشہ اوسکا مقابلہ کرتے رہے جب اس مہم سے

فراغت حاصل کرچکا تو بغداد اور اوسکے قرب وجوار کے ملکونکو تسخیر کرنیکے

بعد اسنے قبضہ مین کرلیا اسکے بعد خوراسان مین اوزبکون سے مقابلہ کی

نوبت پہونچی اور اونکو شکست دیکر سردار شیبک خان نامی کو قتل کیا چنانچہ

اس شکست سے شاہ اسمعیل کو یہ کامیابی حاصل ہوئی کہ صوبہ خوراسان پورا پورا

اوسکے قبضہ تصرف مین آگیا اس زمانہ مین بلخ کی تسخیر کا بھی مصمم ارادہ کیا اور

اوس ارادہ کو پورا کرکے مقام کرم کو واپس چلا آیا چند روز گذرے سکتھے

کہ اوزبکوں کے خوراسان پر حملہ کرنے کی خبر پہونچی شاہ اسمعیل نے دوبارہ

ان لوگونکو شکست فاش دیکر سراسیمہ اور پریشان کردیا اور آئندہ کے واسطے
یہ معقول تدبیر کی کہ تھوڑی سی فوج اوس صوبہ کی حفاظت کے واسطے
متعین کردی

اسوقت تک جو مہم لڑائی کا شاہ اسمعیل کو درپیش ہوا اوس مین بخوبی
وہ کامیاب رہا مگر اب اوسکو ایک ایسے بھاری دشمن سے مقابلہ کی نوبت
آئی کہ اوسمین وہ ناکام رہا یعنی اس زمانہ مین سلطان سلیم شاہ اسمعیل سے لڑنیکے لیے
بڑا جنگی لشکر جمع کرکے قسطنطنیہ سے اپنے ہمراہ لایا چنانچہ صوبہ آذربیجان کی سرحد
باہم معرکۃ الآرا لڑائی واقع ہوئی اوراس ہنگامہ مین شاہ اسمعیل نے
شکست کھائی اور مولٰنا میر سید شریف جو عہدہ صدر الصدوری پر اوسکے
یہان سرافراز تھے اسی معرکہ مین رہگرای عالم باقی ہوئے سنا ہے کہ
شاہ اسمعیل نے اس لڑائی مین بڑی بہادری اور شجاعت کے ساتھ مقابلہ
کیا اسلئے کہ وہ اپنے دلمین یہ سمجھا ہوا تھا کہ میری کمال ترقی اور عروج کا دارمدار
اس لڑائی کے فتح کرنے پر ہی اگر مین اس مین فتحیاب ہوا تو بخوبی کامیاب ہونگا

مگر یہ خیال اوسکا غلط نکلا اور بڑی بھاری شکست کھائی ع ادرچہ خیالیم و فلک درچہ خیالست۔ ایرانی مورخون نے شاہ اسمعیل کی دلاوری ہی مین یہ بھی لکھا ہے کہ سلطان سلیم کی توپین جو زنجیر کے علاقہ سے باہم ملادی گئی تھین تو شاہ اسمعیل کی شمشیر آبدار نے اونکو کاٹ کر علیحدہ علیحدہ کر دیا مگر یہ سب کوششین اوسکی اس بارہ مین بیفایدہ تھین اسلئے کہ اس معرکہ مین اوسکی قسمت مین شکست کھانا لکھا تھا جب تک وہ جیا تو اوسکے دل پر اس انقلاب کا ایسا صدمہ رہا کہ تمام عیش اوسکے تلخ ہو گئے سابق مین جیسا کہ وہ شگفتہ چہرہ اور خندہ پیشانی رہا کرتا تھا ویسا ہی اس معرکہ کے بعد افسردہ خاطر ہو گیا

سلطان سلیم کو اس فتح مین سوای شہرت اور ناموری کے کوئی منفعت حاصل نہوئی حالانکہ اس لڑائی مین شاہ اسمعیل نے شکست کھائی مگر ایران اوسکے قبضہ مین رہا سلطان سلیم عین ہنگامہ مین رسد کے نہونے سے عاجز ہو کر قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا چند روز کے بعد ایران کا

یورش کرنی چاہے مگر اتفاقاً یہ قصد ملتوی رہا اور بجای اسکے اوسنے مصر اور سرگیشیا پر
حملہ کیا آخرکار چند روز کے بعد اس دار ناپایدار سے انتقال کر گیا اوسکے مر جانے کے
بعد شاہ اسمعیل کو دریای ارس پر عبور کرنے اور جارجیا پر حملہ کرنے کی جرات ہوئی
چنانچہ اوس اخیر حملہ مین اوسنے صوبہ جارجیا کو فتح کر لیا اور مقام اردبیل مین
جو اوسکے بزرگونکا مکان تھا وفات پائی ایرانی لوگ شاہ اسمعیل کے حالات بڑی
خوبی کے ساتھہ ذکر کرتے ہین اور وہ لوگ اوسکو صرف ایک عالی خاندان کا فخر
ہی نہین جانتے بلکہ اس خاص مذہب کا جسپر یہ لوگ فخر کرتے ہین اوسکو
اصل الاصول اور بانی مبانی جانتے ہین ایرانیونکی تاریخون مین اس بادشاہ کا
نام شاہ شیعیان بیان کیا ہے جو اوسکی نسبت اونکی محبت اور اعتقاد پر دلالت
کرتا ہے اگرچہ وہ اوسکے مبالغہ آمیز مذہبی تعریف و توصیف کا مستحق نہو یا
ہمین اس سے کچھہ بحث نہین مگر انصاف یہی ہے کہ بڑا لایق اور دلاور بادشاہ تھا
یہانتک کہ اوسنے اپنی تمام عمر مین صرف ایکمرتبہ سلطان سلیم سے شکست کھائی
بظاہر اوسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سلطان سلیم کے پاس ایک بہت بڑا توپخانہ تھا

خاصکر یورپ کی آمد و رفت سے فن جنگ مین اوسکو بہت بڑی قدرت حاصل ہوگئی
تھی ورنہ شاہ اسمعیل کی دلاوری کے مقابلہ مین یہ نہین خیال کیا جاسکتا کہ ایسا
شجاع اور جوانمرد آدمی کسی سے مغلوب ہوجاوے

طہماسپ مرزا دس برس کی عمر مین اپنے باپ کا جانشین ہوا شہزادہ
طہماسپ کے نوعمر ہونے کی وجہ سے ایک عرصہ تک یہ حکومت وزرای سلطنت کے
قبضہ اختیار مین رہی تخت نشینی کے چند روز کے بعد شہزادہ طہماسپ کو سردار
عبید خان قوم اوزبک کے حاکم سے لڑائی کا اتفاق ہوا مگر سنا ہے کہ
وہ اس ارادہ کے پورا کرنے کے لئے خراسان ہی تک پہونچا تھا کہ اس
درمیان مین اوسکی غیبت مین قزلباشون کی دو قومون مین باہم جھگڑا
اور فساد شروع ہوگیا جب اوسکو یہ خبر پہونچی تو وہ اوس اندیشہ سے کہ
مبادا انکے باہمی نزاع کے باعث سے سلطنت کے امن و امان مین کسی
قسم کا خلل واقع ہو مجبور ہوکر دارالسلطنت قزوین کو واپس چلا آیا چنانچہ
اوسکے پہونچتے ہی وہ سارا فساد اور جھگڑا باہمی طے ہوگیا اوسکے بعد

پھر بہت جلد خوراسان کو چلا گیا اس درمیان مین طہماسپ کے ایک سپہ سالار نے
شکست کھائی جسکو وہ عبید خان سے مقابلہ مین اپنے جگہ چھوڑ کر قزلباشونکے
فساد رفع کرنیکے لئے واپس چلا گیا تھا شہزادہ طہماسپ جب آپہونچا تو مقام
جام اور مشہد کے درمیان مین سردار عبید خان کا اور اوسکا مقابلہ واقع
ہوا آخر کار اس ہنگامہ مین عبید خان نے بڑی بھاری شکست کھائی
اسکے بعد طہماسپ بغداد کو روانہ ہوا اور ذوالفقار خان نامی قوم کرد کے
سردار کو جسنے وہانکی سلطنت زبردستی اپنے قبضہ حکومت مین کر لی تھی
گرفتار کرکے قتل کر ڈالا اگرچہ یہ نوجوان شہزادہ یاوری اقبال سے اپنے
مخالفونپر جو دور دور ملکو نسے ہمت کرکے اوسپر یورش کرتے تھے ہمیشہ
فتحیاب اور غالب رہتا تھا مگر خاص اوسکے ملک کے لوگ قزلباشی
سردار اپنی سرکشی اور اولوالعزمی کی بدولت طہماسپ کی صغر سنی کی
وجہ سے مطلقاً اوسکی حکومت اور حاکمانہ شوکت کو خیال مین نہ لاتے تھے
اور ہمیشہ اوس سلطنت کے امن وامان مین خلل انداز رہتے تھے ایک بار

قوم شاملو اور قوم تکلو کے درمیان کسی قسم کا نزاع برپا ہوا رفتہ رفتہ یہانتک
نوبت پہونچی کہ قوم شاملو کے لوگون نے قوم تکلو کے سردار سلطان جہان
نامی کا تعاقب کیا اوس سردار نے بھاگتے بھاگتے آخر کار شاہ طہماسپ کے
خیمہ مین جاکر پناہ لی چنانچہ ان لوگون سے اور بادشاہی پہرہ والون سے لڑائی
ہونے لگی اور حسین خان قوم شاملو کا سردار اس ہنگامہ مین مارا گیا اس سردار کے
مارے جانے سے قوم تکلو کو بڑی ہمت ہوئی اور سب نے متفق ہو کر قوم شاملو
حملہ کرنیکی تیاریان کین اور ایسے ایسے کلمات ناملایم سرکشی اور نخوت کے شہزادہ
طہماسپ کی نسبت زبان پر لائے کہ جب تک طہماسپ کو ہم اپنے قبضہ مین لاکر
ایران کے مالک اور حاکم نہو جاوینگے اوسوقت تک ہرگز اپنے فساد اور سرکشی
باز نآوینگے یہ باتین جب شہزادہ طہماسپ کے کان تک پہونچین تو نہایت غضبناک ہوا
اور اپنی فوج کو غیرت اور ہمت دلاکر کہنے لگا کہ تم لوگو نکو ایسی کوشش اور سعی
کرنی چاہیئے کہ تمھاری حمایت سے مین اس نخوت شعار اور گستاخ قوم کے پنجۂ
ظلم سے بچا رہون اون سب لوگون نے دست بستہ ہو کر شہزادہ کے حضور مین

عرض کیا کہ ہم بیجان و دل حضور کی امداد کو حاضر ہین آپ اطمینان فرمائیے شہزادہ طہماسپ نے اونکی سرگرمی اور جانبازی پر بھروسا کرکے قوم تکلو پر حملہ کرنیکا یعنی قتل عام کا حکم دیا حالانکہ قوم تکلو کا گروہ بہت بڑا تھا مگر طہماسپ کی فوج نے اس لڑائی مین ایسی جان لڑائی کہ اوس قوم کے اکثر آدمیونکو تہ تیغ کھینچا اور باقی سب فرار ہوگئے

قوم اوزبک کے لوگون نے جب یہ دیکھا کہ آج کل ایران مین فتنہ وفساد کا بازار خوب گرم ہو رہا ہے تو اونھون نے موقع پاکر صوبہ خراسان پر حملہ کیا اور اٹھارہ مہینے تک ایسا سخت محاصرہ کیا کہ وہانکے باشندے نہایت تباہ اور خراب ہوگئے افلاس اور تنگدستی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ اوس حالت مین بیچارون نے اپنی شکم پروری کی خاطر کتّے بلیون کے ہی گوشت کو غنیمت سمجھا طہماسپ کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ ایران سے خراسانیونکی امداد کے واسطے روانہ ہوا قوم اوزبک کا سردار طہماسپ کی آمد آمد کی خبر سنکر محاصرہ سے دست بردار ہوا اور افغان نے خیز ان

تاتار کی جانب گریزان ہوا اس واقعہ سے چند روز گذرنے کے بعد ملک ایران
کی امن وامان مین اس پہلے حادثہ سے انکی زیادہ ایک اور سخت حادثہ درپیش ہوا
یعنی قسطنطنیہ کے بادشاہ سلیمان نامی نے بعض بعض باغی سردارون کے
برانگیختہ کرنے سے اور نیز صوبہ آذربیجان کے حاکم کی سازش سے ایران پر حملہ کیا
چنانچہ جو صوبے دریای آرسینز کے غرب مین اور دریای دجلہ و فرات کے
بیچ مین واقع تھے وہ سب صوبے مع کردستان کے ایک قصبہ کے
اس لڑائی مین شاہ سلیمان کے تصرف مین آئے اخیر لڑائی مین جب تبریز کا
محاصرہ واقع ہوا تو وہانکے باشندون نے مجبور ہو کر اوسکی اطاعت
بہ چشم قبول کی پھر شاہ سلیمان اس ہنگامہ سے فارغ ہو کر شہر
سلطانیہ کو گیا مگر اوسکی تسخیر کرنے مین موسم کی سختی کے باعث سے
سلیمان نے توقف کیا ہان اگر موسم کی سختی اوسکو واپس جانے پر
آمادہ نکرتی تو بیشک وہ اوسکو فتح کر لیتا اسکے بعد جب بغداد مین
پہونچا تو وہانکے باشندون نے اوسکے آتے ہی شہر خالی کر دیا دوسرے

سال شاہ سلیمان کو ایران مین جانیکا پھر اتفاق ہوا مگر ایکی بار بہت جلد و ہانسے
واپس آنا پڑا شاہ سلیمان اگرچہ ایک عرصہ دراز سے ملک ایران کی تسخیر مین
مصروف رہا اور اس عرصہ مین بہت سے صوبے بھی ایران کے اوس نے
فتح کئے مگر شاہ طہماسپ نے اسوقت تک اوس سے کچھ تعرض نکیا اور اپنے
ملک کی حفاظت مین مصروف رہا شاہ سلیمان کو دوبارہ جب ایران مین آکر
واپس جانا پڑا تو شاہ طہماسپ نے یہ موقع پاکر اوسکا تعاقب کرنا چاہا اور بڑی ہمت
اور جرأت کے ساتھ ارمینیا پر ترکو نسے فوج کشی کی ترک لوگون کو
اول تو اوس مہم کا مرکے خیال سے اپنے جدید فتوحات کی حفاظت کرنی
پڑی آخر کار سراسیمہ اور پریشان ہوکر اس ملک سے بھاگ گئے

شاہنشاہ ہمایون جبکہ ہندوستان سے بھاگ کر شاہ طہماسپ کے
قلمرو مین داخل ہوا اور وہان پہونچکر پناہ لی تو شاہ طہماسپ نے اوسکو
دلاسا اور تسلی دیکر بڑی دھوم دھام اور شاہانہ فیاضی کے ساتھ تواضع
اور مہمانداری کی اسوجہ سے اور بھی اوسکے اخلاق پسندیدہ اور صفات

حمیدہ کی شہرت اطراف عالم مین پھیل گئی ایرانی لوگ ہمیشہ سے اپنی مہمان
نوازی اور خاطرداری کی تعریف و توصیف کرتے چلے آئے ہین بلکہ ہر شخص
اس بات پر فخر کرتا ہے کہ قومی نیکی اور ہمدردی کے علدرآمد مین ہمارا ملک سارے
عالم پر فائق ہے خاصکر ہمایون کی اوس پریشان حالت مین کہ بیچارہ ہرطرح
پراگندہ اور مصیبت زدہ تھا ایرانیون کی جانب سے جو کچھہ محبت اور مہمانداری
ظہور مین آئی وہ گویا اونکے دعوی کی تائید اور تصدیق کرتی تھی اور بیشک
ہماری دانست مین ایسی کامل امداد اور مہمان نوازی کسی ملک مین کسی
بادشاہ کے حقمین کی گئی ہوگی جیسے کہ ہمایون کے حقمین شاہ طہماسپ
کیطرف سے وقوع مین آئی یہانتک کہ سوای اون مہمان نوازیون اور خاطرداریکے
شاہ طہماسپ نے ہمایونکے دوبارہ تخت نشینی کے لئے بڑی فیاضی اور
عالی ہمتی کے ساتھہ سعی کی اور ایسی باتون کے سبب سے غیر ملکوں کی
قومین شاہ طہماسپ کے اس برتاو کی بڑی تعریف و توصیف کرتے
رہین مگر وہ اپنی قوم کی تعریف و توصیف سے جو اسمقدمہ مین اونھین نے

کیا کرتے تھین نہایت خوش اور رضامند رہتا تھا

سام مرزا نامی شہزادہ جو خاندان شاہی مین سے تھا شاہ طہماسپ
سے باغی ہوگیا اوسکی بغاوت سے صوبہ خراسان مین بہت بڑی
ابتری واقع ہوئی اسی عرصہ مین سردار عبید خان ہرات کا مستقل حاکم
بن بیٹھا شاہ طہماسپ کی آمد آمد کی جب خبر سنی تو اوسنے اس عمدہ
شہر کو بالکل لوٹ لاٹ کر تباہ کردیا اور بہت سا مال غنیمت کا لیکر دریا
آمو کے پار اوتر گیا شاہ طہماسپ نے قندھار تک اوسکا تعاقب کیا
مگر وہ ہاتھہ نہ آیا سام مرزا بھی طہماسپ کی آمد آمد کی خبر سنکر سردار
عبید خان کی مانند فرار ہوا پھر شاہ طہماسپ نے اس صوبہ کی حکومت
بوداک خان کچہر کو مرحمت فرمائی اور خان موصوف نے اوس حکومت کو
دوسرے سال کامران مرزا ابن بابر بادشاہ دہلی کے حوالہ کیا

القاص طہماسپ کا بھائی تھا اوس سے کسی نے جا کر یہ کہدیا
کہ طہماسپ مرگیا یہ سنتے ہی اوسنے ملک مین فساد و خرابی پھیلانی شروع کی

مگر جب اوسکو طہماسپ کے زندہ ہونے کی اطلاع ہوئی تو اوسنے بظاہر ویسی ہی بسر و چشم اوسکی اطاعت قبول کی لیکن چونکہ اوسکے دل مین طہماسپ کی طرف سے ایک طرح کا خوف بیٹھا ہوا تھا اسلئے باطمینان خاطر اوس ملک مین نرہ سکا اور ترکی کو بھاگ گیا اور وہان پہونچکر شاہ سلیمان سے توسل پیدا کرنا چاہا مگر اچھی طرح اتحاد پیدا نہوا القاص کے بہت سے رفیق اور حامی کا تھے اگر شاہ سلیمان مین اور اوسمین باہم اتفاق باقی رہتا تو بلاشک یہ اتفاق شاہ طہماسپ کے حق مین بڑی مضرت اور نقصان کا باعث ہوتا جب یہ دونون ملک ایران کی تسخیر کے ارادہ پر اصفہان تک بڑہ آئے اور تمام صوبہ آذربیجان پر قبضہ بھی کر چکے تو یکایک ان دونون مین مخالفت اور نااتفاقی پیدا ہوئی اس درمیان مین شاہ طہماسپ کو اپنے ملک کی درستی اور انتظام کا بخوبی موقع ہاتھ آیا

سام مرزا نے جب القاص کے گرفتار کرنیکا ارادہ کیا تو وہ کردستان کو بھاگ گیا اور وہان جاکر ایک نیستہ سردار کے پاس پناہ لی شاہ طہماسپ کو

جب یہ خبر لگی کہ الخاص فلانے رئیس کے یہان ہے تو اوسنے بذریعہ اوس سردار کے
اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس سردار نے کچھ رشوت لیکر الخاص کو اوسکے حوالہ کردیا
طہماسپ نے اوسکو گرفتار کرکے قید خانہ مین بھجوا دیا چند روز کے بعد یہ خبر مشہور
ہوئی کہ الخاص قید خانہ ہی مین مرگیا [1]

ایران اور ترکی کے درمیان ایک مدت تک لڑائی جاری رہی ان
ہنگامون مین شاہ طہماسپ نے صوبہ جارجیا کو فتح کیا اور ایشیای کوچک مین سے
بھی چند شہر اوسکے قبضہ تصرف مین آئے جسوقت شاہنشاہ ترکی نے دریای
اکسیز کی جانب کوچ کیا تو طہماسپ پیچھے کو ہٹ آیا اس عرصہ مین ترکی کی طرف سے
کوئی حملہ نہوا اور واپس چلے گئے صوبہ جارجیا کے باشندون نے جو طہماسپ کی
لڑائی مین شہنشاہ ترکی کی اعانت اور مدد کی تھی اس خیال سے شاہ طہماسپ نے
غضبناک ہوکر اوس تمام صوبہ کو قبضہ مین لانیکے بعد تاخت وتاراج کردیا اور
بیس ہزار آدمیونکو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لے گیا

اسکے بعد سلطنت ترکی مین بڑے بڑے انقلاب اور حوادث

پیش آئے شاہ طہماسپ اس زمانہ مین اپنی ضعیفی اور کاہلی کے سبب سے اس قابل
نتھا کہ لڑائی کی مانند کوئی حادثہ درپیش ہوتا اور وہ اوس حادثہ کا متحمل ہوجاتا بلکہ
مخالفونکا باہمی فساد اور تنازع اس عرصہ مین اوسکے حقمین اطمینان کا سبب
ہوتا تھا چنانچہ سلطنت ترکی کا یہ انقلاب اوسکی سلطنت کے حقمین نہایت
امن وامان کا باعث ہوا مقام قزوین کو شاہ طہماسپ نے جبکہ اپنی دارالحکومت
قرار دیکر فوج اور لشکر کو اپنے سپہ سالار وںکے سپرد کیا تو شاہ سلیمان کے
لڑکے بایزید نامی نے طہماسپ کے پاس آکر پناہ لی طہماسپ اول اول بڑی
مہربانی سے اوسکے ساتھ پیش آیا جب اوسنے بایزید اور اوسکے ہمراہیوںکے
طور وطریقہ اور چلن اچھا نہ پایا تو اوسکو قید کرکے چند روز کے بعد شاہ
سلیمان کے پاس بھیجدیا شاہ سلیمان اس بات سے بہت راضی ہوا اور
اوسکے اور طہماسپ کے درمیان پہلی صلح بایزید کے پہونچنے سے اور زیادہ
مستحکم ہوگئی طہماسپ کے عہد کے پچھلے بیس برس مین چند واقعات ایسے
اور ظہور مین آئے کہ جنکے سبب سے رعایا کے امن وامان مین فتور پڑگیا

ایک تو یہ کہ قوم اوزبک کے تاتاریون نے چند بار خوراسان پر یورش کی دوسرے یہ کہ
ایک قحط ایسا سخت واقع ہوا کہ لوگ فاقہ کشی کی مصیبت سے مردم خوار بنگئے اور اپنے
بچون کو بے دھڑک مار کر کھانے لگے اور وبائی امراض کا ایسا زور ہوا کہ صرف مقام
اردبیل مین بیس ہزار آدمی وباسے فوت ہوئے

طہماسپ نے ترپن برس سے زیادہ سلطنت کی چونسٹھہ برس کی عمر
مین اس جہان فانی سے رخصت ہوکر رہ نورد عالم بقا ہوا مجملاً حال اوسکا یہ ہے
کہ نہایت دانشمند اور عالی ہمت اور فیاض متبع غربا اور بیکس آدمیون پر مہربانی کرتا تھا
الغرض اوسکے سب اخلاق اور عادات پسندیدہ تھے کوئی عیب اوسکی ذات مین
ایسا نتھا کہ اوسکے سبب سے وہ کبھی بدنام ہوا ہو لڑکپن کی حالت مین البتہ
لیفہ۔ اوسکے اطوار اچھے نتھے اونتیس برس کی عمر مین ان باتون سے اوسنے
کھلم کھلا توبہ کی اور شریعت کے احکام کو اچھی طرح پر رواج دینا چاہا اپنے
ملک کے تمام میخانون کو مسمار کرا دیا اور علاوہ اسکے جتنے امور خلاف شرع
رائج تھے یکقلم سب کو نیست و نابود کردیا رفتہ رفتہ اپنے مذہب مین سخت متعصب ہوگیا

جیسا کہ اوسکے برتاو سے معلوم ہوتا ہے یعنی ایک بار ملکہ ایلزبتھ نے اپنی طرف سے
تجارت کے مقدمہ مین معاملہ کرنے کے لئے مسٹر اینتھونی جنکنسن نامی انگریزی سوداگر
کو ایلچی بنا کر شاہ طہماسپ کے دربار مین بھیجا مورخ کے بیان سے واضح ہوتا ہے
کہ جسوقت یہ ایلچی دربار شاہی کے قریب پہونچا تو ایک جوڑا جوتی کا اسغرض سے
اوسکے پاس بھیجا گیا کہ مبادا اوس عیسائی ایلچی کے پیرونسے مقدس فرش بادشاہی
ناپاک ہوجاوے غرضکہ جسوقت وہ دربار مین حاضر ہوا تو طہماسپ نے اول اول
سوای اسکے اور کچھ نہ دریافت کیا کہ تمھارا مذہب کیا ہے تم کافر ہو یا مسلمان
اوس ایلچی نے جواب دیا کہ مین نہ کافر ہون نہ مسلمان ہون بلکہ عیسائی مذہب
رکھتا ہون اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سب پیغمبرونسے بڑا پیغمبر جانتا ہون
طہماسپ نے یہ باتین سنکر بہت ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ تو سخت کافر ہے کافرو
سے ہرگز تجارت کرنی مجھے منظور نہین اور تو میرے دربار سے اسیوقت چلا جا
وہ ایلچی یہ سنکر رخصت ہوا اور چلا جب تک وہ دربار کے احاطہ سے باہر نکلا
اوسوقت تک ایک شخص دربار عام سے اوسکے پیچھے ہولیا اور جہان جہان

اوس ایلچی کا قدم ٹرپاتھا وہان یہ شخص خاک بُرکتا ہوا اوسکے پیچھے چلا گیا جب
وہ دربار کے احاطہ سے باہر نکل گیا تب یہ شخص وہانسے لوٹ آیا اس حرکت سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ کو اوس عیسائی کی ناپاکی کا بڑا خیال تھا طہماسپ نے
مرتے وقت بڑا کنبا چھوڑا اپنی اولاد مین سے کسیکو اپنے پاس نرکھتا تھا
فقط حیدر مرزا نامی سے جو اوسکا پانچوان بیٹا تھا البتہ بہت محبت تھی چنانچہ
اوسکو ہمیشہ دربار مین اپنے پاس رکھتا تھا اور باقی لڑکے عین حیات اوسکے یا تو
نظر بند رہے یا غیر ملکون مین حکومت پر مامور رہے حیدر مرزا کو اوسکے
پاس رہنے سے یہ منفعت حاصل ہوئی کہ اوسکے مرنیکے بعد محل شاہی اور
خزانون وغیرہ پر قابض بن بیٹھا اور اپنے تئین بادشاہ مشہور کرایا
خاندان صفویہ کے بادشاہونکا ہمیشہ یہ دستور رہا کہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے
بیٹونکو ادھرادھر کے مختلف زبردست سردارونکے سپرد کر دیا کرتے تھے
تاکہ آیندہ کے لئے یہ لوگ اس علاقہ کی بدولت سلطنت سے اتحاد پیدا کر کے
اکثر اوقات شریک حال اور حامی کار رہین اور سلطنت کے انتظام مین کبھی

کسی قسم کا قصور نہ سمجھا مین حالانکہ یہ اونکی بڑی ناعاقبت اندیشی تھی اسلیے
کہ یہ سردار جو اونکی اولاد کی پرورش کیا کرتے تھے تو ہر ایک اونمین سے
اس پرورش کی بدولت اسباب کا متوقع اور امیدوار رہا کرتا تھا کہ مین
بھی اس سلطنت کا شریک اور حصہ دار ہوں نہ کہ موید اور حامی کار چنانچہ قوم
اوستاجلو کا سردار جسنے حیدر مرزا کی پرورش کی تھی اسی فکر مین رہا کرتا تھا
اور قوم افشار اور چرکس کے سردار بھی اسی فکر مین رہتے تھے جنکے پاس
طہماسپ کا چوتھا بیٹا رہتا تھا اور اپنے باپ کی وقت ایک قلعہ مین
مقید تھا

جو قدرت اور موقع حیدر مرزا کو دار السلطنت مین رہنے اور تمام
خزانہ پر قابض ہونے سے ہاتھ آیا تھا اگر وہ اوسکی قدر سمجھتا اور اوسکو
خیال مین لاتا تو بلاشبہ وہ تخت حکومت پر جم جاتا انجام کار شہزادہ حیدر کو
طہماسپ کی ملکہ نے ایسی دغا دی کہ وہ بیچارہ ہر طرح ناکام رہا یہ لوگ قوم
چرکس کے سردار تمام کمال ناجی کی بنسبت محل شاہی مین سب سے زیادہ اختیار

رکھتی تھی جسوقت طہماسپ بیمار ہوا اور اوسکے انتقال کا وقت قریب پہونچا
تو وہ ایسے ایسے بند وبست کرنے پر آمادہ ہوئی کہ حیدر مرزا کے حق مین وہ
بہت بڑے نقصان اور خرابی کا باعث تھے اگر حیدر مرزا کو کچھ اپنا پرایا ہوش
ہوتا تو وہ اوسوقت بیشک یہ خیال کرلیتا کہ یہ ملکہ میری جانی دشمن ہے چنانچہ
جسوقت طہماسپ کا انتقال ہوا تو ملکہ نے اس اندیشہ سے کہ حیدر مرزا مجکو
اپنا دشمن خیال کرکے کوئی مضرت پہونچا وے اوسکی خوشامد درآمد کرنے لگی
اور قدمبوسی کرکے اوسکو ایران کے بادشاہ ہونے کی مبارکباد دینے لگی
اور باواز بلند کہنے لگی کہ ای حیدر مرزا تو مجکو سچے دلسے اپنی لونڈی سمجھ مین
تیری فرمانبردار ہون حیدر اوسکی یہ باتین سنکر فریب مین آگیا اور خوشی سے
کہنے لگا کہ اگر تم اپنے بھائی کو رضامند کرلوگی تو مجکو کوئی خطرہ باقی نرہیگا
اوسنے جواب دیا کہ اگر تیری یہ مرضی ہے تو اوسکے تلاش کرنیکی مجکو اجازت
دے اور تو اطمینان رکھ انشاء اللہ تجھے ضرور کامیابی حاصل ہوگی
آخرکار وہ وہانسے رخصت ہوکر اپنے بھائی سے جاملی اور بھائی اسکے

کہ وہ چچا اپنی حیدر مرزا کی نسبت اپنے بھائی سے مصلحت آمیز اور حمایت انگیز گفتگو کرتی اوسکے مار ڈالنے کا مشورہ کیا چنانچہ اوسکی دغابازیکا یہ نتیجہ ہوا کہ حیدر مرزا قبل اسکے کہ اپنے رفیقونکو جمع کرے مارا گیا

جس زمانہ مین حیدر مرزا مارا گیا اوس زمانہ مین اوسکا بھائی اسمعیل ایک قیدخانہ مین مقید تھا حیدر مرزا کے مرنیکے بعد ارکان سلطنت نے اسمعیل کو قید سے رہا کرکے تخت نشین کیا اس بادشاہ کے عہد مین عیاشی اور فسق و فجور کو نہایت ترقی ہوئی اور ایسی ایسی سختیان اور بیرحمیان رعایا کے حق مین اوس سے ظہور مین آئین کہ وہ سارے ملک مین بدنام ہو گیا جب اوسکا چچا زاد بھائی سلطان حسین مرزا قندھار کا حاکم اوس سے باغی ہو گیا اور اوسکا فکر پیدا ہوئی اور اسی کشمکش و پیچ مین وہ سارا تشدد اور ظلم اوسکا جاتا رہا مگر سلطان حسین مرزا کے مرتے ہی وہی سب پہلی باتین اوسنے پھر اختیار کرلین یہانتک کہ خاندان شاہی کے تمام شہزادونکو قتل کر ڈالا اور علی مرزا کو اندھا کر دیا

طہماسپ کے بیٹے محمد مرزا کو ارکان سلطنت اسلیے مستحق اور
وعویدار تخت نشینی کا نسمجھتے تھے کہ وہ بیچارہ ایک ایسے قدرتی مرض مین
یعنی ضعف بصارت مین عرصہ تک مبتلا رہا کہ سلطنت کے کاروبار کو بخوبی
انجام نہ دے سکتا تھا آخرکار اوسکی مرض نابینا ہی ہوگیا محمد مرزا اپنے باپکے
حین حیات ایک زمانہ تک خراسانکا حاکم رہا اور بعد اوسکے شیراز کا بھی حاکم
مقرر کیا گیا طہماسپ نے جب اوسکو شیراز کی حکومت سپرد کی تو اوسنے علی قلیخانکو
جو ایک بڑا معزز سردار اور قوم شاملو کا سرگروہ تھا براے نام خراسانکا حاکم مقرر کرکے
طہماسپ کی خواہش سے اپنے دوسرے بیٹے عباس نامی شیرخوارہ کو اوسکی سپردگی
مین کیا اور خود خراسان سے شیراز کو چلا گیا اسمعیل کو جب دارالسلطنت کی حکومت
نصیب ہوئی تو اوسنے خیال کیا کہ جبتک مین محمد مرزا اور اوسکے تمام خاندانکو
قتل نکرونگا اوسوقت تک مین بے کھٹکے حکمرانی نکرسکونگا چنانچہ ماہ رمضان مین
اسمضمون کے فرمان شیراز کو بھیجے گئے اور نیز سردار علی قلیخان کو بھی اوس
شیرخوارہ لڑکے کی بھی قتل کی ہدایت کیگئی بلکہ اوسکے قتل کا دوبارہ تاکید کی

حکم بھیجا گیا مگر علی قلیخان نے اس مقدس مہینہ کا لحاظ کرکے اس حضرت حکم کی تعمیل

سر دست ملتوی رکھی یہ توقف شہزادہ عباس کے حق مین نہایت نفع کا باعث ہوا

اور یہی توقف سے گویا اوسکی جان بچگیی یعنی ماہ رمضان کے اخیر دنون مین ایک

قاصد قزوین سے بہت سرعت اور شتابی کے ساتھ ہرات مین آیا اور سردار

علی قلیخان کو اسمعیل کے مرنیکی خبر دی کہ تیرہوین تاریخ اسی مہینہ کی جس روز

عباس کے قتل کا حکم اوسنے صادر کیا تھا اوسکے دوسرے روز مرگیا اور اسیطرح

حسن اتفاق سے شیراز مین بھی ایک قاصد دوڑا گیا اور جو وقت محمد مرزا

اور اوسکی اولاد کے قتل کے واسطے مقرر کیا گیا تھا اوس سے ایک گھنٹہ پہلے شیراز مین

پہونچکر اوسنے اون سب کو اسمعیل کے مرنیکی خبر پہونچائی

جس بدتر حالت مین اسمعیل نے وفات پائی اگر اوسکا نام عمر کے طول وقائع کے

مقابلہ مین اندازہ کیا جاوے تو اوس سے بری اور بد وضع کوئی حالت نہین معلوم

ہوتی قدیم سے اوسکی یہ عادت تھی کہ شراب پی پی کر اونکے مجلسین بدل بدل کر اونکو

شہر کے گلی کوچون مین مستانہ وضع پھرا کرتا تھا ایکبار اسیطرح ایک آشنا کو

مشہور کیا اور بہت سے رفیق اور ہمراہی جمع کرکے مفسدہ پھیلانا چاہا تو ایرانی
سلطنت کی امن وامان مین غالبا خلل واقع ہوا ہوگا مگر مرزا سلیمان کی حکمت سے
یہ سب خرابیان بہت جلد رفع دفع ہوگئین اس ہنگامہ کو چند ہی روز گذرے
تھے کہ خوراسان کے سردارون نے نیشاپور مین پہونچکر محمد مرزا کے چھوٹے بیٹے
عباس کو جو اوس زمانہ مین اونمین سے کسیکی سپردگی مین تھا ایران کا بادشاہ
مشہور کیا چونکہ محمد مرزا اپنے حقمین اس امر کو نہایت خطرہ کا باعث سمجھتا تھا
اسلئے اوسنے فوراً خوراسان کیجانب کوچ کیا اول مہم مین اوسنے مقام
تربت سے لینے کا ارادہ کیا مگر اس ارادہ مین وہ ناکام رہا دوسری مہم
مین ہرات کا محاصرہ کرنا چاہا ہرات اوس زمانہ مین عباس اور اوسکے
مددگارونکی حفاظت مین تھا اس محاصرہ مین ایک نئی بات یہ ہوئی کہ قوم
قزلباش کے سردارون نے جو محمد مرزا کے ہمراہیونمین سے تھے وزیر سلیمان کے
قتل کا قصد کیا سلیمان وزیر محمد مرزا کے پاس دوڑا گیا اور اون موذیون کے
ہاتھہ سے پناہ لینی چاہی مگر اون ظالمون نے اوسکا تعاقب کیا اور سخت

وزیر -

گستاخی اور بیباکی سے بادشاہ کے حضور مین کہنے لگے کہ آپ فوراً اس

امر کا فیصلہ کر دیجیے کہ ان دونون باتون مین کون سی بات آپ قبول کرتے

ہیں یا تو اس وزیر کو ہمارے حوالہ فرمایئے ورنہ ہم آپ کے بیٹے عباس کی فوج

ملکر آپ کے مقابل ہونگے محمد مرزا نے اپنی پست ہمتی اور کم زوری کے

سبب سے لڑائی کے خوف و ہراس کو پیش نظر رکھا اور اس بات کو قبول کر لیا

کہ سلیمان وزیر کو اونکے حوالہ کر دے چنانچہ فوراً اونھون نے اوسکو

قتل کر ڈالا اس واقعہ کے سبب سے بادشاہ کی کونسل مین بڑی ابتری پیدا

ہوئی اور مجبور ہو کر اوسکو پسپا ہونا پڑا ان واقعات کے بعد محمد مرزا

جب تک جیا طرح طرح کے آفتون مین اپنی زندگی بسر کرتا رہا

مورخ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین سلطان محمد خدابندہ

شہر طبریز مین خوش باش تھا اوس زمانہ مین وہ نہایت بد وضع اور اوباش

ہو گیا تھا تکما نو کی قوم تکلو کے سردار محمد خان سند ابد کا بال چلن دیکھکر

ایکبار اوسکی شراب خواری کی نسبت گستاخانہ بہت کچھ گفتگو کی اور برا بھلا کہا

سلطان محمد کو اسنے تینین ایسی باتونکا مستحق سمجھتا تھا مگر محمد خان کا کہنا اوسکو
نہایت شاق اور ناگوار گذرا یہانتک کہ وہ اوسکی جانکا خواہان بنگیا محمد خان
اس عرصہ مین کہین بھاگ گیا اور پھر پھر اکر بہت جلد دربار شاہی مین حاضر ہوا
اور ایک تلوار جو اوس وقت اوسکے پاس تھی اوسنے سلطان محمد کی نذر کی لوگون نے
جب یہ معاملہ تعجب کی آنکھ سے مشاہدہ کیا تو یہ جانا کہ جب ایسے سردار باوقار
اور رئیس جلیل القدر نے بادشاہ کے حضور مین آکر نہایت عجز وانکسار کے ساتھ
عفو تقصیر چاہی کہ درحقیقت جسکی کوئی خطا نہ تھی البتہ صرف اوسنے
ایک نامناسب سرگرمی اور خیرخواہی کے خیال سے بادشاہ کو اوسکی
برائیون پر آگاہ اور مطلع کیا تھا تو کیا تعجب ہے کہ بادشاہ اوسکے عجز و
انکسار کی طرف خیال کرکے اوسکا قصور معاف کردے سلطان محمد نے
بظاہر اوسکی خطا معاف کردی اور فی الحال اوسکے قید کرنے پر
اکتفا کیا مگر چند روز بعد قتل کر ڈالا قوم تکلو سلطان محمد کا یہ ظلم و ستم
دیکھکر اوسکے جانی دشمن بنگئے

برابر پے در پے جب ایسے ایسے واقعات ایران مین ظہور مین
آسنے لگے تو شاہنشاہ قسطنطنیہ کو یورش کرنے کی ہمت ہوئی اور اوسنے
عثمان پاشا کو جو بڑا مشہور و معروف سپہ سالار تھا ایک بڑی فوج کے ہمراہ
مین ایران پر حملہ کرنے کی نظر سے روانہ کیا اوسنے اول ہی اول جاتے ہی
شہر طبریز کو لے لیا اوس زمانہ مین سلطان محمد مرزا طبریز مین نہ تھا بلکہ
اپنی عادت کے موافق شہر سہند کے بلند پہاڑون مین تفریحاً سیر و
گلگشت مین مصروف تھا جیسا کہ ہمیشہ وہ گرمی کے موسم مین گرد و نواح کے
دلکش مقامون مین جو ایسے سخت موسم مین دل کو فرحت بخشنے والے
اور جی اور جان کو ٹھنڈا کرنے والے ہوتے تھے رہا کرتا تھا جب اوسنے
عثمان پاشا کے طبریز مین داخل ہونے کی خبر سنی تو کسیقدر لشکر فراہم کرکے
وہان سے شہر ... کی جانب جو ایک چھوٹا سا شہر طبریز کے نواح مین سے
روانہ ہوا اور وہان اس غرض سے دو چار ہفتہ قیام کیا کہ مخالف رک جاوے
اور آگے نہ بڑھنے پاوے مگر اسعرصہ مین تمام ملک کے لئے کافی فوج جمع کر لے

بندوبست مین بہت سعی وکوشش کرتا رہا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین اوسنے
اطراف وجوانب سے لوگونکو طلب کر کرکے ایک فوج کثیر فراہم کرلی جسوقت
مختلف قومونکے سردارون نے شاہی لشکر مین آنیکا عزم کیا تو اونھون نے
اثنای راہ مین بادشاہ کی نسبت ایک دوسرے سے باہم شکایتین کرنی شروع
کین اوربالاتفاق یہ بات ٹھیرائی کہ جب تک بادشاہ ارکان سلطنت مین سے
اپنے بعض معتمد الیہ آدمیونکو معزول نکریگا اوسوقت تک ہرگز ہم لوگ
اوسکی معاونت نکرینگے مگر جو کچھ یہ لوگ سمجھے ہوئے تھے بالکل اوسکے
خلاف ظہور مین آیا یا تو سلطان محمد مرزا نے اپنی مستقل مزاجی کی بدولت اونکے
زعم فاسد کے سراسر خلاف عمل کیا یا یہ کہ اون بادشاہی معتمدون نے جنکی ذلت
اوربربادی کے خواستگار یہ لوگ تھے یہانتک سعی بلیغ اورکوشش بہم پہونچائی
کہ جیسے تھے ویسے ہی بادشاہ کے حضور مین مقرب اوربارپاب رہے
آخرکار جب اون لوگونکا مقصود پورا نہوا جو دربار کے لوگونکی ذلت اور
بربادی چاہنے والے تھے تو اوسکا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ وہ ملکی لڑائی ابتک

بادشاہ سے لڑتے رہے اور اوسکے مددگار اور موافق نہونے سے ترکون نے حملہ کرکے آذربیجان اور طبریز بادشاہ سے لے لیا اور عباس نے بھی خوراسان پر قبضہ کر لیا

اتفاقًا اسی عرصہ مین عثمان پاشا نے جو فی الحال طبریز مین وارد تھا اس دار ناپایدار سے انتقال کیا ترکون نے جب دیکھا کہ اب یہان کوئی ہمارا سرپرست اور حامی کار باقی نہین ہے تھوڑی سی فوج طبریز کے قلعہ مین چھوڑ کر اپنے وطن کو چلے گئے سلطان محمد مرزا کو عثمان کے انتقال کے بعد ان دونون باتون کی سخت ضرورت معلوم ہوئی کہ شہر طبریز کا محاصرہ کرے اور اون سردارون کو جو اپنی سرکشی اور نخوت سے باغی ہوکر مخالف بن بیٹھے تھے مطیع اور مسخر کرلے چنانچہ اوسکے بیٹے حمزہ مرزا نے اپنی ہمت اور دلاوری کی بدولت ایسے وقت مین اپنے کمزور باپ کی ایسی حمایت کی کہ فورًا وہ سرکش باغی اوسکی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور ہوگئے حمزہ مرزا نے

سرداران ترکان [illegible] خاندان صفویہ [illegible] بادشاہ [illegible]

قصہ حمزہ مرزا بیٹے سلطان محمد کا

جب دیکھا کہ طبریز کی فتح آسان نہین معلوم ہوتی تو اوس سنے
یہ تدبیر کی کہ اول دریای ارس کو عبور کرکے ترکی مین گیا اور وہانکے
صوبون کو برباد کرنا شروع کیا ترکون نے یہ خیال کرکے کہ اسکی
مخالفت سے ہمارا سارا ملک تباہ و برباد ہوا جاتا ہے فوراً صلح کرلی
مگر ان فتوحات سے بیچارہ حمزہ مرزا کامیاب نہوا یعنی اسی عرصہ مین
یہ واقعہ جانفرسا حادث ہوگیا کہ حمزہ مرزا اپنی خلوت گاہ مین تنہا بیٹھا
تھا ایک حجام سنے آکر ایسا خنجر مارا کہ وہ مرگیا یہ صدمہ سلطان محمد مرزا
کے حق مین بڑا جانکاہ ہوا اس لئے کہ اوسنے اپنے اسی لڑکے کی
بدولت اخیر زمانہ مین سرداری اور حکومت حاصل کی تھی اوسکے
مرجانیکے بعد ساری حکومت اور سلطنت اوسکی خاک مین ملگئی

جن مورخون نے عباس کی تاریخ لکھی ہے اونکے بیان سے واضح ہوتا ہے
کہ حمزہ مرزا کی وفات سے پہلے جسوقت وہ خوراسان مین خوش باش تھا
سلطان محمد مرزا نے متواتر اوسکی طلبی کے فرمان بھیجے اوسنے ہرچند یہ بات

چاہی کہ اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کرے مگر وہ ذی اقتدار لوگ جو اوسکی
بدولت خوراسان مین حکمرانی کرتے تھے اوسکے جانے سے مانع آسئے
اور یہ عرض کیا کہ صوبہ خوراسان کے امن وآسایش کے واسطے خاندان شاہی
مین سے ایک شہزادہ کا ہونا نہایت ضروری ہے اگر آپ یہان سے تشریف
لیجا وینگے تو اس صوبہ کے انتظام مین بڑا خلل واقع ہوگا چنانچہ ان لوگونکے
کہنے سننے سے اوسکا جانا ملتوی رہا سلطان محمد مرزا نے جب دیکھا کہ میرے
حکم کی تعمیل مین توقف ہوا تو اوسنے یہ تدبیر کی کہ صوبہ خوراسان کے
اون سرداروںکو جو حمزا مرزا پر حاوی اور محیط تھے معزول کیا اور اونکے
قایم مقام اپنی طرف سے اورونکو مقرر کردیا جب یہ لوگ بادشاہ کے مقرر کیئے
ہوئے وہان پہونچے تو خوراسانیون نے اونکی حکومت کو ہرگز قبول نکیا
اور وہ لوگ وہانسے ناکام ہوکر واپس چلے آئے ان باتونسے معلوم ہوتا ہے
کہ خوراسان سلطان محمد مرزا کے عہد مین خودمختاری اور خودسری کی وجہ سے
نہایت ابتری اور خرابی کی حالت مین رہا چنانچہ آخرکار ان باتون کا

یہ نتیجہ ہوا کہ علی قلیخان اور مرشد قلیخان جو قوم قزلباش مین سے بڑے
زبردست سردار تھے شاہزادہ عباس کی حفاظت اور حمایت کے بہانہ سے
باہم متفق ہو گئے اور چاہا کہ ہم مل ملا کر اپنی مستقل حکومت قایم کرلین کیونکہ
شہزادہ عباس اوس زمانہ مین اپنی صغر سنی کے سبب سے قابل حکومت نہ
تھا بلکہ اوسکی مثال ایک کٹھپتلی سی تھی کہ جیسے اوسکا کل بازیگر کے اختیار مین
ہوتی ہے جدھر چاہے وہ اوسکو پھراۓ اسیطرح عباس اون سردارونکا
مطیع تھا جو وہ چاہتے تھے وہی ہوتا تھا باقی عباس کی حکومت براے نام تھی
لیکن اون سردارونکے آپسکا اتحاد قابل اعتبار نتھا چندروز تک اتفاق رہا
پھر یہ اتفاق نفاق سے بدل گیا اور مخالفت پیدا ہوگئی یہانتک کہ باہم
لڑائی کی نوبت پہونچی اور اوس لڑائی مین مرشد قلیخان فتحیاب ہوا جسوقت
یہ لڑائی شروع ہوئی تھی اوسوقت شہزادہ عباس سردار علی قلیخان کے
ہمراہ تھا اثناے جنگ مین اتفاقاً اوسکے گھوڑے کے گولی لگی اور اوسکو
اپنے مارے جانیکا اندیشہ ہوا قوم اوستاجلو کے تجمند سپاہیون نے

جو مرشد قلیخان کے طرف تھی جب یہ دیکھا کہ خاندان صفویہ کا ایک شہزادہ
سخت مصیبت مین گرفتار ہے تو وہ علی قلیخان کا تعاقب کرنے سے
فوراً رک گئے اور شہزادہ عباس کے قدموں پر آکر گرے مرشد قلیخان
حالانکہ فتحیاب ہو چکا تھا مگر اوسنے اس امر کا کچھ خیال نکیا اور شہزادہ
عباس کے ساتھ نہایت عجز و انکسار سے پیش آیا اور فوراً اوسکے ہمراہ
مشہد کو چلا گیا

سابق مین معلوم ہو چکا ہے کہ خوراسان کے سرداروں نے
سلطان محمد کے اول زمانہ مین شہزادہ عباس کو ایران کا بادشاہ مشہور کیا
پھر جو کہ تخت نشین سلطان محمد مرزا نے اوس صوبہ پر اپنی حکومت قایم کرنیکے
واسطے کی اوسکو اوسمین بسبب اسکے کامیابی حاصل ہوئی اس سبب اوسکے بعد
حمزہ مرزا جب وفات پائی تو ایران مین نہایت فتنہ و فساد برپا ہوا
چنانچہ علی قلیخان کو اسموقع سے یہ جرأت ہو گئی کہ وہ شہزادہ عباس کو
اپنے ہمراہ لیکر براہ راست قزوین کو چلا گیا اور بلا مزاحمت اوسپر قبضہ کر لیا

اس زمانہ مین قزوین کے بہت سے باشندے سلطان محمد کے یہان
شاہی فوج مین ملازم تھے اور کسی مفسدہ کے انسداد کے واسطے سلطان محمد
اونکو اپنے ہمراہ شیراز کو لے گیا تھا تو بہت سے مکانات اون لوگون کے
خالی اور ویران پڑے ہوئے تھے مرشد قلیخان نے شہزادہ عباس کے
سپاہیون کو اون غیر حاضر شخصونکے مکانات مین رہنے کا حکم دیا اور
اس مضمونکا اشتہار جاری کیا کہ یہ لوگ جو اپنے اپنے مکانات چھوڑکر
سلطان محمد کی رفاقت مین شیراز کو چلے گئے ہین اگر اس عرصہ مین واپس
نہ آوینگے تو اونکے مکانات جورو بچے مال و اسباب سب پر عباس کے
ملازمونکا بخوبی تصرف نافذ کیا جاویگا اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی
عام تہلکہ پڑگیا اور جو باشندے قزوین کے سلطان محمد مرزا کی فوج
مین ملازم تھے سب کے سب اوسکی رفاقت چھوڑکر چلے آئے

عباس کے یہان چلے آنے سے اوزبکون نے موقع پاکر
خراسان پر حملہ کیا اور ہرات پر محاصرہ کرنا چاہا ہرات کے

باشندون نے نو مہینے تک اونکا مقابلہ کیا آخر کار وہ اونکے قبضہ تصرف سے نکل گیا اوزبکون نے اس لڑائی مین سردار علی قلیخان کو جو ہرات کا حاکم تھا اور اور بڑے بڑے چند سردارونکو قتل کیا اور ہرات اور تمام خوراسان کو تاخت و تاراج کرکے خاک سیاہ کردیا عباس اس زمانہ مین ترکون کی لڑائی مین پھنسا ہوا تھا جب اوسنے اوزبکون کی یورش کی خبر سنی تو ترکون سے لڑائی موقوف کرکے شاہ قسطنطنیہ سے اس غرض سے عہد و پیمان کرلیا کہ اوزبکون پر فوج کشی کرے لیکن شاہ عباس کی طبیعت جتنی حکومت قایم کرنے کی جانب متوجہ تھی اوسقدر مخالفون سے لڑائی کرنے اور اونکے پس پا کرنے کی طرف ہرگز مائل نتھی چنانچہ مشہد تک اوسنے اوزبکونکا تعاقب کیا مگر آگے نہ بڑھا اور وہان سے واپس ہوکر چلا آیا جسوقت مرشد قلیخان کو علی قلیخان پر فتح حاصل ہوئی تب سے مرشد قلیخان زیادہ تر اختیارات شاہی عمل مین لانے لگا اوسوقت سے شاہ عباس کو بھی زیادہ تر اہتمام اسباب کا مدنظر ہوا کہ وہ ہمہ تن

سلطنت سکے کاروبار کیطرف متوجہ ہوکر اختیارات شاہی عمل مین لاوے اور صرف
نام کی بادشاہت پر قناعت نکرسے ناچار اوسنے یہ تدبیر کی کہ خوراسان مین داخل
ہونے سے پہلے چند روز بعد مرشد قلیخان کو مروا ڈالا اور بلا مزاحمت غیرکے
ساری سلطنت پر حاوی اور محیط بن بیٹھا

ایسے ایسے ہی واقعات سکے ظہور مین آنے سے شاہ عباس کو ہرات
کی محاصرہ کرنے کی نوبت نہ پہونچی تہ مشہد مین تھوڑی سی فوج چھوڑکر خوراسان
کو واپس چلا گیا اس عرصہ مین عبدالمومن خان نے جو قوم اوزبک کے سردارون مین
سے ایک شخص تھا موقع وقت پاکر مشہد پر حملہ کیا شاہ عباس نے یہ خبر سنتے ہی
مشہد کے رہنے والونکی امداد واعانت کے لئے خوراسان سے کوچ کیا مگر قضا کار
راہ مین بیمار ہوگیا اور دو مہینے کے قریب اوسکو اسی سبب سے شہر
طہران مین قیام کرنا پڑا ایسے وقت مین اوسکے مخالفونکو اپنا کام کرنیکے لئے
ایک عمدہ موقع ہاتھ آیا چنانچہ عبدالمومن خان نے مشہد پر قبضہ کرلیا اور
اپنی فوج کو وہانکا خود مختار بنادیا یہانتک کہ اوس وحشی فوج نے تمام شہر کو

غارت کرکراسکے وہانکے باشندونکو تہ تیغ کردیا جسوقت اس ہولناک واقعہ
کی اور بادشاہ کی بیماریکی خبر سلطنت مین مشہور ہوئی تو سارے ملک مین تہلکہ
پڑگیا پھر عباس صحت کے بعد ایک زمانہ تک سلطنت کے انتظام مین مصروف رہا
اور یعقوب نامی ایک سردار جو شاہ عباس کی بیماری کے زمانہ مین موقع پاکر صوبۂ
فرس کا حاکم بن بیٹھا تھا اور اس انتظام کے زمانہ مین شاہ عباس کے خوف سے
استخر کے پہاڑی قلعہ مین چھپ رہا تھا شاہ عباس نے اوسکو بھی پکڑوا کر قتل
کرڈالا اور اس ہنگامہ کے رفع کرنیکے بعد شہر یزد کے راستہ سے قزوین کو
واپس چلا گیا

ترکونکی فوج نے پھر اس عرصہ مین لڑائی کے ارادہ سے ایران کی
سرحد پر لشکر پر لشکر فراہم کرنا شروع کیا شاہ عباس بھی اونکے لڑنیکے لئے دریای
کُر کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا جو شہر تفلس دار السلطنت جارجیا پر ہو کر گذرتا ہے
لڑائی کی چھیڑ چھاڑ سے پہلے یہ عجیب ایک ماجرا وقوع مین آیا جس سے شاہ عباس
کی عمدہ خصلت تمام ترکون مین شہرت پذیر ہوگئی یعنی ایک دن شاہ عباس

دو تین اپنے معتمد سپہ سالاروں کے ہمراہ دریای مذکور پر گھڑا ہوا پانی کی سیر
کر رہا تھا ترکونکی فوج کے بعض سرداروں نے اوس سے یہ درخواست
کی کہ ہماری تمنا یہ ہے کہ آپ دریا کو عبور کرکے ہمارے خیمہ مین تشریف لائین اور
ما حضر تناول فرمائے بادشاہ اونکی استدعا کے موافق معہ اپنے ہمراہیونکے
دریا کو عبور کرکے اونکے پاس گیا ترکون نے اوسکی خوب خاطر اور مدارات
کی جسوقت بادشاہ اونسے رخصت ہوا تو کہنے لگا کہ اب ہماری بھی
یہ تمنا ہے کہ آپ لوگ ہمارے خیمہ پر تشریف لاکر ہمکو سرافراز فرماوین
چنانچہ اونھون نے بھی بادشاہ کی دعوت قبول کی اتنے مین ایک ترک
اونمین سے یہ بولا کہ آپ اطمینان رکھین ہم انشاء اللہ بسر و چشم آپکی
خدمت مین حاضر ہونگے اور ہم لوگون نے آپکے بادشاہ کی تعریف و
توصیف بہت سنی ہے باوجود کم سن ہونیکے آپ لوگونکا بادشاہ
بہت مشہور و معروف ہے اور آیندہ کو بڑا عروج پانے والا ہے مگر ہمنے
دیکھا نہین کاش اگر آپکی بدولت ایک نگاہ اوسکی صورت دیکھ لین

تو ہماری دلی تمنا برائی عباس یہ سنکر مسکرایا اور کہا کہ بہت اچھا مین
تمھاری خواہش کے پورا کرنے مین تابمقدور کوشش کرونگا پس جسوقت
ترکی لوگ اپنے وعدہ کے موافق عباس کے ہمراہ دربار کے اس بار آئے
تو ایرانیون کی کیفیت اوسکے تعظیم و تکریم دیکھکر اونکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ جو شخص
کل ہمارے ساتھہ تھا بیشک وہی شاہ عباس ہے عباس اونکو متعجب
دیکھکر بڑا خوش ہوا اور اونکی مہمان نوازی کے شکریہ مین نہایت تکلف سے
دعوت کی اور بہت سے تحفے دیکر اونکو رخصت کیا انجام کار عباس نے
اس مہم مین بڑی ستعدی ظاہر کی اور صوبہ گیلان کو جسکا حاکم ترکونمین سے
ایک سردار تھا اپنے قبضہ مین لے لیا ان دونون باتون کے سبب سے
ترکونکو اوس حملہ کی ہمت نہ باقی رہی جسکا اندیشہ شاہ عباس کو تھا اوسکے
بعد پھر اوسکو اپنی سلطنت کے اطراف و جوانب کی طرف متوجہ
ہونیکی بخوبی مہلت ہاتھ لگی

قوم اوزبک کے لوگ ہمیشہ اپنی عادت کے موافق خوراسان پر

حملہ کرتے رہے مگر چونکہ اصل مقصد اونکا یہ تھا کہ لوٹ کھسوٹ اور غارتگری مچا کر

ملک کو تباہ و خراب کردین اور اپنا مطلب حاصل کرین کبھی ایرانیوں کے

مقابلہ مین جم کر نہ لڑسکے ایرانیون نے چاہا بھی کہ کبھی میدان جنگ مین ہمسے

مقابل ہوکر لڑین مگر اونسے کبھی کچھہ نہوا ایکبار عباس اونکی یورش کے انسداد

کی فکر مین تھا اور نیز صوبہ لارستان اور اپنی قلمرو اور بعض اون مقامات

کی تسخیر مین بھی جہان کے حاکم اوسکے آبا و اجداد کی اطاعت سے منحرف رہتے تھے

مصروف تھا منجمون نے آکر یہ پیشین گوئی اوس سے بیان کی کہ ستارون کی

گردش سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیون کے بادشاہ پر عنقریب ایک سخت

آفت نازل ہونیوالی ہے یہ سنکر عباس کا دل سلطنت کی حکومت سے ہٹ گیا

اور چونکہ عباس کے خیالات اوس زمانہ کے اوہام باطلہ سے بالکل پاک و صاف

نہ تھے بلا تامل اون باتون پر کاربند ہوا جو اوسکے صلاح کارون نے اوس وقت

اوسکو بتلائین یعنی وہ اونکی ہدایت کے موافق فوراً تخت سے کنارہ کش

ہوا اور ایک شخص یوسفی نامی جسکو ایران کے مورخ کافر بیان کرتے ہین

اوسکے قایم مقام تخت پر بٹھایا گیا اور تین دن تک منجوبی اوسنے شاہانہ حکمرانی
کی اور کل اختیارات شاہی عمل مین لایا آخرکار عباسکے بیاکہ بلایا تو بہت جلد
یہ واقعہ ظہور مین آیا کہ یوسفی قتل کیا گیا اور منجمون کی پیشین گوئی پوری ہوگئی
اوسکے بعد ایک نہایت مبارک ساعت مین عباس تخت پر بیٹھا اور منجمون
نے اپنی پیشین گوئیون سے یہ ظاہر کیا کہ اب ایک مدت دراز تک بادشاہ
بخوبی جاہ وجلال اور خوش اقبالی کے ساتھہ حکمرانی کریگا چنانچہ جو کارروائی
شاہ عباس سے یوسفی کے قتل ہونیکے بعد ظہور مین آئی وہ گویا منجمون کی پیشین گوئیکی
تصدیق کرتی تھی یعنی قوم اوزبک جسوقت سردار تعلیم خان نامی عبداللہ خان کے
بھتیجے کی حکومت مین خراسان مین آئی تو ایرانیون نے بہت جلد اونپر
یورش کی اوزبکون نے جب دیکھا کہ بغیر لڑائی کے اب کسیطرح یہان رہائی
ممکن نہین تو ناچار اونکو مقابلہ کرنا پڑا اس لڑائی مین ایرانی فتحیاب ہوئے
اور اوزبکونکا بادشاہ معہ چند سردارونکے مارا گیا اور باقی سراسیمہ اور پریشان
دریای جیحون کو عبور کرکے بھاگ گئے یہ ہنگامہ چھٹی محرم سنہ ۱۰۰۶ ہجری مین

ہرات سکے قریب واقع ہوا سنا ہے کہ فرہاد خان جو شاہ عباس کا بڑا معتمد علیہ سپہ سالار تھا اور سابق مین اکثر بڑے بڑے کار نمایان عباس کی خیر خواہی مین اوس سے ظاہر ہوئے تھے اس معرکہ مین اوس نے کوئی بات دلاوری اور خیر خواہی کی ایسی نکی کہ شاہ عباس کی خوشنودی اور رضامندی کا باعث ہوتی آخر کار عباس نے اور شخصونکے متنبہ کرنے کی غرض سے اوسکے قتل کا حکم دیدیا لیکن اینتھونے شرلی صاحبکے بیان سے جو اس واقعہ سے دو برس بعد شاہ عباس کے خاص دربار مین موجود تھے واضح ہوتا ہے کہ فرہاد خان اپنے قتل کا آپ ہی باعث ہوا اسلئے کہ وہ دلسے بادشاہ کی ہلاکت کا خواستگار تھا جیسا کہ وہ عین موقع واردات مین شاہ عباس کو قلیل سپاہ کی ہمراہ چھوڑ کر اس غرض سے علیحدہ ہو گیا کہ کسیطرح بادشاہ اپنے دشمنونسے مغلوب ہو کر مارا جاوے مگر چند اور سردار جو اوسوقت اوسکے تحت حکومت تھے بادشاہ کا یہ تنگ وقت دیکھکر اوسکے شریک حال اور رفیق ہو گئے اور فرہاد خانکی

حکم عدولی کرکے بادشاہ کے معاون و مددگار رہنگیے اور بادشاہ کو اونکی

کے طفیل سے فتح نصیب ہوئی چنانچہ عباس نے اونکی جانفشانی اور

خیرخواہی کے صلہ مین ان سرداروں کے سرگروہ الہ وردی نامی کو فورًا ایک

جلیل القدر عہدہ پر مامور کردیا

اس فتح کے طفیل سے خوراسانیون کو اوزبکو کے حملوں سے جو ہرسال

اونپر کیا کرتے تھے ایکمدت تک امن وامان چین چان میسر آیا ایرانی مورخونکے بیان سے

معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عباس اس فتح کے بعد اکثر خوراسان کو جایا کرتا تھا اونکی

آمدورفت سے خوراسانیونکو بہت تقویت حاصل تھی مشہد مین بھی امام

علی رضا کے مزار پر زیارت کے لئے جاتا رہتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ نہایت خوش عقیدہ تھا کیونکہ بزرگونکی نسبت خلوص رکھنا حسن اعتقاد کی

بات ہے اس عرصہ مین اوسنے اپنی قلمرو کو خوراسان کی سمت بلخ تک

وسعت دی اور اوسکے سپہسالار فارس کے جزیرونکے مطیع کرنے مین مصروف تھے

مین سے ایک جزیرہ بحرین نہایت وسیع ساحل عرب پر ایسی جگہ واقع تھا

جہان موتی نکلتے ہین اور اسی لئے اوسکی فتح بھی نہایت عمدہ سمجھی جاتی تھی صوبہ لارجو ایک پہاڑی صوبہ شیراز سے لیکر بندر کامبرون تک واقع ہے اوسکو بھی فتح کرلیا شاہ عباس خانسکر سپاہ پربہت فخر کرتا تھا کہ سپاہ لار الہ وردی خان نے سنبھالا اور قید ہوگئے اُس صوبہ کے سردار ابراہیم خان نامی کو بھی اوسکی خدمت مین روانہ کردیا یہ سردار اپنی نسل کو گرگین پہلوان کی طرف منسوب کرتا تھا جو رستم کا بڑا رفیق تھا اور کیخسرو کا تاج اپنے قبضہ مین رکھتا تھا

ان فتوحات کے بعد شاہ عباس کو بڑے بڑے ارادوں کی جرأت ہوئی لیکن سلطنت اوسکی ایسے موقع پر واقع تھی کہ بضرورت شاہنشاہ قسطنطنیہ کے ساتھ صلح رکھنے پر مجبور تھا اور چونکہ شاہنشاہ قسطنطنیہ ایران کے ایک حصہ مین قلعہ نہاوند اور دوسرے حصہ مین طبریز اور تفلیس اور تمام صوبہ آذربیجان اور جارجیا پر قابض تھا اس لئے شاہ عباس یہ سمجھکر کہ ایران کا پورا پورا ملک میرے قبضہ مین نہین اپنے

آپ کو ایران کا حکمران خیال کرتا تھا شاہ اسمعیل کو جو اوسکے بزرگون مین سے تھا
ترکونکے ہاتھ سے شکست ہوتی رہی بلکہ ترک ایرانیون کے مقابلہ مین ہمیشہ فتحیاب رہے
اس نظر سے شاہ عباس اس موقع پر لڑائی مین نہایت احتیاط کرتا رہا اور جب
ہم یہ خیال کرتے ہین کہ اوسنے اپنے ملک کے عمدہ عمدہ صوبونکو اپنے مخالفونکے
پنجہ سے نکالنے کے لئے کیا کیا سامان بہم پہونچانے اور کیا کیا تدبیرین سوچین
تو ہماری راے مین اوسکی خصلت اور اوصاف کی وقعت اور زیادہ ہوتی ہے

اگرچہ اتفاقی امور تقدیری ہوتے ہین مگر تدبیر نہایت عمدہ چیز ہے تقدیر کے
مقابلہ مین تدبیر کو جو غلبہ ہے وہ حق بجانب ہے دانشمند اور عقیل لوگ تدبیر
ہی کی بدولت ادنی ادنی باتون مین سے وہ بڑے بڑے کام نکال لیتے ہین جو
قیاس مین نہین آتے تدبیر کی مثال بعینہ ایک دوربین کی سی ہے جیسے ہم
دوربین کے ذریعہ سے اون چیزونکو جو بغیر اوسکے نہین معلوم ہوتین بے تکلف
مشاہدہ کر لیتے ہین اسی طرح تدبیر کے قوۃ سے بہت ہی ایسی باتین پیدا
ہو جاتی ہین جو ہمارے خیال مین بھی نہین گذرتین شاہ عباس کے عہد مین جو تدبیرین

اد و انگریزونکی بدولت ظہور مین آئین پہلے اونکا خیال بھی نہ تھا یعنی دو انگریز
جو شریف خاندان اور جنگی فن مین مشہور و معروف تھے عباس کے دربار مین
اتفاقاً وارد ہوئے اور وہ دونون سر انیتھونی شرلی صاحب اور سر رابرٹ
شرلی صاحب نامی آپسمین بھائی بھائی تھے ان دونون کے ذریعہ سے
شاہ عباس کو ملکی اور جنگی تدبیرون مین بہت بڑی مدد پہونچی جیسا کہ آئندہ
مذکور ہے سر انیتھونی صاحب نے جو سبب اتفاقی ایران مین وارد ہونیکے
بیان کئے ہین وہ یہ ہین کہ ارل اف اسکس نے اول اونکو اسبات پر آمادہ
کیا کہ ڈیوک اف فریرا کی امداد کے واسطے جس سے پوپ نے کسی مقدمہ مین جھگڑا
کیا تھا چند منتخب سپاہی اپنے ہمراہ لیکر جاوین اور مدد دین مگر اون کے
پہونچنے سے پہلے پہلے وہ مقدمہ متنازعہ فیہ آپسکا طے ہوچکا تھا تو اونھون نے
وہانسے واپس آنا چاہا مگر ارل اف اسکس کو اونکا واپس آنا اس خیال سے
نہ منظور ہوا کہ اوسنے نہایت اہتمام سے روپیہ صرف کرکے اس کام پر اونکو
بھیجا تھا اور پھر اوس اہتمام اور محنت کی کچھہ تلافی نہوئی چنانچہ اوسنے او

اونکو سیدھا ایران کو تجارت کے لئے روانہ کر دیا اسلئے کہ ایران مین اوس زمانہ
مین تجارت کی بہت ترقی تھی ایران والے ترکی اور روم کے ساتھ اور سمندر
رستہ سے پرتگال اور ہالنڈ کے ساتھ تجارتین کرتے تھے سر انتھونی شرلی صاحب
کے ہمراہ اسوقت سوای اونکے بھائی کے اور چھبیس آدمی نہایت سلاح اور سامان
زاد راہ وغیرہ سے آراستہ پیراستہ تھے اون شخصون مین سے بعض آدمی اہل فن
بھی تھے خصوصاً ایک شخص توپ ڈھالنے مین نہایت ہوشیار تھا الغرض
سر انتھونی صاحب معہ اس ساز و سامان کے قزوین پہونچے اوس عرصہ مین شاہ
عباس خوراسان مین تھا جب وہ اوزبکون پر فتحیاب ہو کے اپنی دار السلطنت کو
واپس آیا تو صاحب موصوف نے بادشاہ سے ملاقات کرنی چاہی اگرچہ صاحب
موصوف انگلستان سے ایلچی یا وکیل بنکر نہین آئے تھے مگر شاہ عباس کی
خدمت مین حاضر ہوکر چند تحفے نذر کئے اور عرض کیا کہ مین ایک انگریزی
سپاہی ہون آپ کی شہرت سنکر آپ کے دربار مین نوکری کی غرض سے
حاضر ہوا ہون امید کہ یہ میری آرزو پوری ہو جاوے بادشاہ نے

اون تحفونکو نہایت خوشی سے لیا اور اونکی بہت خاطر و مدارات کی اور
اوس نذرانہ کے عوض بہت کچھہ اونکو دیا اور آیندہ اپنی عنایت و مہربانی کا
متوقع بھی کیا

اسکے بعد الہ وردی خان سپہ سالار اعظم اور سر انتھونی صاحب
باہم بہت ربط ضبط پیدا ہوا اور الہ وردی خان نے اپنی رعب داب سے
اون تمام شبہات کو رفع دفع کردیا جو وزرای سلطنت ترکی کی لڑائی کی
بابت اوس سے کرتے تھے اور سر انتھونی شرلی صاحب کے ملنے چلنے کو
فریب و دغابازی پر محمول کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ایک ایسے دربار کا
پوشیدہ کارپرداز ہے جو مسلمانونکو تباہ کرکے اپنا مطلب دلی حاصل کرنا
چاہتا ہے مگر صاحب موصوف کا یہ حال تھا کہ وہ شاہ عباس کی نسبت بڑی
خیرخواہی ظاہر کرتا تھا یہانتک کہ جس وقت تک اوسنے وہ عمدہ عمدہ تدبیرین
جنسے کامیابی متصور تھی بادشاہ پر ظاہر کین اوس وقت تک بادشاہ کو
کسی طرح لڑنے کی رای ندی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ مین اپنی معرفت تیہاری

اور یورپین بادشاہوں کے درمیان دوستی کی راہ و رسم پیدا کردونگا
جنمیں سے رڈلف ثانی جرمن کا بادشاہ اوسوقت شاہ قسطنطنیہ سے
برسر جنگ تھا صاحب موصوف کے خلوص و صداقت کی تصدیق اسطرح
ہوئی کہ اونھون نے اپنے بھائی سر رابرٹ شرلی صاحب کو ایران کے
دربار میں چھوڑکر نہایت جانفشانی اور محنت کے ساتھ ایرانیون کو فن
جنگ کی تعلیم کرنی شروع کی اور جو نئی فوج پیادونکی شاہ عباس نے سرکش
لوگونکے مغلوب کرنے اور ترکونکے حملونکے روکنے کے لئے تیار کی تھی اوسکی
تعلیم و تربیت غالباً انہیں دونون بھائیون اور اونکے ساتھ کے سپاہیونکے
مشورہ اور امداد سے ہوئی تھی بلکہ ایرانیونکو توپخانہ کا استعمال بھی انھون
نے ہی سکھایا تھا ایک نامہ شاہ عباس نے یورپ کے عیسائی بادشاہونکے نام
لکھکر سر انتھونی شرلی صاحب کے حوالہ کیا وہ نہایت عجیب و غریب تھا کبھی
کسی بادشاہ نے اپنے ایلچی کو ایسا نامہ لکھکر نہیں دیا اوس مین عباس کی جانب سے
عیسائی بادشاہونکے ساتھ راہ و رسم پیدا کرنے کی درخواست تھی اور جاننا

یعنی سر انتھونی شرلی صاحب کی نسبت یہ مضمون مندرج تھا کہ یہ شریف آدمی کسیکا

بھیجا ہوا قاصد یا ایلچی کے بطور نہین بلکہ اپنی خوشی سے بہ رغبت تمام یہان میرے

پاس آیا اور ایک عرصہ سے مین اور وہ دونون رات دن بھائی بھائیونکی مثل

ہم پیالہ وہم نوالہ رہے صاحب موصوف کے چلے جانیکے بعد شاہ عباس اون

عیسائی سوداگرونکے ساتھ جو ایران مین تجارت کرتے تھے نہایت رعایت و

شفقت سے پیش آیا اور ایک فرمان کے ذریعہ سے یہ حکم نافذ کیا کہ ان تمام

سوداگرونکے جان و مال کی بخوبی حفاظت کیجاوے اور یہ لوگ نہایت

آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرایض کو ادا کرین اور ہمارے یہانکے مسلمان

اونکی مذہبی باتونسے تعرض نکرین

سر انتھونی صاحب کے جانیکے وقت یہ رای قرار پائی تھی کہ ایرانیونمین سے

کوئی نوجوان سردار صاحب موصوف کے ہمراہ یورپ کو جاوے مگر یہ رای بدل گئی

اور اوسکی جگہ ادنی درجے کے لوگون مین سے ایک شخص تجویز کیا گیا اور اوسکا نام

اوس نامہ مین سر انتھونی صاحب کے نام کے ساتھ لکھا گیا حالانکہ وہ شخص اس

قابل تھا کہ اوسکا نام ایسے معزز شخص کے نام کے ساتھ لکھا جاوے بلکہ وہ ایک
خدمتگار روکی مانند تھا جبکہ صاحب موصوف روس مین پہونچے تو روس کے دربار
والون نے ازراہ حسد و عداوت اوس شخص کو ایلچی کے کام پر مقرر کیا اور صاحب
موصوف کو نہایت ذلیل و رسوا کر کے پایۂ تخجیر کیا صاحب موصوف جسوقت
ایران سے روانہ ہوے تھے تو ایک پادری کو جو پرتگال کا رہنے والا تھا
اپنے ہمراہ لائے تھے اوس نے وہان انکے ساتھ ایسی دغا کی کہ وہ اون کی
بدنامی اور رسوائی کا باعث ہوئی یعنی جسوقت شہنشاہ روس نے صاحب
کے چال چلن کی تحقیقات کرنیکے واسطے چند شخص مامور کئے تو سب سے پہلے
اوسی نے اونکی نسبت مخالفانہ باتین کہنی شروع کین اوسکی یہ لغو باتین اپنی نسبت
سنکر صاحب موصوف کو طیش آیا اور ایک گھونسا اوسکے ایسا مارا کہ اوسکے
صدمے سے ان لوگونکے قدمون پر گر پڑا جو تحقیقات کر رہے تھے ان لوگون نے
بہت جلد جا کر اس ماجرے کی بادشاہ کے حضور مین اطلاع کی اسکا اثر یہ ہوا
کہ صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عمدہ طور سے سلوک کیا گیا اور روس نے

انکو رہا کر کے یہ اجازت دی کہ آپ کو اختیار ہے جہاں آپکا جی چاہے وہاں چلے جائیں
چنانچہ سر اینتھونی صاحب شاہنشاہ جرمنی کے دربار میں گئے اور شاہنشاہ ممدوح اور نیز
اور تمام بادشاہ اونکے ساتھ نہایت تواضع تکریم سے پیش آئے کیونکہ ایک خبر فرحت اثر
صاحب موصوف نے ایسی سنائی تھی کہ اوس سے زیادہ کوئی خبر یورپ میں بادشاہونکے
حق میں اچھی نتھی یعنی شاہ عباس ترکوں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے جنسے یورپ کے
یہ تمام بادشاہ اوس زمانے میں خائف و ترسان تھے چنانچہ شاہ عباس نے اپنے ارادہ کے
موافق قسطنطنیہ کے بادشاہ پر فوج کشی شروع کی اور پہلے پہلے نہاوند پر حملہ کیا اور بہت
جلد اوسپر قبضہ کر کے اوسکے تمام قلعونکو مسمار کر دیا غرض پھر اوسی سال میں اوسنے
صوبہ فارس پر یورش کا ارادہ ظاہر کیا اور اپنی سلطنت کی تمام فوج اسی غرض سے
جمع کر لی گو درحقیقت اوسکا یہ ارادہ نہ تھا بلکہ یہ فوج ترکوں پر حملہ کرنیکی غرض سے اوسنے
فراہم کی تھی چنانچہ اوسنے صوبہ آذربیجان کی طرف کوچ کیا اور چونکہ وہ یہ جانتا تھا
کہ میری فوج کو اپنی شہرت اور ملک کے پاس و لحاظ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
اولاد کی حمایت مد نظر ہے اس بھروسہ پر اوسنے اپنی فوج سے یہ درخواست کی کہ وہ

ایران کے اور علی الخصوص ہمارے دشمنون پر حملہ کرنے مین بجان و دل ہماری امداد
کرے علی پادشاہ جو صوبہ اذربیجان مین ترکی فوج کا سپہ سالار تھا اسوقت کردستان
مین موجود تھا ایرانیون کی آمد کی خبر سنکر فوراً وہ یہان واپس آیا اور شاہ
عباس کے مقابل ہوا شاہ عباس نے اوسکو شکست دیکر قید کر لیا اور صوبہ
طبریز کو بھی جہان علی پاشا کا بیٹا حکمران تھا مسخر کر لیا اسکے بعد شاہ عباس
کی فوج نے اریوان اور بغداد کا محاصرہ کیا چنانچہ اگلے سال کے شروع مین
اریوان فتح ہوگیا اسی عرصہ مین سپہ سالار ترکی نے ایران پر چڑھائی کا ارادہ
کیا اور ہر ایک طرف سے فوج و لشکر جمع کرکے لڑائی کی تیاریان کین تو شاہ عباس نے
اپنے سپہ سالار آلہ وردی خان کو جس حالت مین اوسنے بغداد کا محاصرہ کیا تھا خاص
اپنی فوج کی سپہ لاری اور امداد کے واسطے طلب کر لیا

ترکون کی فوج مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی تھے اور شاہ عباس
کی فوج اوسکے مقابلہ مین بہت کم تھی شاید نصف سے کچھ زیادہ ہو جب امرا
لوگون نے ترکون کی فوج بیشمار دیکھی تو عباس کو لڑنے کے ارادہ سے باز رکھنا

چاہا مگر اوسنے اوسکے کہنے پر مطلقاً خیال نکیا اور اپنے ارادہ کو اور زیادہ مستحکم

کیا اول اوثمی ترکی فوج نے اسطرحسے آگے کو قدم بڑھایا کہ سوار ونکا ایک

گروہ مقدمتہ الجیش کے طور پر آگے آگے اور پیادون اور توپخانون کی ایک

لین اوسکے پیچھے پیچھے تھی جسوقت قریب پہونچی تو شاہ عباس نے الہوردیخان

سپہسالار کو طلب کرکے یہ حکم دیا کہ چند سوار تم اپنے ہمراہ لیکر چارون طرف سے

اس فوج کا احاطہ کرلو مگر اس خوبصورتی سے گھیرنا کہ جب تک چارون طرف سے

پورا پورا احاطہ نہوجاوسے اوسوقت تک تمھارسے اونکے درمیان اتنا

فاصلہ باقی رہے کہ اونکو ہرگز اطلاع نہونے پاوسے اور اگر پورا پورا احاطہ نہو سکے

توجو کچھ تمسے ہوسکے اوسیقدر بندوبست کرکے حملہ آوری مین حتی الامکان

تاخیر نکرو چنانچہ جو گرد وغبار اس انتظام مین ایرانیون کی دوڑ دھوپ سے اوڑا

ترکون نے دیکھکر یہ خیال کیا کہ شاید یہ جبرنیلی حملہ آبرانیونکا ہمارے لشکر گاہ پر

جہانسے ہم آئے ہین پس انمین سے بہت سے سوار اپنے زعم فاسد کے مطابق

اس جبرنیلی حملہ کے روکنے کے لئے اپنے لشکر گاہ کی طرف ہٹ آئے اور

باقي فوج مين ابتري پيدا ہوگیي۔ یہ دستور کي بات ہے کہ جس فوج مين آئين جنگي کا
لحاظ نہين کیا جاتا اور نیز اوسکا انتظام قانون اور قاعدہ کے موافق نہين ہوتا
تو بہت جلد اوس مين ابتري پیدا ہوجاتي ہے یہانتک کہ پھر رفتہ رفتہ اوسکا
تدارک بھي دشوار ہوجاتا ہے بلا وجہ ایک خیالي بات پر ترکوني فوج کا متفرق
ہوجانا سواي ابتري اور پریشاني کے اسلئے اور بھي اونکے حق مين زیادہ نقصانکا
باعث ہوا کہ ایرانیونکو اسوقت مين یہ سمجھکر کہ ترکي ہمارے مقابلہ سے بھاگ گئے
بہت عمدہ موقع حملہ آوري کا ہاتھہ آیا چنانچہ عباس نے ایرانیون کي طبیعت پر
خیال غالب دیکھکر جنبلي حملہ کیا اور ترکونکو شکست فاش دي ہرچند اسوقت
ترکي سردارون نے اپني اپني ذاتي دلاوري بہادري مين کوئي دقیقہ نچھوڑا
اور حتي الوسع نہایت سعي اور کوشش کام مين لائے مگر کچھہ کامیاب نہوسکے
جسقدر بڑے بڑے سردار اونمين سے مارے گئے یا قید ہوئے اونکي تعداد
دیکھکر اونکي کوششونکا ثبوت کامل ہوتا ہے آخر الامر اونکو شکست کامل
نصیب ہوئي اور میدان جنگ ایرانیون کے ہاتھہ چھوڑکر ادہر اودہر بھاگ نکلے

یہ لڑائی غروب آفتاب سے پہلے پہلے تمام نہوئی پھر عرصہ تک ایرانی ترکونکا تعاقب کیے تے رہے اس فتح کے بعد ایک ایسا واقعہ ظہور مین آیا جس سے اوس زمانہ کی رسم اور شاہ عباس کی خصلت کی کیفیت بخوبی ظاہر ہوتی ہے یعنی جسوقت شاہ عباس میدان جنگ مین معہ اپنے خاص سردارون اور بعض خاص خاص قیدیوںکے شراب خواری مین مصروف تھا ناگاہ ایک لڑکا ایک شخص طویل القامت سپاہی وضع کو جسکو خود اوس لڑکے نے گرفتار کیا تھا اپنے ہمراہ لیکر اسطرف سے گذرا بادشاہ نے استفسار کیا کہ یہ کون شخص ہے اوسنے جواب دیا کہ مین قوم بکری کے خاندان کرد سے ہون بادشاہ کے پاس بھی اتفاقاً قوم بکری کا ایک شخص عہدہ دار رستم بیگ نامی ملازم تھا اتفاق سے اوسکے اور قیدی مذکور کے خاندان کے درمیان خون کا کوئی قدیمی جھگڑا پہلے سے چلا آتا تھا اور بادشاہ کو بھی اس امر کی اطلاع تھی بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اس قیدی کو رستم بیگ کے حوالہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے خون کا عوض لیوے سردار رستم بیگ نے انکار کیا اور کہا کہ حضور گستاخی

معاف مین اس سے دست بردار ہون اگرچہ میری عزت وحرمت مقتضی اسکی
بات کو تھی کہ مین اس سے اپنے خون کا عوض لیتا مگر مینے قسم کھائی ہے کہ
جو اپنا دشمن بیکسی اور عاجزی کے ساتھہ دست بستہ پیش آئیگا اوسپر ہرگز ہاتھہ
نہ ڈالونگا اور اوسکے مہربانی سے پیش آونگا بادشاہ نے اوسکی یہ دلیرانہ گفتگو
سنکر کنایۂ اپنی نسبت کچھہ طنز وطعن خیال کیا اور بہایت ناخوش ہوکر گارد کے
کپتان کو اوس قیدی کے قتل کا حکم دیا جسوقت اوس طویل القامت نے
اپنی نسبت یہ حکم سنا تو رسی توڑکر جسمین وہ جکڑا ہوا ایک خنجر نکالا اور شاہ
عباس پر حملہ کیا یہ دیکھکر سب لوگ جتنے وہان موجود تھے اوسپر حملہ آور ہوئے
اور خنجر لینے کا ارادہ کیا یہانتک کہ اوس بھین جھپٹ میں چراغ گل ہوگیا اور اندھیرے
مین اتنی جرأت نہوئی کہ اوس قیدی پر کوئی ضرب کرے یا ہتھیار چلا سکے
اسی خیال سے کہ مبادا اس مار کٹائی مین بادشاہ پر کوئی صدمہ یا آفت پہونچے
تھوڑی دیر اس مجلس پر ایک قسم کی ہیبت طاری رہی اور سکتہ وصمت
اور دم بخود رہے کسی نے دم تک نہ مارا آخرکار جب بادشاہ نے دو تین بار بآواز بلند

پکار پکار کر یہ کہا کہ سینے اومن شخص کا ہاتھہ پکڑ لیا اب مجھہ اندیشہ نہین تو اون لوگون
کو اسقدر اطمینان ہوا اور وہ ازخود رفتہ اپنی اصلی حالت پر آ نے اتنے مین روشنی
لائی گئی اور وہ ولاور قیدی یکبارگی سو تلوارونکے وار سے قتل کیا گیا اسکے بعد شاہ
عباس نے ایک مجلس عیش و نشاط کی آراستہ کی رات کے بارہ بجے تک ساغر
شراب کا دور خوب چلتا رہا اور موافق دستور کے دشمنونکے سر اوسکے روبرو
حاضر کئے گئے

شاہ عباس نے اس فتح کے زمانہ سے لیکر مرتے دم تک صرف ترکون
ہی کو زک ندی بلکہ ایران کے اون ملکونکو بھی اپنے قبضہ مین کرلیا جن پر ترک
ایک عرصہ سے قابض بنے بیٹھے تھے اور نیز وہ مقامات بھی جو بحر کیسپین کے کنارہ
واقع ہین مثل صوبہ آذربیجان اور جارجیا اور کردستان اور بغداد اور موصل اور
دیار بکر سب یکقلم ترکونکے قبضہ سے نکلکر سلطنت ایران مین داخل ہوگئے ہرچند کہ
ترکون نے اپنی فتوحات کے محفوظ رکھنے کے لئے بہت سعی اور کوشش
کین یہانتک کہ ایکبار قبچاق کے تاتاریون سے بھی اس امید پر سازش کی

کہ اس مقدمہ مین اونسے امداد طلب کرین مگر کراچی خان نامی ایرانی فوج کے
سپہ سالار نے اونکی تمام فوج کو معہ اونکے معاونون اور مددگارون کی کامل شکست
دی یہ لڑائی مقام شبلی کے قریب وقوع مین آئی جو ایک چھوٹی سی کاروانسرای
سلطانیہ اور طبریز کے درمیان ہے سنا ہے کہ یہ لڑائی سلطان عباس کے پچھلے
عہد کی لڑائی تھی جسکا بڑا نتیجہ پیدا ہوا

اس زمانہ مین اصفہان اور قسطنطنیہ کے دربارونمین باہم ایک عرصہ تک
دوستانہ خط وکتابت جاری رہی اور طرفین سے صلح اور اتحاد کے پیدا کرنے
مین بخوبی اہتمام رہا مگر درحقیقت یہ صلح رسمی اور نام کی صلح تھی اسلئے
کہ جب کوئی منفعت کسی مخالفت پر مبنی ہوتی تھی تو طرفین سے درپردہ کوئی
دقیقہ عداوت کا باقی نرکھتے تھے اور اس ظاہری صلح کا کچھہ پاس ولحاظ
نہوتا تھا عموماً طریقہ لڑائی کی چھیڑ چھاڑ کا یا ہم یہ تھا کہ سرحد کے حاکمونکو ایک
دوسرے کے ملک پر دست اندازی کرنیکی بادشاہون اور والیان ملک کیجانب سے
استمالک ہوتی تھی لیکن بظاہر ایسا برتاو برتتے تھے کہ گویا اونکی طرف سے

کچھ تحریک نہین بلکہ نتیجہ رعایا ہی کے تعصب کا تھا ان مین لڑائی ہوگئی اور

یہ بادشاہ مذہبی مخالفت کا ارمان اپنی رعایا کے فدوی جوو ہا کے سبب سے

نکال لیتے تھے جہان کہین کسی شیعہ مورخ نے سنبسنت وخون اگلے دو تین

قلم بند کیا ہے وہان نہایت خوشی کے ساتھہ اوکی نسبے منسوب کیا گیا اخیر زمانہ

کیا ہے اور نہایت نامناسب اور ناشایستہ الفاظ سے گزرا علی الخصوص

مقام پر لکھا ہے کہ فلان سنی فنا فی النار ہوا اور فلان دو غارتگری سے ایسے

جو کلمات کفار کے حق مین سزاوار ہین شیعہ مورخون نے مون محفوظ نہوئی تھی تو م

ہین بغداد اور نجف اور کربلای معلی اور کاظمین اور سرہ کے مخالف تھے وہ بھی

اور فتوحات کی نسبت ایرانیو نکے حق مین بڑی خو

اور زیادہ ہوا کہ ان مقدس مقامات مین حضرت علی کیسے راہ و رسم جاری

اوکی اولاد پاک مین سے چند حضرات کے مزار شریف کا طریقہ مرعی رہا

مذہب کی حیثیت سے جو تعظیم و تکریم مزار حد مین داخل تھا

شاہ عباس نے اوسکی ترقی کے لئے ہر قسم کی تدبین سے الجملہ خلل پیدا ہوا

یہ بیان کی تھی کہ سوای ایران کے اور بہت سے ملکون مین لڑائی ہوگی اور
چند خفیف آفتین یہان بھی نازل ہوئین چنانچہ وہ بربادی جو وبا کے سبب سے
ایران مین پھیلی اور نیز وہ زلزلہ جو خراسان مین آیا جو کشت و خون لگلے دو تین
سال مین واقع ہوا وہ سب اوسی منحوس ستارہ کی تاثیر سے منسوب کیا گیا اخیر زمانہ
شاہ عباس کا البتہ بڑی امن و امان اور چین چان سے گزرا علی الخصوص
کو نشہ شمال و مشرق کی سرحد تو مخالفونکی حملہ آوری اور غارتگری سے ایسے
مامون اور محفوظ ہو گئے کہ مدت دراز سے کبھی ایسے مامون و محفوظ نہوئی تھی قوم
اوزبک کے لوگ جو ہمیشہ سے سرکش اور اس سلطنت کے مخالف تھے وہ بھی
اسوقت مین مطیع و منقاد ہو گئے

شاہ عباس اور شاہنشاہ ہند مین بھی ہمیشہ سے راہ و رسم جاری
رہی اور طرفین سے ایک مدت دراز تک باہم دوستی اور محبت کا طریقہ مرعی رہا
ایکبار شاہ عباس نے قلعہ قندھار جو شاہنشاہ ہند کی سرحد مین داخل تھا مسخر
کرکے اپنے قبضہ مین کر لیا تو اوس قدیمی ربط ضبط مین فی الجملہ خلل پیدا ہوا

اور مخالفت کے آثار نمایان ہونے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہنشاہ جہانگیر
کو اس بات کا چندان خیال نہوا ہوگا اسلیے کہ وہ خاص اپنی سلطنت کے کاروبار
مین اتنا مصروف اور محو تھا کہ اوسے اپنے اگلے پچھلے کچھ خبر نہ رہی تھی چہ جائیکہ
ایک دور دراز صوبہ کی لیے اتنی بڑی جلیل القدر بادشاہ سے مخالفت پیدا کرنا اور
ادنی منفعت کی خاطر اپنے قدیمی دوست کو آزردہ کرنا یورپین سلطنتون کے لوگ
جو ہندوستان مین اکثر بود و باش رکھتے تھے شاہ عباس اونکے ساتھ بھی
غایت نوازش و مہربانی کے ساتھ پیش آتا تھا وہ سب لوگ اس بات کے منتظر اور
مشتاق تھے کہ ایران مین قرار واقعی بند و بست ہوجاوے تو ہم شاہ عباس کے
یہان رسائی پیدا کرلین چنانچہ انگریزون اور فرانسیسیون نے اور قوم ڈچ نے
مقام کامبرون مین کوٹھیان قایم کرکی ملک ایران مین اپنی تجارت کو
خوب ترقی دینی چاہی اور ہر ایک نے اپنے اپنے معاملات تجارت کی گرم بازاری
اور ترقی کی غرض سے ہر چند اپنے ہم پیشونکی ضرر رسانی مین نہایت سعی اور کوشش
کی شاہ عباس نے ان کوٹھیون کی حمایت اور حفاظت مین دلسے اہتمام کیا کیونکہ

وہ جانتا تھا کہ اُنکی ترقی مین ہمارے ملک کی ترقی اور آبادی متصور ہے مگر اون
جزیرونکی آباد ہو جانے سے جو پرتگال والون نے سردار الفانسو ڈی ایلبوقرق
کی حمایت سے خلیج فارس کے تمام جزیرے فتح کرکے ایران کے ساحلون پر آباد کئے
تھے شاہ عباس کو ملک کی ترقی کی کچھ امید نہ تھی بلکہ ان آبادیون سے وہ نہایت مخالفت
رکھتا تھا پرتگال کا حال یہ ہے کہ یورپ کی سلطنتون مین کچھ بہت دنون تک
وہ سلطنت نامی گرامی نہی چند ہی روز مین اوسکے تمام ممالک مقبوضہ معرض
زوال مین آگئے ایلبوقرق نے جو ساحل ایران پر بہت سے جزیرے آباد کئے تھے
اون مین سے ارمس نامی جزیرہ جو آبادی کے لحاظ سے سب مین اول درجہ کا تھا
باقی رہگیا اس جزیرہ کی کیفیت یہ ہے کہ وہ خلیج فارس کے دہانہ پر واقع ہے
اور کنارے بر سے صرف چند فرسنگ کے فاصلہ پر ہے محیط اوسکا بیس میل کا ہے
زمین اوسکی اس درجہ شور ہے کہ تمام جنگل اور میدان اور پہاڑ اوسکے گویا
نمک کی کہان ہے اور یہ اثر اوسی نمک کا ہے جو سمندر کے پانی کی سطح پر اوسکے
طبق کے طبق جم جانے مین اور اسی لئے وہان شیرین پانی اور سبزہ زار کا نام

نشان نہین گرمیون کے موسم مین گرد و نواح کے خشک جزایر مین ایسی گرمی
کہین نہین ہوتی جیسی یہان ہوتی ہے گویا آگ برستی ہے اگر اسباب کا لحاظ
نکیا جاوے کہ وہ ٹاپو ایک عمدہ اور مناسب موقع پر واقع ہے تو تمام کرہ
زمین پر اس سے زیادہ کوئی جگہ خراب اور ابتر نہوگی اول اول یہان عرب
اکر آباد ہوئے تھے جنھون نے ایران کے تاتاری حملہ آورون کے خوف سے
مجبور ہوکر یہان پناہ چاہی تھی اونھون نے ہی اس جزیرہ کا نام ہرمز تجویز کیا تھا
جو خاص اوس ضلع کا نام تھا جہان سے یہ لوگ بھاگ کر آئے تھے سنا ہے کہ
انکے آنے سے پہلے وہان صرف ایک بڈھا ماہی گیر جیرون نامی رہتا تھا جب
یہ عرب وہان پہونچے تو چند روز تک اوسپر قابض و متصرف رہے پھر البوقرق
نے اوسکو فتح کیا اور سو برس سے زیادہ پرتگال والون کے قبضہ مین رہا
اسی زمانہ مین وہ خلیج فارس کی تجارت کی منڈی بنگیا رفتہ رفتہ یہانتک
اوسکو ترقی ہوئی کہ تمام دنیا کی اطراف و جوانب سے سوداگر لوگ
اکر جمع ہوتے تھے اور ایران و [illegible] اور ترقی کے ساتھ بے کھٹکے

عمدہ تجارت کرتے تھے

عباس نے جزیرہ ہرمز کو زرخیز اور آباد دیکھکر بڑا تعجب کیا اور یہ
نسمجھا کہ اس مین یہ بے انتہا دولت کہانسے آئی پھر اوسنے یہ خیال کیا کہ اس
جزیرہ کے فتح کرنے مین یقیناً ہماری سلطنت کی ترقی اور آبادی متصور ہے
چنانچہ اوسنے سردار امام قلیخان کو اس بڑی مہم کی کارروائی کے لئے تجویز فرما کر
مقصود کی طرف روانہ کیا انگلستانین سے اس لڑائی مین شاہ عباس کو
بڑی مدد ملی علی الخصوص ایرانی فوج نے جسوقت موقع واردات پر جانا چاہا تو ایسٹ انڈیا
کمپنی انجنٹ نے چند جہاز جمع کرکے نہایت اہتمام سے تمام لشکر کو سوار کیا اور
بخوبی پر اونکا معاون و مددگار رہا ایرانیون نے جب حملہ شروع کیا تو اول
وقت ہرمز کے باشندون نے جو پرتگال والے تھے نہایت دلاوری اور بہادری
سے مقابلہ کیا آخرکار لڑتے لڑتے جب اونکو فاقون کی نوبت پہونچی اور اوس
وقت ناپیدا کنار مین کوئی اپنا معاون و مددگار نپایا تو ناچار بمجبوری اطاعت
قبول کی اور جزیرہ اپنے مخالفونکے حوالہ کیا ایرانیون نے یکقلم اوس جزیرہ

خراب وتباہ کرکے بالکل نیست ونابود کردیا شاہ عباس کو اس فتح کے
حاصل ہونے سے نہایت خوشی وخرمی پیدا ہوئی اور اپنے معاونون اور مددگار
انگلستانیون کا دل سے شکور وممنون ہوا اور اونکے ساتھ یہ احسان کیا کہ آئندہ
سے جو کچھ اسباب وہ کامبرون مین لاتے تھے اوس پر پرمٹ کا محصول بالکل معاف
کردیا اور جسقدر محصول اور لوگونسے وصول ہوتا تھا اوس مین سے ایک حصہ
اونکے لئے مقرر کردیا علاوہ اسکے اور آیندہ اونکے حق مین بہت کچھ عنایت ومہربانی
کی بے انتہا وعدہ کئے الغرض یہ ساری جانفشانی اور ہواخواہی انگلستانیونکی
اسی توقع پر تھی کہ لڑائی سے پہلے پہلے عباس نے اونکو اپنی مہربانیونکا متوقع کر رکھا تھا
اس جزیرہ کے فتح کرنے مین جو جو نتائج او شہریان اپنے ملک کی نسبت
اوسکے بندرگاہ ہونے سے عباس نے خیال کی تھین اونمین سے سوای اسکے
کہ شہر کامبرون اور وہ جزیرہ اوسکے نام سے مشہور ہو جاوے کوئی نتیجہ
حاصل نہوا

جو میرین ایسٹ انڈیا کمپنی نے ملازمونکو بسبب جزیرہ ہرمز کے فتح ہونے سے

تھین اونمین سے پھر کسیکی توقع نرہی اور آیندہ سے عباس کی مہربانیونسے مایوس ہوگئے
اسلئے کہ جو عہد و پیمان شاہ عباس نے امداد دیتے وقت اُن لوگونسے کئے تھے
کہ اس جزیرہ کے فتح ہونیکے بعد جو کچھ غنیمت کا مال ہمارے ہاتھ آوے گا
اوسکی برابر تقسیم کیجاویگی اور تنہا ہم اوسپر قابض و متصرف نرہینگے بلکہ طرفین سے
ایک ایک حاکم کی بھی اپنے اپنے انتظام کے واسطے مقرر کرنیکی ضرورت پڑیگی
تاکہ یہ جزیرہ کسی بادشاہ خاص کی حکومت مین نہ خیال کیا جاوے بلکہ ہمارے اور
تمھارے بیچ مشترک سمجھا جاوے اور ہرمز اور کامبرون کا پرمٹ کا محصول
بھی آیندہ سے برابر نصفا نصفی کیا جاوے سو ان سب باتونمین سے
جن جن کا شاہ عباس نے قول و قرار کیا تھا شاذ و نادر اونمین سے کسی پر عمل کیا
ورنہ فتح حاصل ہونیکے بعد سب باتونسے انحراف کیا چنانچہ انگریزونکے ایجنٹ نے
شاہ عباس کے وعدہ پر جتنا کچھ بھروسا کرکے انگلستان کو لکھ بھیجا تھا کہ اگر
شاہ عباس اپنے قول و قرار پر ثابت قدم رہا تو امید کامل ہے کہ ہم اپنی تجارت
مین بخوبی کامیاب ہونگے سو وہ سب آرزوئین اونکی یکقلم خواب و خیال ہوگئین

اوسی ایجنٹ نے جزیرہ ہرمز کی نسبت یہ بھی کہا تھا کہ جب تک وہ خاص انگلستانیونکے
قبضہ مین رہیگا اوسوقت تک اوس سے ہم لوگونکو کسی قسم کے فائدہ کی توقع نہین
معلوم ہوتی جبکہ شاہ عباس نے اون لوگونکی درخواست کے موافق اونکو ہرمز
اور خلیج فارس کے کسی بندرگاہ مین جب قلعہ بنانے کی اجازت ندی تو اوسوقت
اونکو اپنے فائدونکی بالکل امید منقطع ہوگئی

اس زمانہ مین ہندوستان مین ایسٹ انڈیا کمپنی سر رابرٹ شرلی کی
طرف سے جو شاہ عباس کے دربار مین رہتا تھا نہایت اندیشہ رکھتے تھے
یہ انتھونی شرلی صاحب کا بھائی تھا انتھونی ہی کی بدولت وہ اوس دربار
مین باریاب ہوا تھا شاہ عباس نے اوسکے ذریعے یورپ کے بادشاہونسے
بھی راہ ورسم پیدا کی اوسوقت مین سلطنت سپین ایک بڑی سلطنت شمار
کیجاتی تھی شاہ عباس نے سر رابرٹ شرلی کو بطور ایلچی کے وہان کے بادشاہ
کی خدمت مین بھیجا تھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ وہ اوس سلطنت کو
ریشم کی تجارت کا بالکل اختیار دینا چاہتا تھا مگر جزیرہ ہرمز بھی پرتگالونکے

چلے جانے سے یہ تدبیر بدل گئی اور پھر دو برس بعد سر رابرٹ شربی صاحب
شاہ عباس کی جانب سے بطور ایلچی کے انگلستان مین جیمس اول کی خدمت
مین گئے صاحب موصوف نے ایران کے مال و دولت کی ترقی کی کیفیت
انگلستان کے دربار مین نہایت مبالغہ کے ساتھہ بیان کی مگر ایسٹ انڈیا کمپنی
کے دائرکٹرون نے اونکی تردید مین بہت کچھہ کہا تاہم شاہ انگلستان کی گورنمنٹ
نے اونکے قول پر اعتبار کیا اور اونکے کہنے کے موافق ملک ایران سے بڑے بڑے
منافع کے متوقع رہے چنانچہ ایک شریف خاندان اور ذی رتبہ شخص سر
ڈاڈ مور کاٹن نامی عباس کے دربار مین بھیجنے کے واسطے بہمراہی سر رابرٹ
شربی صاحب اور نیز اور صاحبون کے ایلچی تجویز کیا گیا سر رابرٹ شربی صاحب
نے اس عرصہ مین یہ چالاکی کی کہ اون مقاصد کے ساتھہ جنہین سلطنت کی
بھلائی متصور تھی اپنے نج کے معاملات کو بھی شامل کردیا تاکہ ان معاملات
کے تصفیہ کے ذریعہ سے مقاصد سرکاری کا بھی تصفیہ اچھی طرح ہوجاوے
اس ایلچی کے اول ملاقات شاہ ایران سے مقام اشرف واقع صوبہ مازندران مین

ہوئی شاہ موصوف نے یہ بات دیکھکر کہ میرے دربار مین ایسی دھوم دھام
کے ساتھہ انگلستان سے ایلچی آئے ہین بہت فخر کیا اور بڑی خاطرداری
اور مدارات سے اونکی مہمان نوازی کی جیسا کہ وہ شاہ عباس کی لیاقت
اور نام آوری کی تصدیق کرتی تھی

سر ڈاڈ مور کاٹن اور جو آدمی اونکے ہمراہ تھے شاہ عباس کی
خدمت مین حاضر ہونے سے پہلے عرصہ تک ایک علیحدہ مکان مین فروکش رہے
قہوہ وغیرہ کی جگہ جو علے العموم ایسے موقعون پر بسبیل مہمان نوازی پیش
کیا جاتا ہے طلائی رکابیون مین نہایت نفیس اور لطیف کھانا چنا ہوا لایا گیا
اور سونے کی صراحیون مین شراب بھی حاضر کی گئی جو زرین پیالون مین
پلائی جاتی تھی پھر تھوڑی دیر مین جب کھانے وانے سے فراغت ہو چکی
تو لوگ اونکو اور دو کمرون مین لیگئے جو نہایت عمدہ سامان سے آراستہ
تھے بے شمار سونے کے برتن جڑاو بعضین اقسام اقسام کی چیزین مثل آفتابہ
اور عرق گلاب اور پھول وغیرہ کی تھیا تھین اپنے اپنے موقع سے

نہایت عمدگی کے ساتھ چنے ہوئے رکھے تھے ان کمرون مین سے نکل کر

پھر دربار عام مین داخل ہوئے وہان جاکر یہ دیکھا کہ جتنے ارکان سلطنت

ہین نہایت ادب و لحاظ کے ساتھ مثل تصویر کے ساکت و صامت بیٹھے

ہوئے ہین شاہ عباس ایک سادہ لباس سرخ رنگ کا پہنے ہوئے تھے

صرف ایک تلوار کے قبضہ کے سوا کوئی چیز اوسکے پاس زینت و آرایش

کی نتھین اور یہ ارکین سلطنت او رامرا بھی جو اوسکے اطراف و جوانب مین ہین

سب سادہ لباس پہنے ہوئے ہین مگر یہ ساری سادہ وضعی اور بے تکلفی شاہ

عباس کی باوجود اس شان و شوکت اور مال و دولت کے صرف اسی نظر سے

تھی کہ وہ اتقا اور پرہیزگاری کے لباس مین دنیا کی زینت و آرایش سے

نفرت ظاہر کرتا تھا

ایلچی نے مترجم کے ذریعہ سے اپنی سفارت کا مقصد اسطرح سے

تفصیل بیان کرنا شروع کیا کہ ترکونکے اور آپ کے درمیان جو مخالفت ہے

تو اس بارہ مین ہم آپ کے دل سے متفق ہوکر ہر وقت معاون و مددگار ہونگے

اور سر رابرٹ شرلی صاحب جو ہمارے ہمراہی مین ہین اور ایک عرصہ سے
آپ کے دربار مین باریاب ہین اوس ایرانی سردار سے اپنا انتقام لینا چاہتے
ہین جسنے انکو اپنی دغابازی اور فریب سے مضرت پہونچائی تھی اور ہماری
گورنمنٹ آمادہ اسبات کی ہے کہ انگلستان اور ایران مین سوای اتحاد کی
راہ ورسم کے معاملات تجارت کو بھی بخوبی ترقی دینی چاہیے شاہ عباس نے
ان سب مقاصد کو نہایت توجہ سے سنکر اونکے جواب مین ترکونکی نسبت
اپنی دلی نفرت اور مخالفت ظاہر کی اور سر رابرٹ شرلی صاحب کے
مقدمہ مین یہ فرمایا کہ ہم سردار متوفی کے بیٹون سے اس امر مین مواخذہ
کرینگے اور اونکے نقصان کا بدل انسے لیوینگے وہ مطمئن رہین اور تجارت کی
نسبت یہ وعدہ کیا کہ سلطنت ایران ہر سال انگریزی بابات دس ہزار ریشم کے
گٹھونکے معاوضہ مین لے جایا کریگی اس طرح سے کہ ہماری سلطنت کے کارپردازنے
مقام کامبرون مین اپنے اہتمام اور ذمہ داری سے ریشم انگلستانی ایجنٹونکے
حوالہ کرکے انگریزی بابات اونسے لے لیا کرینگے جسوقت سر ڈاڈمورٹن صاحب

ایلچی دربار مین حاضر ہوئے تھے تو اونھون نے ایک ایسی بات کی تھی کہ شاہ
عباس خواہ مخواہ اوسپر ہنس پڑا یعنی ایران کے دستور کے مواقف صاحب موصوف
فرش پر چارزانو بیٹھ سکے مگر چونکہ بادشاہ کو اپنے مہمان کی تواضع و مدارات
مد نظر تھی اسلئے اوسنے ایک پیالہ شراب کا طلب فرمایا اور اوسکے روبرو شاہ
انگلستان کی یادپر نوش کیا وہ اپنے بادشاہ کا نام سنکر اپنے یہان کے
دستور کے مواقف تعظیماً سروقد کھڑے ہوگئے اور اپنی ٹوپی اوتارلی عباس
دیکھکر مسکرایا اور اوسنے بھی اپنی دستار شاہ انگلستان کے تعظیم کی خاطر
اوتارلی غرضکہ جب انگلستانی ایلچیونکے ساتھ یہانتک عباس کیجانب سے
عزت و توقیر کی نوبت پہونچی تو لوگونکو طرفین کے اتحاد کی ترقی کی بہت
بڑی توقع ہوئی لیکن انجام کار ان باتون کا نتیجہ سوای مایوسی و ناکامی کے
اور کوئی ظہور مین نہ آیا پہلے پہلے تو یہ ایلچی بادشاہ کے حضور مین خود ہی آتے جاتے
رہے پھر ایک عرصہ کے بعد اونکی خط و کتابت محمد علی بیگ کی معرفت ہونے لگی
یہ شخص بادشاہ کا مقرب تھا سررابرٹ شرلی صاحب کے دشمنون سے میل جول رکھتا تھا

اور اسیوجہ سے بلاشبہہ انگریزی ایلچیونکا دشمن اور سخت مخالف شمار کیا جاتا تھا

چندروز کے بعد سر ایرٹ شرلی صاحب اور سر ڈاڈ مور کاٹن صاحب نے اس

جہان فاني سے انتقال کیا اور اونکے باقی ہمراہیون نے اونکے بعد انگلستانکی

راہ لي واضح ہو کہ ایک مورخ نے ان ایلچیونکي سفارت کا حال قلم بند کیا ہے

اور اونکي ناکامیابي کو محمد علي مذکور ہي کي شرارتون اور سازشون پر مبني کیا ہے

شاہ عباس بلاشبہہ سواي اسبات کے کہ اپنے دشمنون اور مخالفونکی

حق مین سخت بیرحم اور ظالم ہو سکے حق مین تشدد اور سختي روا رکھتا تھا یہانتک

کہ ہر قسم کے معاملات مین جتني عزت اور رعایت بیگانونکے ساتھ مناسب طورپر

کرتا تھا اپنے عزیزون اور یگانونکے ساتھ نکرتا تھا ہمیشہ یہ بات اوسکو مدنظر رہتي

کہ حتے الامکان اپنا خوف رعایا پر غالب رکھنا چاہیئے تاکہ وہ اس حیلہ سے

بخوبي مطیع و منقاد رہے اور ایک خود مختار سلطنت مین اس انتظام کی بدولت

امن و امان قایم رہے چنانچہ اوسکو اس مقصد کی تکمیل مین پوري پوري

کامیابي حاصل ہوئي اور جیسا وہ امن و امان دلسے چاہتا تھا خاصکر اوسکي

عاقلانہ تدابیر کے ذریعہ سے سلطنت مین عرصہ دراز تک باقی رہا ایران کے بادشاہان سابق کی بہ نسبت اوسکو ملک وسلطنت کی عام بہبودی اور ترقی زیادہ منظور نظر رہی اصفہان کو اوسنے اپنا دارالسلطنت قرار دیا تھا چنانچہ اوسکے عہد مین دو چند اوسکی آبادی ہوگئی اصفہان کے مسجد کلان اور عالیشان محل چہل ستون اور بھی وہ خوبصورت باغ اور نفیس محل جو چار باغ کے نام سے اطراف عالم مین مشہور ومعروف ہین اور دریای زیندرود کا عظیم الشان پل اوس شہر کے اور چند عمدہ عمدہ محل اسی بادشاہ عالی ہمت کے بنائے ہوئے ہین جو اوسکے حوصلو نکے اندازے اور ارادون کی بڑائیان زبان حال سے بتا رہے ہین اوسنے شہر مشہد کو آبادی کی زیب وآرایش بخشی اور شہر اشرف اور فرح آباد واقع مازندران مین چند محل شاہی بنوائے مازندران کے گلی کوچون مین جابجا پختہ سڑک بنوائی اور اس دشوار گذار ملک کو اس قابل کردیا کہ لشکر اور فوج اور مسافر ہر دیار کے ہر موسم مین وہان جائین اور آرام پائین کسی قسم کی تکلیف نہ اوٹھائین بلکہ تمام ایران مین جابجا غیر آباد

سوتھون مین مسافرونکے آرام کے لئے ہزارہا مسافرخانے اور سنگین وسیع
کاروان سرائین اور تمام دریاؤن پر عظیم الشان پل تعمیر کرائے جو اوسکی عالی
ہمتی کے لئے اعلی درجہ کی یادگار آج باقی ہین

عباس پر صحیح الزام لگایا گیا کہ وہ جارجیا کے شاہزادون اور
باشندونکے ساتھ نہایت بیرحمی کے ساتھ پیش آیا مگر البتہ ترکونکی لڑائی
مین آرمینیا والون سے اوسنے برا سلوک کیا حالانکہ وہ اونکو غنیمت مین لایا تھا
بجای اسکے کہ اونکو لونڈی غلام بناوے یا تبدیل مذہب پر مجبور کرے جیسا کہ
ہمیشہ سے یہ دستور جاری ہے اونکو اوس مصیبت سے رہا کردیا بلکہ اونکے
علم و ہنر سے اپنے ملک کو فائدہ پہونچانا چاہا چنانچہ اس امید پر اون لوگونکو
عباس نے اپنی سلطنت کے مختلف صوبون مین آباد کیا اور ایسا اونکو
آزاد اور خود مختار بنا دیا کہ مذہبی باتون کے عملدرآمد مین کوئی اونکے حالات سے
تعرض نکرتا تھا یہانتک کہ ہر طرح بذات خود اونکا حامی اور مددگار بنگیا اور
ہر قسم کے حق حقوق اونکے اپنے ذمہ لئے اصفہان کے نواح مین ایک بستی

جلفا کے نام سے بسا دے سکے لئے آباد کی جو اوس بستی کے ہمنام تھی جس مین لوگ
پہلے آرمینیا مین آباد تھے اس بستی کو رفتہ رفتہ ایسی رونق اور ترقی حاصل
ہوئی جو توقع کے اندازہ سے بہت بڑھکر تھی عباس نے حسن حیات اپنے عاقلانہ
تدبیر کا نتیجہ دیکھلیا کہ اوس بستی کے باشندے اوسکی حمایت اور مدد کے
ذریعہ سے چند روز مین اعلی درجہ کی ترقی پر پہونچکر ہمیشہ اوسکے احسانات کے
بجان ودل مشکور وممنون رہے چونکہ یہ لوگ تجارت کے کاروبار مین ایرانیون کی
نسبت نہایت جفاکش ورمحنتی تھے اور ہمیشہ اپنے نفع کی باتون مین ہمہ تن
مصروف بھی رہتے تھے چند روز مین بہت بڑے مالدار اور ذی اعتبار بنگئے اور
بڑے بڑے ملکون کے ساتھ تجارتین کرنے لگے اونکی بدولت اس سلطنت کے
عام منفعت اور بہبودی تھوڑے عرصہ مین نہایت ترقی پذیر ہوگئی عباس نے
اونکی ذاتی کوششون اور ہمتونکو ملاحظہ کرکے یہ چاہا کہ مازندران مین بھی
لوگ آباد کئے جاوین تاکہ وہ ویران ملک انکی بدولت آباد ہوجاوے
اور ظریفانہ طور پر یہ بات کہی کہ مازندران مین چونکہ شراب اور سور زیادے قراط

ہوستے ہین امید ہے کہ اس عیسائی قوم کے لئے یہ جگہ بڑی دل لگی اور آبادی کی
ہوگی مگر یہ امید بادشاہ کی پوری نہو نے پائی چند روز کے عرصہ مین وہان کی
آب و ہوا کی ناموافقت کی جہت سے یہ نئی آباد قوم بالکل تباہ و خراب ہوگئی
اور اکثر لوگ اونمین سے مرنے لگے

شاہ عباس کے عہد کے تمام مورخون نے ملک کے انتظام کی نسبت اونکی
بہت کچھہ تعریف و توصیف لکھی ہے یعنی نہایت عادل اور انصاف پسند تھا
بڑے بڑے ارکین سلطنت اور وزرا سے بھی اگر کوئی جرم سرزد ہوتا تھا
تو بلا رو و رعایت اونکو ایسی سزا دیتا تہا کہ اور حکومتون مین وہ نہایت
سخت اور شدید خیال کیجاتی تھی قانون وغیرہ پر چندان انتظام ملک کا موقوف
و منحصر نہ تھا بلکہ عین مرضی بادشاہ کے ملک کے بہت بڑے قانون اور
آئین تھے مصلحت وقت کے موافق جو اونکی رای مین آتا تھا ویسا ہی عملدرآمد
ہوتا تھا جس وقت وہ تخت پر بیٹھا تھا تو ابتدا ابتدا مین ارکین سلطنت کی
خصلت اور شرارت اور باشندگان ملک کی بغاوت کی وجہ سے تمام سلطنت ابتر

اور پریشان تھی پس ایسے وقت مین امن وامان کے قایم کرنیکے لئے جو عوام
کی بہبودی کے لحاظ سے حقوق رعایا مین سے خیال کیجا سکتی تھی بلاشبہ
سختی اور تشدد کی نہایت ضرورت تھی تاکہ ایسے سرکشون اور باغیون کی اصلاح
کے لئے عمدہ ذریعہ ہووے چنانچہ اوسنے اپنی لیاقت اور دانشمندی سے
ایسا عمدہ انتظام کیا کہ وہ ساری بغاوت اور شرارت مفسدہ پردازون کی رفع
دفع ہوگئی اور یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ عباس اس سخت انتظام کی بدولت
اگرچہ بڑی مصلحت پر مبنی تھا بلاشبہ ظالم اور بے رحم کے نام سے پکارا جاتا
ہوگا مگر ہم جانتے ہین کہ عباس بغیر ایسی ضرورت کے کہ جسمین نفع عام مقصود
ہرگز کسی کے ساتھہ سختی اور تشدد سے پیش نہین آیا مگر اخیر زمانہ مین وہ آپ ہی
ایسی باتون کے سبب سے بدنام ہوگیا یہانتک کہ رفتہ رفتہ اوسکی طبیعت
مین لوگونکی طرف سے بدگمانی بھی پیدا ہوگئی اور اپنی بدنامی کے رفع کرنیکی
غرض سے یہ تدبیر کی کہ جسکو اپنی نسبت بدگمان اور بدظن پایا فوراً اوسکو
قتل کرڈالا

شاہ عباس نے ابتدا ابتدا مین قزلباشی سردارونکی سرکشی اور تمرد کا
بہت کچھہ انسداد کیا اسی درمیان مین چند سردارونکو قتل بھی کرڈالا اور اپنی
تئین مطمئن اور محفوظ رہنے کے لئے یہ سامان کیا کہ ایک گروہ فراہم کرکے
اپنا حامی اور مددگار قرار دیا اور ہر ایک قوم کے لوگون سے یہ درخواست
کی کہ وہ ہمارے گروہ مین جو ہمارا بڑا خیرخواہ اور دوست ہے شریک ہوکر
ہمارے رفیق اور شریک حال بن جاوین چنانچہ بادشاہ کی اس درخواست کے
موافق بہت سے لوگ برضا و رغبت اوس گروہ مین شریک ہو گئے
ابتداء دس ہزار آدمیونکی جماعت اس گروہ مین شامل ہوئی تھی رفتہ رفتہ یہان تک
کثرت ہوئی کہ ایک لاکھہ سے زیادہ خاندان اس قوم مین آباد ہو گئے
چنانچہ اب بھی ان لوگون مین سے موجود ہین پھر عباس نے جو لشکر اور فوج
ان سردارونکے ماتحت تھے اور جسکے بھروسہ پر اونکا سارا تمرد اور غرور تھا
اونکے زور گھٹانے کے لئے یہ تدبیر کی کہ تمام فوج مین سے تیس ہزار آدمی
غفلت اور باقی کم کردئے اور دس ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے ذاتی

نام سے مقرر کیا اور خاص خزانہ شاہی سے اونکی تنخواہ مقرر کی اور اپنی رای سے اونپر افسر
مقرر کئے ہر ایک سپاہی اوس فوج کا غلام کہلاتا تھا مگر چونکہ خاص بادشاہی پہرہ کے سپاہی
تھے اسلئے یہ کلمہ اونکے حقمین عزت کا لقب خیال کیا جاتا تھا اور پیادے لوگ تفنگچی کہلاتے
تھے اصلی مقصد اس فوج سے عباس کو قزلباشیہ کی بیجا جرأت کا مقابلہ تھا اگرچہ ہر طرح اوسکے
معاون مددگار تھے

عباس اپنے تئین بڑا متقی اور پارسا ظاہر کرتا تھا اگرچہ اوسنے شراب خواری کی ممانعت
مین علانیہ انحراف کیا اور اوسکو جائز سمجھا کوئی سال اوسکے عہد مین ایسا نہین گزرا جسمین وہ کسی مزار
مقدس کی زیارت کے لئے نگیا ہو جسوقت بیانہ متبرکہ مقام نجف مین وارد تھا تو دو ہفتہ وہان
قیام کرنیکا اوسکو اتفاق ہوا تھا اس عرصہ مین کوئی دن ایسا خالی نگیا کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے مزار شریف کے اوسنے جا کر زیارت نکی ہو بلکہ یہ سنا ہے ہر روز وہان جا کر اپنے ہاتھ سے
جھاڑو دیتا تھا اور وہان کے لوگونمین یہ ایک بڑی بھاری خدمت مشہور تھی کہ بڑے بڑے ذی عزت اور صاحب توقیر
لوگ اس خدمت کے سرانجام دینے مین اپنا افتخار سمجھتے تھے اور سوا ایسے لوگونکے ہرکس و ناکس کو اس خدمت کے
سرانجام کی اجازت نہ دیجاتی تھی سابق مین بھی عباس کے فرط اعتقاد کا ذکر آچکا ہے کہ وہ ایکبار اصفہان سے لیکر مشہد تک امام

علي رضا کے مزار پر پیادہ پا گیا پس ایسي ہي ایسي باتون کي وجہ سے لوگ اوسکي نسبت تقدس اور تقوی شعاري کا یقین رکھتے تھے گو وہ کبھي کبھي بمقتضاے بشریت دین کي سچي باتون سے انحراف بھي کرتا ہو

صدر الصدوري کا عہدہ اول اول ایران مین شاہ اسمعیل نے قایم کیا جو عباس کے آبا و اجداد مین سے تھا بڑے بڑے اختیارات اس عہدہ کے متعلق ہوتے تھے صرف سیّد لوگ اس جلیل القدر عہدہ پر مقرر کیے جاتے تھے اس عہدہ کے سواي باقي جو اور بڑے بڑے مناصب جلیلہ تھے اونکے لیے کچھ سیّد کي خصوصیت نہ تھي مگر ہان یہ لوگ بھي پڑھے لکھے عالم ہوتے تھے عباس سے پہلے شاہان سابق کے عہد مین ان پڑھے لکھون باہم ایسي لڑائي جھگڑے اور طرح طرح کے مناقشے رہا کرتے تھے جو خلق اللہ کي پریشاني کا باعث تھے چنانچہ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ دو مولون مین جھگڑا پیدا ہوا اور طرفین سے ہر ایک کو اپنے معتقدین کي درپردہ حمایت اور ہمت ملي اور سلطنت کي امن و امان مین ان لوگون نے رخنہ اندازي شروع کي

اوسکے عہد مین اس قسم کے واہیات جھگڑے یک قلم موقوف ہوگئے ایکبار عباس
گھوڑے پر سوار تھا اور اوسکے دائین بائین دو فاضل ایک میر باقر داماد دوسرے
شیخ بہاؤالدین عاملی جو بڑے علمای نامدار سے ہین ہمراہ تھے اس وقت بادشاہ
نے حیلے سے یہ بات معلوم کرنی چاہی کہ آیا ان دونون عالمون مین دلی عداوت
اور رشک ہے یا نہین اتفاق سے میر باقر داماد کا گھوڑا اوچھلتا کودتا جاتا تھا
اور شیخ بہاؤالدین عاملی کا گھوڑا آہستہ آہستہ روان تھا پس شاہ عباس نے
میر باقر داماد کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ نے ملاحظہ کیا شیخ بہاؤالدین کیسے
ناقص گھوڑے پر سوار ہین کہ ہمارا ساتھ بھی نہین نباہ سکتے میر باقر داماد نے
جواب دیا کہ حضرت مولانا کے فضل وکمال کا اتنا بار ہے کہ یہ برداشت نہین کرسکتا
مگر مقام تعجب ہے کہ باوجود اسقدر گران بار ہونے کے تاہم یہ گھوڑا حرکت کرتا ہے
تھوڑی دیر کے بعد عباس شیخ بہاؤالدین کی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا کہ میر باقر داماد کا
گھوڑا سخت گستاخ ہے ایسے سنجیدہ اور معقول آدمی کو ایسے منہ زور گھوڑے کی
سواری نازیبا معلوم ہوتی ہے شیخ بہاؤالدین نے کہا کہ حضور یہ گھوڑا اسوقت

سمجھکر کہ میرا سوار بڑا لایق فایق ہے اوچھلتا کودتا ہے اور خوش ہوتا ہے
اور اس حالت مین درحقیقت اسکی گستاخی حق بجانب ہے یہ سمکر بادشاہ نے
اپنا سر جھکا لیا اور تہ دل سے خداوند تعالی کا شکریہ یون ادا کیا کہ ایسے ایسے
لایق فایق آدمی حسد و عداوت سے خالی میرے عہد سلطنت مین موجود ہین

ع خود غلط بود آنچہ من پنداشتم

حالانکہ عباس اپنے مذہب مین بہت پڑھا ہوا تھا مگر متعصب نہ تھا خاصکر
جو عیسائی لوگ اوسکی سلطنت مین رہتے تھے اونکے ساتھ بڑی مہربانی او محبت سے
پیش آیا تھا اور بڑی وجہ خاص اس قوم کے ساتھ خصوصیت کی یہ تھی کہ وہ ترکونکے
مقابلہ مین یورپین بادشاہون کی حمایت کا ہمیشہ سے امیدوار رہتا تھا سر رابرٹ
شرلی صاحب بھی انتھونی صاحب کے بھائی جنکا ذکر کئی بار آچکا ہے اسی طرح سے
شاہ عباس کے یہان زیادہ مقربون مین شمار کئے جاتے تھے جس زمانہ مین وہ وہان
مقیم تھے تو تمام ملکون کے عیسائی اوسی کے گھر پر آکر قیام کرتے تھے بلکہ اون
لوگون کی عرض معروض بھی بذریعہ صاحب موصوف ہی کے دربار تک پہونچتی تھی

شاہ عباس نے منجملہ اور عطایا کے سر رابرٹ شرلي صاحب کو سرکیشا کی ایک خوبصورت عورت عنایت فرمائی تھي ہمکو ایک معتبر مورخ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ صاحب موصوف کي جو اولاد سب سے پہلے اوس عورت سے پیدا ہوئی شاہ عباس نے اوسکو اپني فرزندي مین لے لیا پس عیسائیون کي نسبت بادشاہ کے مہربانی اور عنایتونکا اس سے زیادہ اور کوئی کامل ثبوت نہین معلوم ہوتا

شاہ عباس اپنے خاندان کے لوگون کے ساتھ نہایت سختي اور بے رحمي کے ساتھ پیش آتا تھا جتنا غیرونکے حق مین مہربان اور رحم دل تھا اوتنا ہي اپنونکے حق مین بے رحم اور ظالم تھا اصل وجہ اسکي یہ ہے کہ جو خرابیان اور اندیشے خود مختار حکومتون مین درپیش رہتے ہین منجملہ اونکے بہت بڑي خرابی اور اندیشہ اپنے قریبون اور عزیزون کے جانب سے اپنے پیش نہاد خاطر رہتا ہے اسلئے کہ وہ لوگ بھي اپنے آپ کو مستحق اس حکومت کا سمجھکر ہر دم وہر لحظہ اس امر کے خواہان رہتے ہین کہ کسي نہ کسي تدبیر سے یہ حکومت ہمارے قبضہ مین آجاوے اور حاکم سلطنت کسي طرح جان سے مارا جاوے پس جہانتک اس مالک سلطنت کي عمدہ لیاقتونکي وجہ سے

اوسکی نیکنامی ترقی پکڑتی جاتی تھی اوسیقدر وہ نیکنامی اون پوشیدہ مخالفونکے لحاظ سے اوسکے حقمین وبال جان ہوتی جاتی ہے چنانچہ شاہ عباس ان سب باتونکا پورا پورا مصداق خیال کیا جاسکتا ہے اوسکے چار بیٹے تھے جب تک وہ سن تمیز کو نہ پہونچے تھے اور اونکے ذاتی ذہن اور دانشمندی کے وہ آثار جو بمقتضای فطرتی محبت کے ماں باپ کے خوش کرنے والے ہوتے ہین ظاہر ہوئے تھے تو اوسوقت تک عباس اونکو دیکھ دیکھکر نہایت مسرور ہوتا تھا اور اونکی طرف سے کوئی خیال دلمین نہ لاتا تھا رفتہ رفتہ جب اونکی لیاقت کے آثار ظاہر ہونے لگے اور ہر کس وناکس کی اونپر نظر پڑنے لگی تو عباس کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی یہانتک کہ جو لوگ اون لڑکون کی خدمت مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور اونکے ساتھ الفت ومحبت کرتے تھے تو وہ اونکو اپنا جانی دشمن سمجھتا تھا اور ایسے وقت مین موقع دیکھکر بادشاہ کے مقرب لوگ اپنے مخالفونکو اون لڑکونکا دوست قرار دیکر بادشاہ کو اونکی طرفسے بھڑکاتے تھے کہ یہ لوگ سزا دینے کے قابل ہین بلکہ سلطنت کے امن وامان کے لحاظ سے اگر یہ نیست ونابود کئے جاوین تو مناسب ہے جبکہ

بادشاہ کی طرف سے ایسی ایسی بدگمانیاں ظہور مین آنے لگین تو اون لڑکونکو نہایت خوف و تردد پیدا ہوا اور وہ سمجھے کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھتا ہے اور ہماری جانکا خواہان ہے حالانکہ ہم ہر طرح اوسکے ساتھ خیرخواہی سے پیش آتے ہین مگر لوگون کے جھوٹھ سچ لگنے سے وہ ہماری خیرخواہی دشمنی کا اثر پیدا کرتی ہے آخرکار جب وہ اپنی خیرخواہی کے ذریعہ سے بڑے بڑے خطرونسے محفوظ نرہ سکے تو وہ اپنے صلاح کار ونکے مشورہ کو سننے لگے جنھون نے ظاہر مین ایک آسان اور در پردہ خطرناک طریقہ رہائی کا بتلایا

لوگون نے یہ امر عباس کے ذہن نشین کر دیا کہ آپ نے فلانے سردار کو جو آپکے بڑے لڑکے صوفی مرزا کا بڑا رفیق اور دوست تھا مروا ڈالا اسی بات پر شہزادہ موصوف آپکا جانی دشمن ہوگیا ہے چنانچہ در پردہ وہ حضور کی جان کا خواہان ہے عباس یہ خبر وحشت اثر سنکر اپنے آپسے باہر ہوگیا اور سردار کراچی خان کو جو بڑا بہادر سپہ سالار تھا اور جسنے ترکونکو مقام شبلی مین

شکست دیا پس پا کیا تھا طلب فرما کر یہ کہا کہ وہ فوراً اپنے ہاتھہ سے صوفی
مرزا کو قتل کرے اوسوقت اوس قدیمی نمکخوار نے بادشاہ کے قدمونپر گرکے
یہ عرض گزرانی کہ حضور میری گردن مارین مین حاضر ہون مگر مجھسے یہ توقع
نرکھین کہ مین قدیمی اس خاندان کا نمک پروردہ ہوکر شہزادہ کو خدانخواستہ
اپنے ہاتھہ سے قتل کرون اور اپنے ہاتھونکو اپنی آنکھہ سے اوسکے خون مین آلودہ
دیکھون اسی عرصہ مین ایک شخص بہبود خان نامی نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا
اور لوگونکو یہ جتلاتا کہ مین صوفی مرزا سے اپنی ذاتی عداوت کا انتقام لینا
چاہتا ہون اور درحقیقت عباس کے اشارہ سے شاہزادہ موصوف کو جسوقت
وہ بیچارہ دربار شاہی کو جاتا تھا خنجر سے ہلاک کر ڈالا اور شاہی اصطبل مین جا کر
پناہ لی یہ ایک قدیمی دستور وہانکا تھا کہ قاتل فرار ہوکر اصطبل شاہی مین پناہ
لیتا تھا تو وہ اپنے دشمنون کی آفت و شر سے بہ طرح محفوظ رہتا تھا
اور کوئی شخص اوس سے مزاحمت نکرنے پاتا تھا چنانچہ عباس نے اسی دستور کی
پابندی کو بہانہ قرار دیکر اوسکے قتل ... پیشی کی اور کہا کہ مین اس معاملہ

ہرگز دست اندازي نہين کرسکتا صوفي مرزا کا اور بہبود خان کا آپکا کچھہ باہم
قصہ قضیہ تھا اوسپر مجھے مطلقا اطلاع نہين اب اگر مين اوسکي حالت سے
تعرض کرتا ہون تو نہايت درجہ کي تحقيق و تفتيش درکار ہے ہان جب صوفي مرزا کا
لڑکا کسي قابل ہوجاويگا تو وہ خود اس سے اپنا انتقام لے ليگا چونکہ درحقيقت
عباس کو بہبود خان کي رعايت مد نظر تھي اور سردست اپني بدنامي کے لحاظ سے
اوس دلي ارادہ کا اظہار نامناسب جانتا تھا چند روز تک وہ بات درپردہ رہي
بعد اوسکے اوسکا ظہور اسطرح سے ہوا کہ عباس نے اوسکو اصطبل سے رہا کرکے اپنا
مقرب بنايا اور بہت جلد ترقي دي مگر يہ ترقي چند روزہ تھي آخرکار اوسنے کردار
اپني شامت اعمال سے ايسي سزا پائي کہ وہ سارا تقرب اوسکا خاک مين ملگيا اور
شہزادہ کے قتل کا پورا پورا انتقام حاصل ہوا يعني جبتک شاہ عباس کا جوش
وخروش بدستور باقي رہا تو اوسوقت تک بلاشبہ اوسکو شہزادہ صوفي کے
قتل ہوجانيکا چندان خيال دامنگير نہ تھا مگر جب وہ اپني حالت اصلي پر آيا اور
اسيقدر غصہ فرو ہوا تو اوسکو اگلا پچھلا ہوش آيا اور شہزادہ کے مارے جانيکا او

واضح ہوتا ہے کہ ان دونوں شہزادوں میں سے عباس نے خدابندہ نامی کو
بڑی اذیت اور تکلیف سے اندھا کیا یہ شہزادہ بھی اپنے بھائی کی مانند سخاوت
اور دانشمندی میں یکتای روزگار مشہور تھا مگر بادشاہ کی بدگمانی کے خیال سے
لوگوں سے میل جول اور اختلاط و صحبت بہت کم رکھتا تھا اور امرا کی مانند
خوشامدی لوگوں کی مصاحبت اور مجلس آرائی بہت کم پسند کرتا تھا یہانتک
کہ ایسے لوگونکی تعریف و توصیف آمیز باتونکو بھی جو درحقیقت وہ اونکا مستحق
ہوتا تھا اور اوسکی ذات میں موجود ہوتی تھیں کبھی نہ سنتا تھا بلکہ اون سے
کنارہ کشی اور یکسوئی چاہتا تھا مگر کیا کیجیے نیکی برباد گناہ لازم باوجود اس
اہتمام کے جسقدر اوسنے ان باتوں میں احتیاط کی اوسی قدر اوسکے
حق میں زیادہ مصیبتیں اور خرابیاں پیش آئیں شاہ عباس کو اوسکی طرف سے
بدگمانیاں پیدا ہوئیں اول اول اون بدگمانیونکا ثمرہ یہ ہوا کہ عباس نے
شہزادہ کے اتالیق کو قتل کروا ڈالا شہزادہ کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی
کہ اس قتل کی بنا صرف اتنی سی بات پر ہے کہ یہ شخص میرا دلی دوست اور رفیق تھا

تو اوسکو نہایت شاق گذرا اور دیوانہ وار دربا دشاہی کو شتابان ہوا جسوقت اوسنے اپنے غیظ و غضب کو عباس کے حضور مین ظاہر کیا تو یقیناً اوس جوش و خروش کی حالت مین اوسکی یہ کیفیت ہوئی کہ اپنی سلامتی کا مطلقاً اوسکو پاس و لحاظ نرہا اور دیرانہ تلوار کھینچ کر شاہ عباس پر دوڑا شاہ عباس نے یہ کیفیت ملاحظہ کر کے اول اول اوسکے قتل کا حکم دینا چاہا مگر انجام کار وہ اس سخت ارادہ سے باز رہا اور شہزادہ موصوف کو اندھا کر دیا شہزادہ کی جب یہ نوبت پہونچی کہ روز روشن اوسکو مثل شب تاریک کے نمایان ہونے لگا اور تمام عالم اوسکی نظر مین تیرہ و تار ہو گیا تو نہایت رنج و الم کی حالت مین مایوسانہ وہ اپنی اوقات بسر کرنے لگا اکثر اوقات جنون کی زیادتی مین دیوانونکی طرح خداوند تعالی کی نسبت کلمات شکایت گستاخانہ زبان پر لاتا تھا اور شب و روز اپنے دشمنونکے انتقام کے فکر مین رہتا تھا الغرض ساری عمر اوسکی ایسی ایسی باتون مین بسر ہوئی اوسکی ایک بیٹی تھی اوسکا نام فاطمہ تھا اور اوس سے چھوٹا ایک لڑکا تھا فاطمہ بڑی پیاری بیٹی تھی شاہ عباس اوسپر ہزار جان سے

عاشق تھا ہر وقت وہ اوسکو اپنے پاس رکھتا تھا کسی وقت علیحدہ نکرتا تھا اگر
اتفاق سے کبھی وہ سامنے سے علیحدہ ہوجاتی تھی تو عباس نہایت بیقرار ہوجاتا تھا
اس پیاری بیٹی کی باتین اپنے دیوانہ باپ کے لئے گویا اکسیر کا حکم رکھتی تھین
اکثر اوقات وہ اپنے جنون کی حالت مین اوسکی باتین دیکھ دیکھ کر تماشے
مین محو ہوجاتا تھا اور سارا جنون اور پریشانی بھول بھال کر اوسکی طرف
دیکھا کرتا تھا لیکن جیسے اسکی محبت اپنی بیٹی کے ساتھ بڑھی ہوئی تھی
ویسا ہی اوسکی دیوانگی بھی بڑھی ہوئی تھی چنانچہ اوسکا اثر یہ ہوا کہ اوسنے
یہ خیال کرلیا کہ میرے باپ کی خوشی کا دارمدار جو میرا جانی دشمن ہے صرف یہ
لڑکی ہے اور اسیکو وہ جی جان سے پیار کرتا ہے اسکا کام تمام کردون تاکہ اوسکو
دلی صدمہ پہونچے الغرض اوس وحشی نے ایکبار جبوقت وہ لڑکی اوسکی گود مین
کھیل رہی تھی موقع پاکر جان سے مار ڈالا اوسکی مان نے یہ حالت دیکھ کر
ایک نعرہ مارا اور کہا کہ اے ظالم تو میری بیٹی کو کیون مارتا ہے یہ
سنکر وہ وحشی اوسکی طرف دوڑا اور اپنے شیرخوار لڑکی کو بھی پکڑ کر چاہتا تھا

کہ کام اوسکا تمام کرے اوس کی مان نے فوراً جھپٹ کر اوسکو چھین لیا
اور اس ماجرہ کی خبر اوسی دم شاہ عباس کو پہونچائی اوس وقت
شاہ عباس کے رنج و الم کی حالت دیکھکر یہ وحشی شاہزادہ نہایت خوش و
خرم ہوا اور سوچا کہ بارے آج میں نے اپنے دشمن کو رنج پہونچایا مگر پیچھے شہزادہ کو
عباس کیطرف سے اپنی جان کا اندیشہ ہوا آخر کار زہر کھاکر مر گیا عباس کے
اخیر زمانہ مین ایسے ایسے جانکاہ صدمون کی وجہ سے جو کچھ رنج و الم اوسکو
پہونچا اوسکی برداشت نکر سکا اور نیز اون بیماریون کی شدت تکلیف سے
جو اوسکو اوس وقت مین عارض ہوئی تھین شہر فرح آباد واقع صوبہ مازندران مین
اس جہان فانی سے کنارہ کش ہوکر راہی عالم بقا ہوا

تینتالیس برس تک عباس نے ایران پر حکمرانی کی مورخ کی تحریر سے
اوس کے حلیہ کی کیفیت بخوبی واضح ہوتی ہے یعنی چہرہ اوسکا نہایت
خوبصورت اور خوشنما تھا ناک بلند تھی نظر تیز تھی لب اور قات ڈاڑھی نہین رکھتا تھا
مگر مونچھین بہت بڑی بڑی رکھتا تھا قد و قامت کسی قدر پست تھا

قوت اور زور کے لحاظ سے جسم اوسکا نہایت اچھا تھا اسیواسطے وہ اخیر عمر مین
طرح طرح کی تکلیفین اور مصیبتین جو سلطنتون مین حادث ہوتی رہتی ہین ٹبی
چستی اور چالاکی سے اوٹھاتا رہتا تھا اور سیر و شکار مین بھی ہمیشہ مصروف
رہتا تھا مگر مطلقاً خیال نکرتا تھا حالانکہ اس تحریر سے پہلے بہت کچھ باتین
شاہ عباس کی نسبت اوسکے خلاف شان مذکور ہو چکی ہین مگر قبل اسبات کے
کہ ہم کو اوسکے حالات سے پوری پوری وقفیت حاصل نہو جاوے اور اوسکے
تمام اخلاق حمیدہ اور صفات ذمیمہ کا اندازہ ہم نکرلین اوسوقت تک ہرگز ہمکو
یہ زیبا نہین کہ بے سوچے سمجھے اوسکی نسبت بری بھلی رای دینے لگین یہ سکی بی
اوسکی مشہور و معروف ہے کہ اوسنے سارے قدرتی علاقون اور رشتون کو
منقطع کردیا اور اوسکے عہد مین بے شمار کشت وخون کی وارداتین ہوئین
یعنی اوسنے بہت سے اپنے عزیز و اقارب کو بے دھڑک جان سے ہلاک
کرڈالا اور قرابت و یگانگت کا ہرگز پاس و لحاظ نکیا مگر ہم کہ سکتے ہین کہ خاص
ان باتون کی وجہ سے اگر سلطنت کے امن وامان مین کچھ ترقی نہ پیدا ہوتی

تو اس سے یہ بھی لازم نہین آتا کہ یہ ظلم خاص اورونکی حق تلفی کا باعث ہوا ہو اور
اورونکے حقمین بھی اس سے کسی قسم کا ہرج درپیش ہوا ہو یہ ممکن ہے کہ وہ اولوالعزم
بادشاہ اپنے بیٹے کا قاتل رعایا کی جان ومال اور ملک کی حفاظت اور بہبودی
کے لئے سرتاپا عدل وانصاف بھی ہو اس سے ہمکو یہ مقصود نہین کہ ہم اوسکے
عیبونکو چھپاتے ہون اور خوبیونکو ظاہر کرتے ہون بلکہ اس پیرایہ مین
ہمکو یہ بات ثابت کرنی منظور ہے کہ ایسی خود مختار حکومتون مین ایسی
وحشیانہ باتونکا ارتکاب اوسکے لوازمات سے ہے جیسے بیچارہ عباس سے سرزد
ہوئین ورنہ اگر اس سے قطع نظر کیجاوے تو ہم خیال کرسکتے ہین کہ اوس
سلطنت مین ملکی ترقی اور آباد کرنیکے لحاظ سے شاہ عباس کی برابر کوئی
لایق بادشاہ نہین ہوا اور وہی ہر طرح تحسین وآفرین کے لایق ہے دیکھو
اوسنے ایران مین ایسا امن وامان قایم کیا جو صدہا برس سے نہ تھا قوم اوزبک
کی غارتگری اور حملونکا اوسی سنے انسداد کیا جو ہر سال واقع ہوتے تھے ترکی
قوم کو اوسی سنے ایران سے باہر نکالا جو بعض صوبونپر عباس کی تخت نشینی کے

وقت قابض ومتصرف تھی لی شرعی قانون اوسی کی بدولت ملکی ومالی احکام
مین رائج تھے کوئی حکم بلا رعایت قانون کے صادر نہوتا تھا اگر کوئی شخص اپنے
آپ کو قانونی پابند نسمجھتا تھا تو اوسکو سزا دیجاتی تھی ملک گیری کا ہر قسم کا سامان
اوسکی سلطنت مین موجود و مہیا تھا بلکہ فن جنگ آوری مین وہ خود بھی یکتای روزگار
مشہور تھا مگر باوجود ان سب باتونکے اوسکی توجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت
کی ترقی اور آبادی کو ملک گیری سے نہایت افضل جانتا تھا بلکہ اوسکو اپنے
ذمہ واجبات سے شمار کرتا تھا چنانچہ پہلے بادشاہونکی نسبت ایران کی زراعت
وتجارت کی جانب اوسکی توجہ بدرجہا بڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور جو فکر اور
تدبیرین ان مقاصد کی تکمیل کے واسطے اوسکے عہد مین ظاہر ہوئین اونسے
اوسکا عالی ہمت اور فراخ حوصلہ ہونا صاف معلوم ہوتا ہے جابجا پل اور
کاروان سرای اور عجیب وغریب مکانات رفاہیت عام کے لئے اوسنے
تعمیر کرائے الغرض اوسکے شاہانہ فیاضی کے نقوش ایرانیون کے دل سے
ابتک محو نہین ہوئے زمانہ حال مین جب کسی سیاح کے گذرنیکا وہان اتفاق

ہوتا ہے اور قدیمی عمارات دیکھ کر وہ اونکے بانی کا نام دریافت کرتا ہے تو باشندگان
ایران بلاتامل یہی کہتے ہین کہ یہ عمارت شاہ عباس اعظم کی بنائی ہوئی ہے گو درحقیقت
وہ عباس کو اوسکا بانی مبانی نجانتے ہون مگر یہ بات اونکے ذہن مین جم گئی ہے
کہ ایران کی ہر ایک عمارت کا موجد شاہ عباس ہی تھا پس ایسے صاحب اقتدار اور
نیک نیت بادشاہ کی نسبت جسکا نام ونشان اب تک صفحۂ روزگار پر نیکی کے ساتھ باقی ہے کیسے
ظلم اور ناانصافی کا خیال کرین گو اوسنے اپنے عہد کے پچھلے ایام مین کسی مصلحت کے
لحاظ سے کوئی بات خلاف شان کے ہو مگر جب اوسکی عمدہ خصلتین خیال کیجاتی ہین تو
یکقلم اوسکی برائیان دل سے محو ہوجاتی ہین ایران کو ایسی عظمت اور ترقی کی حالت مین
اوسنے پہونچایا جو ایک عرصہ دراز سے ابتر حالت مین پڑا ہوا تھا ہم جانتے ہین کہ پچاس برس کی
عمر مین بھی ترقی ملک اور آبادی رعایا کی اوسکو منظور نظر رہی ایک نامی گرامی انصاف پسند
مورخ نے ایک تاریخی واقعہ کے بیان کرنے مین عباس کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اس
جلیل القدر بادشاہ کے مرتے ہی ایران کی ترقی اور عروج کا زمانہ ختم ہوگیا

تیرھوان باب

شاہ عباس اعظم کی وفات کے بعد افغانونکا ایران پر فتحیاب ہونا اور شاہ سلطان حسین کا تخت سلطنت سے کنارہ کشی کرنا

اگرچہ مختلف زمانون مین ایران کی سلطنت کو بڑی وسعت اور ترقی ہوئی مگر جیسی قوت اور رونق اوسنے شاہ عباس اعظم کے عہد مین پائی ایسی رونق غالباً کسی وقت مین نپائی ہوگی عباس اعظم اور نیز شاہان سابق کے تاریخی واقعات اکثر مورخون نے قلمبند کئے ہین لیکن کوئی مورخ ایسا نہین معلوم ہوتا جس نے عباس اعظم کی وفات کے بعد کے ملکی واقعات جمع کئے ہون اور باقی میری تحریر کا ماخذ وہ تاریخ ہے جسکا مصنف عباس ثانی کے عہد مین موجود تھا اور اوسنے اپنی تحریر کو بادشاہ مذکور کے وسط زمانہ تک ختم کیا ہے اور جو واقعات عباس

ثانی کے وسط زمانہ سے لیکر نادرشاہ کی تخت نشینی تک ظہور مین آئے اونکا مفصل حال ایران کے بہت کم تواریخ مین مندرج ہے اور اصل وجہ اوس زمانہ مین تاریخی سلسلہ کے منقطع ہوجانیکی یہ ہے کہ اس عرصہ مین سو برس کے قریب قریب کوئی ملکی واقعہ ایسا ظہور مین نہین آیا کہ قلمبند کرنیکے لایق ہوا اور تاریخ درحقیقت ایسے عجیب و غریب مجموعہ سے عبارت ہے جس مین بڑے بڑے واقعات ملکی درج ہون ورنہ کوئی وقت اور کوئی زمانہ حوادث سے خالی نہین ہوتا حالانکہ اس عرصہ مین ملکی واقعات سے ایران بالکل محفوظ و مامون رہا مگر اس امن و امان کا کوئی عمدہ نتیجہ ظاہر نہوا گو یہ بات تھی کہ شاہزادی اور تمام اراکین سلطنت اور بڑے بڑے نامآور عہدہ دار غیر ملکون کی لڑائیون کے خطرات سے محفوظ رہے مگر وہانکے چند کمزور حاکمون کے پنجہ ظلم مین ہمیشہ گرفتار رہے عامی لوگ ہر طرح مطمئن خاطر ہو کر اپنی اوقات بسر کرتے تھے کوئی اونکی حالت سے مزاحمت نکرتا تھا اگر اون حاکمون کے معرض عتاب و خطاب تھے تو بھی امرا لوگ تھے رفتہ رفتہ جتنا زور گھٹتا گیا اوتنا ہی اونکا ظلم کم ہوتا گیا جب یہان تک

وہ کم زور ہوگئے کہ غیر ملک والونسے محفوظ رہنے کی اونمین طاقت نہ باقی رہی
تو پہلے امن وامان کی قدر ومنزلت بالکل اونکی یاد سے جاتی رہی لیکن اس زمانہ
مین کوئی بڑا بھاری واقعہ ظہور مین نہین آیا اور نہ کوئی ایسا نامی گرامی شخص پیدا ہوا
جسکا ذکر مورخ لوگ اہتمام کے ساتھہ بیان کرتے جو شہرت اور ترقی ایرانکی سلطنت نے
سابق مین حاصل کی تھی وہ اس زمانہ مین اوسکے حق مین یقیناً بقا کا باعث ہوئی آخرکار
رفتہ رفتہ یہانتک زوال کی نوبت پہونچگئی کہ جو جو خرابیان اور خوفناک تباہیان
افغانونکی کارستانیونسے ایران مین پیدا ہوئین اونکو یہ سلطنت ہرگز دفع نکرسکی بلکہ
اونکے قبضہ تصرف مین آگئی پس اگر سلطنت کی ایسی ابتر حالت مین ایرانی مورخون نے
وہانکے واقعات کی تحریر سے پہلوتہی کی تو اونپر کوئی حرف عائد نہین ہوسکتا مگر
ہان یہ بات اطمینان کے قابل ہے کہ جس کام کو اونھون نے ناتمام چھوڑ دیا اوسکو
شاید غیر ملکوں کے مورخون نے اچھی طرح سے انجام دیا

شاہ عباس اعظم کی فیاضانہ تدبیر مملکت کے باعث سے صدہا فرنگی
ملک یورپ کے خاص اوسکی قلمرو مین آبا دتھے کوئی مقام عیسائیونکے

ملکون مین سے ایسا تھا کہ وہان کے ایلچی سوداگر یا سپاہی یا درباری اوسکے
دربار مین حاضر رہتے ہون متعصب نہونے کے سوای اصل وجہ عباس کی موافقت
کی ان لوگون سے یہ بھی تھی کہ وہ ترکون سے عداوت رکھتا تھا اور یورپ والے
بھی ترکون کے مخالف تھے اور نیز وہ اپنے ملک کی تجارت کو اور جنگی قواعد کو
ترقی دینا چاہتا تھا اور یہ بغیر ان لوگون کی تدبیر و اعانت کے متصور نتھی
چنانچہ اوسکی وفات کے بعد اوسکے جانشینون نے بھی اون لوگون سے
یہی طریقہ باہمی ربط و اتحاد کا جاری رکھا اگرچہ جانشین عباس کے سخت بد اطوار
اور ظالم تھے مگر یہ قدیمی دستور اونھون نے اپنے ہاتھ سے ندیا انکے زمانہ مین
بھی صدہا یورپین جو بعض علم و فنون کے لحاظ سے نہایت مشہور و معروف
تھے ایران مین آئے اونکی تصنیفات مین اوس زمانہ کے واقعات کی تاریخ
مفصل موجود ہے جسکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہین ہے کیونکہ ایسی خود مختار
حکومت کی واقعی حالت پر غور کرنا جو درحقیقت نہایت ابتر حالت مین تھی ایک عمدہ
نصیحت یاد دلاتا ہے اور اس تحریر سے انگریزی مورخ کا مقصد سوای اسکے

پہونچکر شا من کی وفات کے مشتہر ہونے سے پہلے اوسکو ایران کے تخت پر
بٹھادیا اسوقت مین عمر اوس شہزادہ کی سترہ برس کی تھی۔

اس شہزادہ نے شاہ صوفی اپنا لقب قرار دیا چودہ برس تک خوب اوسنے
حکمرانی کی بابت اوسکی یہ ہے کہ وہ ایک خودرای اور ظالم حاکم تھا ہمیشہ اوسکے
عہد مین ہرسال نئی نئی وحشیانہ وارداتین ظلم وستم کی پیش آتی تھین خاندان
شاہی کے تمام عالی نسب شہزادے اور وزرای سلطنت اور ذی رتبہ سپہ سالار
اوسکے عہد مین مارے گئے اور بہت لوگ بصارت سے محروم کردیے گئے اس قتل
مین بہت سی عورتین عالی خاندان شامل تھین امام قلی خان سپہ سالار کو بھی مع اوسکے
خاندان کے اس سنگدل بادشاہ نے نہایت بے رحمی سے قتل کیا اوسکا قتل
اسطرح ہوا کہ جسوقت شاہ صوفی نے اوسکو اپنے دربار مین طلب کیا تو لوگون نے
اوس سے کہا کہ اس ظالم بادشاہ کے دربار مین نجاو دیکھو تمھارے حق مین اچھا نہوگا
مگر اوسنے کسی کے روک ٹوک کا مطلقا خیال نکیا اور جیمین سوچا کہ جو شخص ہمیشہ سے
ایک خاندان کا خیرخواہ اور وفادار رہا ہو اور ساری عمر اوسنے اپنے اوس خاندان کی

رفاقت مین بسر کی ہو تو اوسکو کیونکر اوس خاندان سے کسی قسم کی مضرت کا
اندیشہ رکھنا چاہیئے چنانچہ وہ یون اپنے دل کو سمجھا کر دربار مین گیا مگر افسوس
وہان جاتے ہی جان سے مارا گیا بلکہ اوسکا سارا خاندان اوسکے اوس خیال سے
قتل کیا گیا کہ مبادا وہ اوسکے قتل کا انتقام لے امام قلیخان سردار اللہ وردی بیگ کا
بیٹا تھا چنانچہ شاہ عباس کا مشہور و معروف سپہ سالار تھا یہ شہرت مین کچھ
اپنے باپ سے کم نتھا اپنے زمانہ مین اوسنے بڑے بڑے کارنمایان کئے صوبہ لارسی
بہادر نے فتح کیا اور انگلستانیون کی حمایت سے بندرگاہ ارمس کو بھی پرتگال
والون سے اسی نے لیا شاہ عباس نے کئی سال تک ایران کے چھوٹے حصہ کی
ترقی دینے اور آباد کرنے پر اوسکو مامور کیا تھا اوسنے ایک وقت مین شاہ
موصوف کی مدد سے ایک مدرسہ عظم قایم کیا اور نیز صوبہ فارس مین چند کاروان
سرای اور پل بنوائے غرضکہ ایسی ہی ایسی فیاضی اور عالی ہمتی کے آثار امام قلیخان
کی نیک نیتی سے ظہور مین آئی کیونکہ ایسے ایسے مصارف مین وہ شاہ عباس سے
کچھ کم نتھا بلکہ اوسکے مصارف کی زیادتی اور فیاضی کا اندازہ اوس بات سے

بخوبی قیاس کیا جا سکتا ہے جو ایکبار شاہ عباس نے صرف کرنیکے باب مین اوس سے کہی تھی یعنی ای امام قلیخان مین تجھہ سے یہ درخواست کرتا ہون کہ اپنے روزانہ صرف مین سے ایک رقم کم خرچ کیا کرتا کہ میرے اور تیرے صرف مین نام ہی کے لئے تفاوت ہو جاوے لیکن معلوم ہوا کہ آخر کار وہ ایسی ایسی فیاضیون سے تباہ ہو گیا

شاہ عباس کے مرنے سے اوزبکونکو سلطنت ایران پر یورش کرنیکی جرأت اور زیادہ ہوئی چنانچہ صوبہ خراسان پر اونھون نے حملہ کیا مگر ایرانی فوج نے جو اوس عرصہ مین وہان مقیم تھی اول ہی حملہ مین اونکو شکست دیکر پسپا کر دیا اسکے بعد اوزبکون نے قندھار پر حملہ کرکے اوسکو اپنے قبضہ مین کر لیا شاہ صوفی کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوس نے وہانکے حاکم کو فوراً اپنے روبرو طلب کیا وہ اپنی طلبی سنکر نہایت ہراسان و پریشان ہوا اور قلعہ کو شاہنشاہ ہندوستان کے سپاہیونکے حوالہ کرکے جو اوس زمانہ مین وہان اقامت گزین تھے دہلی کو فرار ہو گیا اور وہان پہونچکر شاہی دربار مین

پناہ لی ترکون کو بھی اس عرصہ مین سفر الحملہ ایران کی ابتر حالت دیکھکر حملہ آوری کی جرأت ہوئی اول مرتبہ وہ اپنے ارادہ مین ناکام رہے لیکن دوسرے حملہ مین بغداد پر اونھون نے قبضہ کرکے پوری پوری کامیابی حاصل کی ان واقعات کے بعد ترکونکا بادشاہ مراد نامی فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر بڑی دھوم دھام سے صوبہ آذربیجان پر حملہ آور ہوا چنانچہ اس لڑائی مین شہر طبریز پر اوسنے قبضہ کیا اتنے مین موسم سرما قریب آپہونچا اور رسد وغیرہ کی آمدنی مین قلت واقع ہوئی تو ایرانی فوج نے ترکونکو بہت تنگ کیا اور بضرورت اونکو قسطنطنیہ واپس جانا پڑا اسکے بعد شاہ صوفی مرزا کو گیلان مین ایک لڑائی درپیش ہوئی عرصہ دراز تک اوسنے شہر اریوان کا محاصرہ کیا انجام کار اریوان اوسکے قبضہ مین آگیا خوشامدی مورخ اس موقع پر لکھتے ہین کہ صوفی مرزا نے اس محاصرہ مین بڑی دلاوری اور شجاعت ظاہر کی مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ اوسکو اریوان پر حملہ آوری مقصود نتھی یہانتک اس لڑائی مین وہ پختہ اور ثابت قدم رہا کہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوگیا لیکن وزراء سلطنت اور اپنی بیگمات کی منت و سماجت سے وہ

اس ارادہ سے باز رہا حسن اتفاق سے بلا محنت و جانفشانی کے اس لڑائی مین جب
اوسکو فتح و ظفر نصیب ہوئی تو لوگونکو عجیب خیال پیدا ہوا کہ شاہ صوفی بڑا
کم ہمت اور پست حوصلہ ہے کیونکہ اگر وہ عالی ہمت اور جوانمرد ہوتا تو اس فتح
مین بڑی سرگرمی کے ساتھ سعی و جانفشانی کرتا

جن ایرانی مورخون نے اس بادشاہ کے حالات قلمبند کئے ہین جہانتک
اونسے ہوسکا ہے اونھون نے اوسکی خوبیونکو نہایت مبالغہ کے ساتھ تحریر
کیا ہے اور اوسکی برائیونکو بالکل اوڑا دیا ہے چنانچہ ایک نجومی مورخ نے جو
اوسکے زمانہ مین موجود تھا چند سردارونکے قتل کو اس عنوان سے بیان کیا ہے
کہ ان مقتولونکے زائچہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ اون بیچارونکے حق مین اچھا
نہین اگر اس زمانہ مین صوفی مرزا کی جگہ کوئی اور بادشاہ وقت ہوتا تو بھی
یہ لوگ مارے جاتے لہذا قتل کے گناہ سے صوفی مرزا بالکل بری ہے
دوسرے مقام پر مورخ مذکور لکھتا ہے کہ ایک روز صوفی مرزا جس زمانہ مین
وہ صوبہ آذربیجان مین کوہ سہند کے قریب خیمہ زن تھا اور مچھلیون کا

شکار کھیل رہا تھا چنانچہ اوسوقت اوسنے پانسو مچھلیون کا شکار کیا پس اوس دن چند
سردار جو مقرب خاص شکار مین شریک تھے اونکو اوسنے نہایت بیش بہا
اور گران قیمت خلعتین عنایت فرمائین تو باوجود ایسی مہربانیون اور عنایتون کے
چونکہ یہ لوگ سخت بدنصیب تھے اور اوسوقت اونکا ستارہ پستی مین واقع تھا
ان مہربانیون کا کوئی عمدہ اثر اونکے حق مین مترتب نہوا بلکہ چند روز بعد شراب
خواری کی علت مین جو نہایت خفیف معاملہ تھا صوفی مرزا نے بے دھڑک اونکو
قتل کروا ڈالا مگر ہم انصاف ہاتھہ سے نہین دیتے اور نہایت خوشی کے
ساتھہ صوفی مرزا کے اوس عمدہ کام کو بیان کرتے ہین جو فی الواقع تعریف
کے لائق ہے یعنی اوسنے قریب تین سو آدمیونکے اونکو اپنے اپنے گھر با آرام تمام
پہونچایا جو اصل باشندے آرمینیا کے تھے اور صرف اون سات ہزار آدمیون
سے یہان تنہا باقی رہگئے تھے جنکو شاہ عباس نے ایک زمانہ مین مقام اشرف
واقع مازندران مین آباد کیا تھا

جس سال مین چارڈن صاحب نے ایران کی حکومت کا حال

لکھا ہے اوس مین صاحب موصوف نے صوفی مرزا کی بیرحمیونکو عمدہ عمدہ
مصلحتون پر مبنی کیا ہے لکھا ہے کہ بڑے سردارون اور نامآور لوگونکے
قتل کرنے سے اوسنے اوس کام کو انجام کو پہونچایا جسکو عباس نے
شروع کیا تھا نامی نامی سردارونکے قتل وقتال سے عباس نے یہ سمجھکر ابتدا
اوٹھائی تھی کہ جو مفسد اور شریر سردار ہین اونکے مارےجانے سے اس خود مختار
سلطنت مین امن و امان پیدا ہوگا اور جو کچھ بد انتظامی ملک مین پھیل رہی ہے
وہ سب یکقلم رفع ہوجاویگی چنانچہ صوفی مرزا نے اپنے دادا کے اس ارادہ
کو بخوبی ترقی دی اور نیز یہہ بھی اون دونونکی خواہش تھی کہ قیدی
اور غلام بڑے بڑے عہدون پر مامور کئے جاوین تاکہ ان سرکش اور مفسد
سردارونکی ہمتین اور حوصلے پست ہوجاوین اور آیندہ پھر کسی قسم کی
خرابیان نہ پھیلانے پاوین سو ایسی تحریر کو عباس کی نسبت ہرگز ہم نہین
تسلیم کرتے کیونکہ وہ بڑا لایق بادشاہ تہا یہہ تحریر بالکل اوسکے اوصاف کے
منافی ہے اوسکے زمانہ مین اگرچہ طرز انتظام مین بہت تغیر و تبدل واقع ہوا

لیکن کبھی اوسنے کسیکو بلا سبب ایذا نہین پہونچائی اور اپنی منفعت کی غرض سے کسیکو
کسی قسم کی تکلیف نہین دی ایران کے مفسد اور سرکش سردارون کی حالت کی
اصلاح البتہ اوسکو ہمیشہ منظور نظر رہی اکثر اوقات وہ اونکی حفاظت و اعانت مین
مصروف رہتا تھا بلکہ اپنی سلطنت کا اونکو مددگار اور حامی سمجھتا تھا الغرض جیسا
رعایا کے ساتھہ اوسکا برتاو تھا ویسا ہی اون لوگونکے ساتھہ تھا کوئی ذاتی خصومت
علی الخصوص اونکے ساتھہ اوسکو نتھی اور یہ اوسکے دلاور اور ذی اقبال ہونے کی
علامت تھی کہ مفسد اور سرکش لوگ اوسکے ساتھہ سرکشی نکرنے پاتے تھے اور خوشامد
پیش آتے تھے اور مجبور ہوکر رفیق بنجاتے تھے بخلاف اوسکے پوتے کے کہ اسکی
ساری باتین کم حوصلون اور پست ہمتونکی طرح ادنی ادنی نفع اور غرض پر مشتمل
ہوتی تھین اور اسیوجہہ سے جو کچھہ وہ کرتا تھا وہ سب اوسکی حماقت اور خودرائی
اور رشک حسد پر محمول ہوتا تھا مگر ہان اپنی سختی ظلم و ستم کی بدولت حکمرانی
اوسنے چندروز تک نہایت آسایش اور امن و امان کے ساتھہ کی لوگون کا
یہ حال تھا کہ جسقدر اوسکے ساتھہ مخالفت اور دشمنی رکھتے تھے اوسی قدر اوس سے

خائف وترسان رہتے تھے اور اصل وجہ اوسکی ذی توقیر ہونی اور ہر طرح سے

فتنہ و فساد سے محفوظ رہنے کی یہ تھی کہ لوگ اوسکو عالیخاندان سمجھکر بظاہر

تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اوسکے ظلم و تعدی کیجانب کم التفات کرتے تھے صوفی مرزا نے

مقام کشن مین وفات پائی اور کوم راہ مین دفن کیا گیا مورخ کے بیان سے واضح ہوتا ہے

کہ اوسکے چہرہ سے ایک قسم کی فرحت اور شگفتگی نمایان ہوتی تھی ظاہری آثار

اوسکی عمدہ خلقت اور طینت پر بخوبی شاہد تھے مگر باوجود اسباب کے ملقین خاندانی

اون خلقی باتون پر ایسی غالب آئی کہ ساری ذاتی او فطرتی خوبیان اوسکی یکقلم

ناشایستہ اطوار سے بدل گئین اور یہ بات ظاہر ہے کہ بچونکے حقمین تعلیم ابتداء عمر کی

یہانتک اثر پذیر اور کارگر ہوتی ہے کہ جس طرز اور طور کی تعلیم اونکو دیجاتی ہے

اوسی قسم کے آثار اونکی آیندہ حالت پر مترتب ہوتے ہین پس صوفی مرزا کے بشرہ سے

اگرچہ یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ اوسکی خلقت مین من جانب اللہ لیاقت اور نکوئی

سرشتہ ہے مگر تعلیم و تلقین اوسپر ایسی غالب ہوئی کہ ساری ذاتی خوبیان چھپ گئین

یعنی سابق مین شاہ عباس کے زمانہ تک یہ دستور جاری رہا کہ ایرانی شہزادونکو

فن سپہگری مین بخوبی تعلیم و تلقین دیجاتی تھی شاہ عباس نے اپنے زمانہ مین اس تعلیم
مروجہ کے جب ایسے آثار مشاہدہ کئے جو اوسکے حق مین خطرہ کا باعث تھے کیونکہ ہر ایک
شہزادہ خاندانی ایسی ہی تعلیم کی بدولت اس قابل ہوتا تھا کہ اپنے آپ کو سلطنت کا
مستحق سمجھے تو ایسی فکر کی کہ وہ تعلیم بالکل موقوف ہو گئی چنانچہ شاہ عباس کے
بیٹونکے انتقال کے بعد یہ دستور جاری ہوا کہ خاندان صوفیہ کی شہزادی حرم سرائے سلاطین
مقید رہنے لگے اور سواے خواجہ سراؤن اور عورتون کے کسیکو اس امر کی اجازت
نہوتی تھی کہ اونکی ہمنشینی و مصاحبت اختیار کر سکے پس ایسے ایسے شہزادے جنکی
قابلیت اور استعداد اول ہی سے اس طریقہ سے سنواریجاوے تو بھلا وہ کیونکر
سلطنت کے بڑے بھاری کام کو برداشت کر سکینگے اونکی ناواقفیت اور ناتجربہ کاری ہی
اسباب کو چاہتی تھی کہ سواے اپنی خواہش نفسانی کے پورا کرنیکے کسی طرف متوجہ نہون
صوفی مرزا نے ناواقفیت کی جہت سے اپنی آپ کو اس قابل نپایا کہ سلطنت کے
کام کو بخوبی انجام دیسکے تو اوسنے سب کاروبار سلطنت کا وزیر پر چھوڑ دیا اور خود
عیاشی مین مصروف ہو گیا اور ہر ایک کو تکلیف اور ایذا پہونچانی اور [illegible] پسند کرنا

لوگونکو مارنا پیٹنا اختیار کیا اور یہ بھی اوسکی عقل کی خوبی تھی کہ جسطرح وزرا اوسکے
اشارہ سے لوگونکے قتل و قتال پر آمادہ ہوجاتا تھا اوسیطرح جب کبھی وزیر ونکے
مخالف و دشمن مخبری کرتے تھے یا اونکی طرف سے اوسکے دلمین شبہ ڈالدیتے تھے تو بے
سوچے سمجھے اون وزرا کے قتل پر آمادہ ہوجاتا تھا الغرض اوسکی سب باتین ایسی ہی
جہالت اور بیوقوفی کی تھین

اوسکے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا عباس ثانی جو اسی لقب سے معروف و
مشہور ہے نو برس کی عمر مین جانشین اوسکا ہوا یہ شہزادہ بالکل اپنے
وزرا کی رای کا پیرو اور تابع تھا یہ لوگ نہایت دیندار اور تقوی شعار تھے چنانچہ
ملک کے انتظام و بندوبست مین دینداری کی حیثیت سے غالبا ان لوگون کی
ہمت زیادہ تر متوجہ اور مصروف رہتی تھی جو لوگ بالطبع ان باتونکی طرف مائل
و راغب نتھے وہ ان وزیرونکے خوف سے بضرورت ریاکاری اور ظاہری دینداری کی
مجبور کئے گئے تھے رفتہ رفتہ دار السلطنت ایران مین یہانتک ان باتونکا چرچا ہوا
کہ سوای نماز روزہ کے تذکرہ کے اور باتین نامشروع سمجھی جاتی تھین نتیجہ انکا

قطعاً ممانعت تھی بلکہ جو عہدہ دار شراب خوار تھے وہ اس جرم مین معزول کر دئے گئے
اور یہ امر قرار پایا کہ جو لوگ بڑے بڑے عہدونکے امیدوار ہون اونکو چاہئے کہ اپنی ظاہری
حالت درست کرین اور قانون شریعت کے پابند ہین ورنہ اونکی یہ توقع ہرگز قابل التفات
نسمجھی جاویگی ایک مورخ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مقام اریوان واقع آرمینیا کے
باشندے علی الخصوص عیسائی نہایت درجہ کے شرابخوار اور فسق و فجور مین گرفتار تھے
بادشاہ نے جب وہانکے نظم و نسق کے واسطے ایک سچے دیندار تقوی شعار حاکم کو تجویز
کیا تاکہ وہان جا کر بخوبی ان باتونکا بندوبست کرے تو وہانکے باشندونے بادشاہ کے
حضور مین اس مضمون کی ایک درخواست گزرانی کہ یہ شخص مذہبی معاملات مین سخت
متعصب ہے ہم یقیناً جانتے ہین کہ ہمارے ساتھہ نہایت تشدد اور سختی سے پیش
آئیگا پس امید کہ ایسا آدمی یہانکے انتظام کے واسطے تسلط فرمایا جاوے چنانچہ
بادشاہ کو اوسکے مشیرون اور صلاح کارونے اس عرضی پر توجہ فرمانے کی رائے دی
اور اوسنے منظور کر لیا یعنی اوسنے کہا کہ اریوان کے شرابخوار آدمی نہایت نالائق ہین
وہ ہرگز قابل نہین کہ ایسا حاکم دیندار اونکے شہر کا حکمران بنایا جاوے

اور اونپر حکومت کرے پس اب مین اوسکے حسب دلخواہ ایسا ہی شخص وہانکے لئے تجویز

کرتا ہون جو اوسکے موافق مرضی کے ہو اور وہ بدل اوس سے رضامند ہون

ابتداء عمر مین عباس ثانی بالکل وزیر دسکے قبضہ اختیار مین تھا اوس وقت تک

دربار شاہی مین کسی قسم کا اختلاف نہ واقع ہوا جب وہ سن تمیز کو پہونچا اور اوسکی آزادی کا

زمانہ آیا تو اوسنے بالکل کاروبار سلطنت کے اپنے قبضہ اختیار مین سلئے اور سب پہلے

طریقون اور قاعدون کو اپنی رای کے موافق یکقلم بدل دیا بلکہ بعض بعض امور مین ایسی

ایسی بیاد بیان اوس سے ظہور مین آئین کہ اوسکے سبب سے رسوا اور بدنام ہوگیا یہ دستور

کی بات ہے کہ جو شخص اول اول اپنے مقاصد کے پورا کرنے مین کسی دوسرے کا

پابند ہوتا ہے اور اوسکو کسی قسم کی قدرت حاصل نہین ہوتی تو اون مقاصد کے

پورا ہوجانے کی ہوس و آرزو اوسکے جی مین بڑہتی رہتی ہے پھر جس وقت اوسکو

کسیقدر قدرت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ آرزؤنکے پورا کرنے مین بے اختیار

ہوکر مصروف ہوجاتا ہے پس ہم عباس ثانی کے حال کو بھی ایسا ہی پاتے ہین

کہ ابتدا ابتدا مین وہ صغر سنی کی وجہ سے ارکین سلطنت اور وزرار کی رای کا

مطیع و منقاد رہا جب سن تمیز کو پہونچا اور کسی قابل ہوا تو کل اختیارات سلطنت
اوسنے اپنے ہاتھہ لئے اور اپنی رای کا تابع بن بیٹھا شراب خواری کے نشہ مین چور
رہتا تھا سو انشہ کی حالت سے کے ایسا بہت کم اتفاق ہوا کہ اوسنے دانستہ کسیکو تکلیف
یا ایذا پہونچائی ہو لیکن اوس حالت خاص مین بلاشک اوسکی شان انصاف کے
خلاف جسکا ظہور اوسکی ذات مین قدرتی قانون سے علاوہ رکھتا تھا بہت سی
نئی نئی باتین وقوع مین آئین عام یورپین خواہ وہ مسافر یا مقیم ہون یا بازاری پیشہ ور
یا پادری وغیرہ ہون جنکو عموماً بادشاہی دعوتونکے جلسونمین شریک ہونیکی اجازت
ہوتی تھی اونھون نے اس شرابخوار بادشاہ کی تلون مزاجی کی کیفیت اس طرح سے
بیان کی ہے کہ خواہ مخواہ اوسکے دیکھنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور اس
بیان سے کہ وہ شرابخوار نشہ کی حالت مین جو ہمیشہ اوسپر طاری رہتی تھی اپنے
غلامو نسے نہایت سختی اور تشدد کے ساتھہ کام لیتا تھا اس امر کا ثبوت کامل
ہوتا ہے کہ خلقت انسانی باوجود شرافت ذاتی کے ادنی درجہ کی کم رتبہ چیز ہے
ایک ایرانی مورخ کا بیان ہے کہ ان جلسونمین باہم دل لگی اور چھیڑ چھاڑ بہت

ہوا کرتی تھی اور ارباب جلسہ کی اون باتون پر جوش کی حالت مین اونسے سرزد ہوتی
تھین عباس قہقہہ اوڑایا کرتا تھا ایکبار اوسنے اسی جلسہ مین لوگونکی طرف متوجہ ہوکر کہا
کہ مینے ہندوستان کو ایک ایلچی بھیجا ہے اوسے گئے ہوے ایک عرصہ ہوا مین یقین کرتا ہون
کہ وہ اب ہرگز واپس نہ آویگا اتفاقاً اوس جلسہ مین ایک مفتی صاحب کے صاحبزادے
بھی موجود تھے اونھون نے یہ سنکر آواز بلند کہا کہ حضرت اوسکا انتظار کرنا مناسب ہے
جب تک وہ لوٹے تب تک ہم سب لوگونکو یہان ٹھیر کر باتفاق اوسکا منتظر
رہنا چاہئے پس یہ بات اگرچہ درحقیقت لغو اور بیہودہ تھی اور اوس مفتی زادہ نے
تمسخر کی راہ سے کہی تھی مگر بادشاہ سلامت اوسحالت مین ایسے بیخود اور محو تھے
کہ یہ بات سنکر نہایت خوش ہوئے اور اوسکو اپنے جلسہ کی رونق کا باعث سمجھے
یہ جلسے رنگ برنگ کے ہوتے تھے ہمیشہ مختلف صورتون مین انکا ظہور ہوتا تھا جو سردار
بادشاہی مقرب اس شرابخواری کی علت مین گرفتار تھے اور اول درجہ کے عیاش
شمار کئے جاتے تھے تو وہ اون جلسون سے حتی الامکان کنارہ کش رہتے تھے کیونکہ وہ
بادشاہ کی عادتون سے بخوبی واقف تھے کہ جب کبھی وہ اونکو اپنے جلسہ مین بلا کر باصرار تمام

شراب پلادیتا تھا اور اتفاقا اوس سے اوس حالت مین کوئی بات خلاف تہذیب ظہور مین آتی تھی تو اونکو تکلیف پہونچاتا تھا اور بے قصور اونکو سزا دینے پر آمادہ ہوجاتا تھا

چند روز بعد عباس ثانی نے قندھار کو مسخر کرلیا جو ایک زمانہ مین اوسکے باپ کے قبضہ تصرف سے نکل گیا تھا چونکہ یہ فتح اوسکو سولہ برس کی عمر مین نصیب ہوئی اسلئے اکثر اوقات وہ یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اس فتح کے نصیب ہونے سے بڑا افتخار حاصل ہے اس مہم کی کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وزرا اوسکے نہایت متقی اور پارسا تھے یعنی جو لوگ اس کام کے لئے کاربرداز قرار دیئے گئے کہ فوج کے واسطے رسد وغیرہ جمع کرنیکا اہتمام اپنے ذمہ لین تو اون کے واسطے وزرا کی جانب سے یہ تاکیدی حکم تھا کہ جو چیز رسد کے لئے خریدین اوسکی قیمت پوری پوری ادا کرین اور سلنے دینے مین ہرگز جبر و تعدی نکرین جہان تک ہوسکے ایمانداری اور دیانتداری عمل مین لاوین دربار کے تمام آدمی ان وزرا کی پارسائی اور دیانت سے بدرجہ کمال خوشنود اور رضامند تھے شاہجہان بادشاہ

ہند نے بھی قندھار کے لینے کا دوبارہ ارادہ کیا تھا چنانچہ اوسنے اس ارادہ
مین نہایت کوشش کی مگر ناکام رہا زبدۃ التواریخ کا مصنف جو اوس زمانہ مین
خاص قندھار کے قلعہ مین عہدہ حجابت ونجمی پر مامور تھا اوسنے ہندستانی
فوج کی حملہ آوری اور شکست کو تفصیل بیان کیا ہے ایک موقع پر وہ لکھتا ہے
کہ یہ میرا ہی کام تھا کہ مینے ایران کے سپہ سالار کو دسیسے منحوس وقت مین جبکہ
مریخ ستارہ جنوب مین تھا ایک جرنیلی حملہ سے باز رکھا ورنہ اوس وقت سپہ سالار ایران
بیشک شکست کھاتا اور ناکام رہجاتا

عباس ثانی کے عہد مین قوم اوزبک مین باہم بڑی مخالفت اور
نا اتفاقی پیدا ہوئی چنانچہ اسی وجہ سے ایک سرداروں مین کا ایران مین
بھاگ آیا اور یہان آکر اوسنے پناہ چاہی عباس ثانی نہایت تپاک سے اوسکے
ساتھ پیش آیا مقام کشن سے لیکر خاص دار السلطنت تک پندرہ ہزار گھوڑے اوسکے
جلوس کے واسطے اوسنے روانہ کئے جب وہ دار السلطنت کے قریب پہونچا تو بادشاہ
معہ اپنے تمام سرداروں اور ارکین سلطنت کے سات میل تک اوسکے استقبال کے واسطے

کیا تمام سڑک پر ریشمین کپڑے کا عمدہ فرش بچھایا گیا اوسپر حضرت شاہ عباس اور
وہ سردار گھوڑونپر سوار ہو کر آئے اور اصفہان مین داخل ہوئے جبتک
یہ سردار سلطنت ایران مین رہا تب تک وہی خاطر و مدارات اوسکے عمل مین آئی
اسی عرصہ مین ایک اور سردار نادر محمد نامی نے جو شاہجہان بادشاہ ہند کے مقابلہ
مین بلخ کو چھوڑ چھاڑ کر ایران مین چلا آیا شاہ عباس سے پناہ چاہی اوسنے
پہلے سے بھی زیادہ تر اوسکی آؤبھگت کی یہانتک کہ خراسان سے ایک فوج
طلب فرما کر اوسکے ہمراہ کی تاکہ شاہجہان کے مقابلہ مین وہ اوسکی یاور و مددگار
ہو آخر کار بغیر لڑے لڑائے وہ بلخ پر قابض بنگیا انقلاب زمانہ کے موافق پھر بھی
اتفاق ہوا کہ نادر محمد کو دوبارہ شاہ عباس سے پناہ لینے کی ضرورت درپیش ہوئی
چنانچہ شاہ عباس نہایت نوازش و مہربانی سے اوسکے ساتھہ پیش آیا اور پھر
وہی خاطر و مدارات کی چند روز کے بعد نادر محمد نے ایران مین انتقال کیا اور
یہ وصیت کر مرا کہ میری نعش مشہد مین دفن کیجیو ویسے ہی شاہ عباس نے اس
وصیت پر عمل کیا اور کفن دفن اوسکا نہایت اہتمام سے کیا اور دفن کے وقت

بہت سا روپیہ للہ مساکین وغربا کو خیرات کیا اور جو کچھ مال و اسباب نقد و
اوسکے پاس موجود تھا جو غالباً ایک لاکھہ تومان سے زیادہ تھا وہ سب اوسنے
اوسکے بیٹے کے پاس پہونچادیا اوسکا بیٹا عبد العزیز نامی عباس کی یہ شاہانہ
ہمت اور حوصلہ دیکھکر بدل وجان ممنون و مشکور اوسکا ہوا اور دلی دوست
بنگیا جیسا کہ عباس کو بھی اوسکی رفاقت اور دوستی مد نظر تھی

عباس ثانی کے عہد مین کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ باہم ایرانیون کی کسی
قسم کی ناچاقی پیدا ہوئی ہو اور یہ بادشاہ وقت کی خوش اقبالی کی علامت ہے
اوسکے عہد مین رعایا آپسمین صلح اور آشتی کے ساتھہ رہی اور کبھی کوئی فساد و جھگڑا
کھڑا نکرے ہم جانتے ہین کہ شاہنشاہ قسطنطنیہ اور شاہ عباس مین باہم بہت کم راہ و رسم
تھی البتہ ایکبار شاہنشاہ قسطنطنیہ کے ایلچی ایران مین صرف اس مقصد سے تو آئے
تھے کہ یہان سے ایک ہاتھی بہم پہونچا کر اپنے بادشاہ کے حضور مین لیجاوین پس معلوم
ہوتا ہے کہ ان دونو سلطنتون مین بہت کم ایسے معاملات درپیش ہوئے کہ اونکے
حیلہ سے کبھی خط و کتابت کی رسم بھی طرفین سے جاری رہی ہو

عباس ثانی اسبات پر بڑا نازان تھا کہ یورپ کی تمام قومون کے
اور نیز ہندوستان اور تاتار اور جابجا دور دراز ملکون کے ایلچی اوسکے دربار مین
حاضر رہتے تھے اور چونکہ وہ غیر ملک والون کے ساتھ نہایت شفقت و مہربانی سے
پیش آتا تھا اسیواسطے بہت لوگ دور دور کے اوسکے عہد مین ایران مین آکر آباد ہوگئے
اور نہایت چین چان امن امان سے اپنی اوقات بسر کرتے رہے جو سلوک
اوسنے ایکوقت مین طہمورث خان نامی والی جارجیا کے ساتھ کیا اوسکے دیکھنے سے
اوسکی شاہانہ عالی ہمتی اور رحم دلی کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے یعنی طہمورث خان
اپنے حین حیات ہمیشہ عباس ثانی کا مخالف رہا آخرکار شاہی سپہ سالار نے
اوسکو گرفتار کرکے جب حضور مین پیش کیا تو عباس نے سوای عفو تقصیر کے اور
ایسی ایسی عنایتون سے اوسکو مالا مال کردیا کہ تا بزیست وہ اوسکا ممنون منت رہا
اور ایک بڑا بھاری احسان اوسکے ساتھ یہ کیا کہ اوسکے پوتے کو جو شہنشاہ
روس کے یہان قید تھا یا بطور ضمانت کے کسیکا کفیل بنکر وہان رہتا تھا
رہا کرا دیا *

اس بادشاہ نے قریب پچیس برس کی حکومت کی اور چونتیس برس کی
عمر مین وفات پائی بعض مورخین کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ کثرت مے خواری سے
شاہ عباس کے حلق مین ایک قسم کی سوزش پیدا ہوئی تھی کہ رفتہ رفتہ وہی اوسکی
ہلاکت کا باعث ہوئی اور بعض کی تحریر ہے کہ آخر وقت مین وہ ایسے ایک واہیات
مرض مین مبتلا ہوا کہ جسکے نتیجے اوسکے حق مین اچھے نہ تھے اور تذکرہ اوسکا ناقابل
بیان بلکہ لایق نفرت ہے الغرض یہ سب آثار شراب خواری کے تھے ہرچند کہ وہ سب طرح
اچھا تھا کوئی بات اوس مین خلاف عدل و دیانت نہ تھی اور کسیطرح کی شکایت
نہ تھی لیکن اکثر اوقات نشہ کی حالت مین بہت سی ایسی ایسی ناانصافیان اور
بے اعتدالیان اوس سے صادر ہوتی تھین کہ وہ اوسکی شان عدل و انصاف کے
بالکل نامناسب شمار کیجاتی تھین مگر یہ نہایت عمدہ بات تھی کہ ان خرابیون کا خطرہ
صرف خاص خاص لوگون یعنی دربار والون ہی پر محدود تھا عام لوگ ان خطرات
سے بالکل محفوظ و مامون رہتے تھے اور وہ اوسکی عدالت اور فیاضانہ رحمدلی کے
تہ دل سے شکرگزار تھے فی الجملہ اگر اوسکو سختی گوارا تھی تو سرکاری ملازمون اور

عہدہ داروںکے حقمین گوارا تھی ورنہ غریب رعایا کے حق مین وہ نہایت درجہ کا عادل اور انصاف پسند بادشاہ تھا مذہب کے مقدمہ مین اوسکا حال بعینہ اوسکے دادا کا سا تھا مذہبی تعصب کو دل سے برا جانتا تھا کسی مخالف مذہب کے ساتھہ کبھی سختی سے پیش نہ آتا تھا خصوصا عیسائیون پر نہایت شفقت و مہربانی کرتا تھا اور اونسے اکثر میل جول رکھتا تھا بلکہ یہ اوسکا قول تھا کہ لوگونکے عقاید سے اور اونکی مذہبی باتونسے تعرض کرنا کچھہ ہمارا کام نہیں یہ خداوند تعالی کا کام ہے کیونکہ یہ حقوق الدین سے ہے اور اوسکے مواخذہ کے ذمہ دار ہم لوگ نہیں پس مذہبی باتونسے ہمین کیا سروکار ہے

عباس ثانی نے دو بیٹے چھوڑے بڑے بیٹے کا نام صوفی مرزا اور چھوٹے بیٹے کا نام حمزہ مرزا تھا صوفی مرزا اپنے باپ کی وفات کے بعد بیس برس کا تھا اور حمزہ مرزا سات برس کا تھا یہ لڑکا اسوقت مین دربار مین رہتا تھا اور صوفی مرزا حرم سرا مین مقید تھا اسی عرصہ مین لوگون نے یہ خبر اوڑا دی کہ صوفی مرزا نابینا ہو گیا پس اب وہ اس قابل نہین رہا کہ کاروبار سلطنت اوسکے سپرد کیا جاوے ارکین سلطنت کو چونکہ یہ بات دراصل منظور ہی نہ تھی کہ صوفی مرزا تخت نشین ہو اسلیئے

اونھون نے اس خبر کو سچا مشہور کرا کر بیچارہ صوفی مرزا کو بالکل ناحق کر دیا اور
اوس عام کونسل مین جو عباس ثانی کی وفات پر منعقد ہوئی تھی سبھون نے مل ملا کر
تجویز کی کہ حمزہ مرزا کو تخت پر بٹھا دیا جاوے حالانکہ مستحق تخت نشینی کا صوفی مرزا
تھا مگر تاہم کونسل کی یہ رای قرار پائی کہ صوفی مرزا کے ہوتے ہوئے حمزہ مرزا
تخت پر بٹھایا جاوے غالبا اسکی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی تھی کہ یہ لوگ ایک
نابالغ لڑکے کے نام سے اس سلطنت کو اپنے قبضہ اختیار مین لیا چاہتے تھے
ورنہ صوفی مرزا سن تمیز کو پہونچ چکا تھا یہ لوگ خوب سمجھے ہوئے تھے کہ اگر
صوفی مرزا تخت نشین ہوگیا تو ہم بالکل بے دست و پا اور بے اختیار ہو جاوینگے
اور یہ بھی اندیشہ لگ رہا تھا کہ اگر صوفی مرزا قید سے رہا ہو کر کاروبار سلطنت
مین دست انداز ہوا تو بلاشک اس قید سخت کا عوض ہم سے لیوگا پس ایسے ہی
ایسے خطرونکے سبب سے یہ خیالات اونکو درپیش ہوئے اور وزیر اعظم نے
بحسب ظاہر یہ بات تمام کونسل کے ذہن نشین کر دی کہ یہ تدبیر نہایت مناسب
اور عمدہ ہے یہ کونسل اپنے مقصد کے پورا کرنے مین نہایت دل سے مصروف تھی

اور قریب تہا کہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہو ایک شخص آغا مبارک نامی
خواجہ سرا بہی وہان حاضر تہا جو بڑے معتبر لوگون مین سے تہا اور شہزادہ حمزہ مرزا
کی تعلیم اوسکی متعلق تہی اور ارباب کونسل جسکی نسبت یہ گمان کرتے تہے کہ وہ اس تدبیر کو
سنکر دل سے خوش ہوگا کیونکہ اوسکا تعلیم یافتہ شہزادہ تخت نشین ہونیوالا ہے اور
آیندہ یہ اس شہزادہ کی بدولت اپنے فرقہ مین سب پر غالب ہیگا اور بڑا ذی اختیار
شمار کیا جاویگا چنانچہ جسوقت تک یہ لوگ اپنے اپنے منصوبے بیان کرتے رہے اور
رای دیتے رہے اوسوقت تک آغا مرزا نامی چپ بیٹہا رہا جب دیکہا کہ اب یہ
ساری کمیٹی اس بات پر متفق ہوگئی کہ صوفی مرزا ناحق کردیا جاوے اور حمزہ مرزا
تخت پر بٹہایا جاوے تو اوسنے نہایت جرات اور انصاف کی روسے ایسی
شایستہ اور حیرت انگیز گفتگو جو سب لوگونکے دلون مین اوسکی وقعت کا
باعث ہوئی حسب تفصیل ذیل بیان کرنی شروع کی

ای عمائد سلطنت مین تحسین کرتا ہون کہ جو فکر آپ لوگونکی وہ آپکے
مجلہ مشورہ کا نتیجہ نہین ہے کاش اگر آپ ادنی توجہ بہی فرماتے اور انصاف کی

روسے اس معاملہ مین فکر کرتے تو بیشک حق حق بات آپ پر منکشف ہوجاتی
بھلا غور تو کیجئے اس سے زیادہ کونسا امر خلاف عقل و خلاف شرع ہوگا کہ
آپ حقدار کو ناحق بناتے ہین اور ناحق کو حقدار شاید حکمرانی سکے اصل مقصد پر
ہنوز آپکو اطلاع نہین جو اتنا بڑا سررشتہ کاروبار کا ایک بچہ سکے سپرد کرتے ہین
یہ خیال آپکا کہ صوفی مرزا مرگیا یا بصارت سے محروم ہوگیا بالکل ایک لچر اور پوچ
خیال ہے مین ذمہ دار ہون کہ ان دونون باتون مین سے کوئی صحیح نہین
وہ زندہ ہے اور ہر طرح آسودہ ہے اوسکی بینائی مین خدانخواستہ کسی قسم کا
فتور نہین آیا اگر خلاف اسکے کوئی صورت ظہور مین آتی تو مجھے فورا اطلاع
ہوتی بس میری رای مین یہی مناسب ہے کہ آپ اوسکی حق تلفی نکرین ورنہ
بڑی ناانصافی ہوگی علاوہ اسکے اگر اوسکے باپ کو یہ بات منظور ہوتی
تو وہ مرتے وقت اسکا انکشاف کرتا اور اپنا جانشین حمزہ مرزا کو مقرر کرجاتا
اور کیا مجھ سے بھی آدمی کو جو ہر طرح حمزہ مرزا کا نگران حال اور محرم راز ہون
اس بھید پر اطلاع نہوتی نہین بیشک ہوتی مین یقین جانتا ہون کہ عباس

منوفی کا ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ تھا یہ صرف تمھاری زبردستی ہے دیکھو ایک کا حق
دوسرے کو دینا بڑی دغابازی اور ناانصافی ہے اور اگر تمھاری نزدیک سلطنت کا
فائدہ کسی کے نقصان پہونچانے پر منحصر ہو تو اسکی کیا خصوصیت ہے حمزہ مرزا
بھی تو موجود ہے کیا تم اسمین سلطنت کی کچھ بھلائی سمجھے ہوئے ہو میرے
ذہن مین سلطنت کی ابتری کا باعث اس سے بڑھکر کوئی نہین جو تم کر رہے ہو
کیا تم ایرانی سردارونکو بھی اپنا سا ظالم اور ناانصاف خیال کرتے ہو وہ ہرگز ایسے
نہین اور اگر وہ بھی اس کام مین شریک ہین تو بلاشبہ وہ سخت مجرم اور گنہگار
ہین اگر تم اس فعل کے مرتکب ہوئے تو یقین کرنا کہ ساری خلقت مین بدنام
ہو جاؤ گے سب لوگ تمسے نفرت کرینگے بلکہ خود حمزہ مرزا یہ خیال کریگا
کہ یہ وہ لوگ ہین جنھون نے صرف اپنے حصول مطلب کے لئے مجھے تخت پر
بٹھا کر ناانصافی کا بوجھ اپنی گردن پر لیا تھا اور اس جرم مین خدا اور رسول کے
جو رہنے تھے یہ گفتگو کر کے تھوڑی دیر آغا مبارک چپ رہا بعد اوسکے بچہ
نہایت خوش ہو کر باواز بلند پکارا کہ ای حمزہ مرزا ای حمزہ مرزا مین سخت

کشمکش مین گرفتار ہون کیا کرون اورای امراے سلطنت کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ مین اس معصوم شہزادہ کو انہین ہاتھون سے جنسے ایک زمانہ تک اسکی پرورش کی قتل کر ڈالون اور کیا تمھاری یہ خواہش ہے کہ مین اسکی نعش تمھارے روبرو مجمع مین حاضر کرون بیشک مجھے اس خوفناک قتل کے مرتکب ہونیکی قدرت حاصل ہے اور صرف یہی ایک تدبیر مجھکو ایسی معلوم ہوتی ہے جسکے ذریعہ سے تمسے ظالمونکو انصاف کرنے پر مجبور کرسکتا ہون کیونکہ جب حمزہ مرزا خدانخواستہ نہوگا اوسوقت بیشک تم مجبور ہوکر یہی کروگے کہ صوفی مرزا کو حقدار سمجھکر اوسکے سر پر سلطنت کا تاج رکھوگے پھر جسوقت تم یہہ کر چکوگے اور صوفی مرزا کو تمھاری ان تدبیرون پر اطلاع ہوگی کہ حمزہ مرزا کو قتل کرکے انھون نے مجھے تخت پر بٹھایا ہے تو ذرا اپنے دل مین انصاف کرو اور سوچو کہ ان باتون کے عوض مین کیا کیا صلے تمکو اوسوقت وہ بخشیگا

یہہ گفتگو ختم کرکے آغا مبارک مجلس سے اوٹھکر محل کے اندر چلا گیا

تمام اراکین سلطنت اور امرا جتنے وہاں بیٹھے تھے سب حیرت زدہ ہو کر ایک دوسرے کا
مونہہ تکنے لگے کہ الہی یہ کیا ماجرا ہے حالانکہ آغا مبارک کو حمزہ مرزا سے بہت بڑا
تعلق ہے اور خصوصاً جس حالت مین کہ حمزہ مرزا تخت نشین ہونیوالا ہے تو ایسے
وقت مین آغا مبارک کو آیندہ اپنی بھی آرزوؤنکے پورا ہونیکے خیال سے اوسکی
جانب داری اور حمایت کو پیش نظر رکھنا چاہئیے بخلاف اسباب کے کہ صفی
مرزا جس سے اوسکو کسی قسم کا علاقہ نہین اوسکی جانب داری اور حمایت مین
اوسنے ایسے جوش و خروش سے گفتگو کی پس ہم انصافاً کہتے ہین کہ آغا مبارک
کی یہ تقریر اسی لحاظ سے تھی کہ ملک کی بہبودی اور خیر خواہی نے اوسکو انصاف
اور دیانت داری پر مجبور کیا چونکہ اوسکی نیک نیتی اور خیر خواہی حق بجانب
تھی لہذا اوسکی فصاحت آمیز تقریر نے تمام حاضرین جلسہ کا دل پگھلا دیا
سب لوگ دیر تک ساکت و صامت بیٹھے رہے وزیر اعظم نے کہا کہ آغا مبارک صاحب
نے ہمکو یقین دلا دیا کہ صفی مرزا زندہ ہے اور وہ بصارت سے محروم نہین اور
درحقیقت وہی تخت نشینی کا مستحق ہے چنانچہ تمامی حاضرین جلسہ نے

وزیر اعظم کے قول کی تائید کی اور بالاتفاق منظور کیا الغرض صوفی مرزا کو
ایک خواجہ سرا کی بدولت یہ تخت سلطنت نصیب ہوا اور اوسی کی سعی و
کوشش سے اوسکی جان بچی جسکے عوض مین اوسنے اوس خواجہ سرا کے
ساتھہ بڑے بڑے سلوک اور احسان کئے اور چاہا کہ اوسکو کسی جلیل القدر
عہدہ پر مقرر کرے مگر اوسنے اس عزت کے قبول کرنے سے انکار کیا سنا ہے
کہ صوفی مرزا نے تخت نشینی کے بعد شاہ سلیمان کا لقب اختیار کیا اور
حالانکہ اوسنے حرم سرا مین تعلیم پائی تھی لیکن اور تعلیم یافتہ شہزادونکی
بہ نسبت کسیقدر خصلت اچھی رکھتا تھا

شاہ سلیمان یعنی صوفی مرزا کے عہد مین کوئی بڑا واقعہ ظہور مین نہین آیا
یہ ایک کمزور اور عیاش بادشاہ تھا عیش و نشاط کو بہت درست رکھتا تھا
جہان اوسنے اپنے عمدہ وقت کا ایک بڑا حصہ حرم سرا مین صرف کیا وہان اوسنے
یہ بھی کیا کہ تخت نشینی کے زمانہ مین باقی عمر اپنی عیاشی مین ضایع کی چنانچہ ان
باتونکا یہ نتیجہ ہوا کہ اوزبکون نے موقع پاکر خراسان پر حملہ کرنا شروع کیا

اور قبچاق کے تاتاریون نے لوٹ کھسوٹ مچا کر ساحل بحر کیسپین کے مقامات کو
ویران کر دیا اور قوم وچ نے کشماہ کو جو خلیج فارس مین ایک بڑا جزیرہ ہے قبضہ
کر لیا سلیمان نے کچھ اسکا خیال نکیا اور نہایت پست ہمتی سے ان حملونکو گوارا
کر لیا ہم وہ سمجھتے ہین کہ سلیمان کی کم ہمتی اور پست حوصلہ ہونیکی لوگون نے بہت
تعریف و توصیف کی ہے اور یہ بات کچھ اوسکے ملک کے خوشامدیون پر موقوف
نہین بلکہ ہم جانتے ہین کہ ایک معزز عالم یورپ کے سیاح نے جو اوسکی تخت نشینی کے
وقت ایران مین موجود تھا اوسنے بھی نہایت مبالغہ کے ساتھ اوسکے اوصاف
بیان کئے ہین اور اوسکی کم ہمتی اور بزدلی کو تحمل اور دانشمندی پر محمول کیا ہے
پس اگر تحمل اور دانشمندی اسیکا نام ہے تو بیشک یہ کم زور بادشاہ جسکی حکومت
نہایت پستی کے درجہ مین واقع تھی بڑا ہوشیار اور دانا تھا سنا ہے کہ سردار
علی قلیخان شاہ سلیمان کی بڑے مقربون مین شمار کیا جاتا تھا یہ ایک دلاور اور
فیاض آدمی تھا لیکن ایک حالت پر اوسکا مزاج نرہتا تھا متلون المزاج اور کم
عقل تھا عباس کے عہد مین اوسکا یہ حال تھا کہ اکثر وہ قید خانہ مین نظر بند رہتا تھا

جب کبھی اتفاق سے عباس کو کبھی اپنے دشمن کا مقابلہ درپیش ہوتا تھا تو صرف
اوسوقت وہ قیدخانہ سے طلب ہوکر اپنی خدمت پر مامور کیا جاتا تھا چونکہ
اکثر وہ پا بزنجیر رہتا تھا اور نیز وقت پر بڑے بڑے کام اوس سے سرانجام
پاتے تھے اسواسطے لوگ اوسکو ایران کا شیر کہا کرتے تھے عباس کے انتقال کے
بعد جسوقت قیدخانہ مین سلیمان یعنی صوفی مرزا کی تخت نشینی کی خبر اوسکو پہنچی
تو وہ قیدخانہ سے نکل کر دربار مین حاضر ہوا اور بعض دوستونکی مدد سے بہت
جلد ذی اختیار بنگیا سلیمان نے جب اوسکو خوش مزاج اور عیش پسند دیکھا
تو اپنی طبیعت کے موافق پاکر اپنا مقرب بنا لیا ایک روز سلیمان نے اتفاق سے
یہ بات کہی کہ سینے سنا ہے کہ بعض آدمی میرے باپ کے مرنے سے خوش ہوئے
ہین پس اگر وہ لوگ میرے ہاتھ لگجاوین تو مین اونکو سخت سزا دون علی قلیخان
نے ہنسکر کہا کہ میری دانست مین سوای میرے اور آپکی والدہ کے اور کسی شخص کو
اس غمناک واقعہ سے خوش ہونیکا سبب نہین معلوم ہوتا اور ہماری خوش
ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے کیونکہ آپ کے والد کے عہد مین ہمیشہ قید مین رہے

اوراب ہم ایران کے حاکم ہین بادشاہ یہ سنکر مسکرایا اور اوسکی حماقت پر لعنت ملامت کرکے کہنے لگا کہ اي علي قلیخان تو مجنون پاگل ہے تجھے تیری عقل پر افسوس آتا ہے اگرچہ ایسی ایسی لغو باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سردار علي قلیخان بالکل عقل سے معرا تھا مگر اوسکے رنگ ڈھنگ اور طور طریقون سے مفہوم ہوتا ہے کہ نہایت ہوشیار تھا کیونکہ اکثر اوقات حصول مقاصد کے وقت ایک سلیقہ کے ساتھ اپنا رعب داب عمل مین لاتا تھا سنا ہے کہ اخراجات اوسکے ہمیشہ آمدني کي نسبت بمراتب زائد ہوتے تھے اور اسیواسطے وہ لوگونکا مال مارکر غبن کرجاتا تھا

ایک شخص شیخ علیخان نامي سے جو لایق اور نامی گرامي وزیر تھا اور معاملات سلطنت سے بخوبي واقفیت رکھتا تھا شاہ سلیمان کے حضور مین بڑا رسوخ پیدا کیا اپني راستبازي اور پارسائي کي وجہ سے ہمیشہ سلیمان کي ناشروع باتین دیکھکر اوسکو لعنت ملامت کرتا رہتا تھا مگر سلیمان اس خیال سے کہ وہ شخص معاملات سلطنت مین نہایت ہوشیار اور

واقف کار تھا بضرورت اوسکے رکھنے پر مجبور تھا ورنہ بالطبع اوس سے مخالفت رکھتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلیمان نے دعوت کے جلسہ میں شیخ علی خان کو طلب کیا اور کہا کہ مین تمھارے تقوی اور پارسائی کا لحاظ کہانتک کرون بعض وقت مجھسے بپاس خاطر آپ کی اون باتونکی نگہداشت ہو گی اور بعض وقت نہو گی ہر سخن محل و ہر نکتہ مقامی دارد بعض اوقات آپ کو اپنے خلاف عادت بھی عمل کرنا ہوگا اور یہ تقوی اور پرہیزگاری توڑنا پڑیگی ورنہ مجھمین اور آپ مین اتفاق کیونکر ممکن ہوگا وزیر نے عرض کیا کہ یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ مین آپ کی خاطر کوئی بات اپنے خلاف شان کرون اور آپکے کہنے سننے سے خدانخواستہ اپنی لیاقت کو بٹا لگاؤن سلیمان نے کہا کہ مین آپکے طریقہ پارسائی کو اپنے حقمین طعن وطنز سے کم خیال نہین کرتا اسکا جواب یہ ہے کہ اسیدم آپ میرے سامنے افیون یا شراب کا پیالہ نوش کیجیے اور یہ خیال کر لیجیے کہ مین بادشاہ وقت اور آپکا حاکم ہون میری عدول حکمی اور نافرمانی کا

نتیجہ جو کچھہ ہے وہ سب پر روشن و ہویدا ہے ہر چند بیچارہ وزیر نے عذر و عجز کی اور سر پٹکا کہ اس ناشروع فعل کے کرنے سے باز رہے مگر کیا ہوتا ہے حکم حاکم مرگ مفاجات اوسکا ٹلنا قیامت کا آجانا ہے ناچار اوسنے یہ سمجھکر سنگ آمد سخت آمد ٹھہر درویش بجان درویش بمجبوری افیون کا پیالہ پی لیا لیکن نشہ کا تحمل نہو سکا پیالہ پیتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا سلیمان یہ دیکھکر نہایت خوش ہوا اور تمام اہل دربار کو طلب کر کے اوسکا تماشا دکھایا آخر کار یہانتک فضیحت و رسوا کیا کہ ڈاڑھی واڑھی اوسکی مونڈواکر سارے مجمع کا اوسکو رونق تماشا بنایا اور اوسی نشہ کی حالت مین اوسکو گھر پہونچا دیا دوسرے دن صبح کے وقت سرکاری عہدہ دار شیخ علی خان کے پاس اسباب کی اطلاع کے واسطے آئے کہ تمام درباری دربار مین حاضر ہین اب دیر ہے بس آپ بھی تشریف لیچلین اوسنے نہایت ناخوش ہو کر جواب دیا کہ بادشاہ کی عنایت سے مین اس قابل نہین رہا کہ دربار مین حاضر ہون میری غیر حاضری معاف فرمائی جاوے سلیمان نے پھر ہر چند سعی و کوشش کی

کہ وہ اس ارادہ سے باز آوے اور حسب دستور اپنے کام پر دل لگاوے مگر
سب تدبیرین رائگان گئین آخرکار سلیمان پچتایا اور سمجھہ لیا کہ ایسے واقفکار
وزیر کے علیحدہ ہوجانے سے بیشک سلطنت کو بڑا نقصان پہونچا اس سے
چار مہینے بعد ایک عجیب واردات پیش ہوئی یعنی ایکبار نشہ کی حالت مین بادشاہ
سلیمان نے ایک مطرب کے ہاتھہ قطع کرنیکا حکم دیا جس عہدہ دار کو یہ حکم دیا تھا
اوسنے اس خیال سے کہ بادشاہ نشہ کی کیفیت مین مخمور و مدہوش ہے اسوقت
اسکے قول و فعل کا اعتبار نہین اوس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور عجلت نامناسب
سمجھی اتنے مین بادشاہ کی آنکھہ لگ گئی جسوقت وہ بیدار ہوا اور شراب کا
خمار اوترا دیکھا کہ وہی مطرب گا بجا رہا ہے یہ دیکھکر نہایت غضبناک ہوا اور
حکم دیا کہ صرف اس مطرب ہی کے نہین بلکہ اس عہدہ دار کے بھی ہاتھہ قطع
کئے جاوین کیا وجہ کہ اوسنے ہمارے حکم مین اتنی تاخیر کی اتنے مین ایک بڑے
معزز عہدہ دار نے اسمقدمہ مین سعی و سفارش کرنی چاہی بادشاہ نے اوسکے
حق مین بھی یہی سزا تجویز کی اور چاہا کہ فوراً اوسکی تعمیل کیجاوے قریب تھا کہ

کہ یہ سزا عمل مین آسے وزیر شیخ علی خان سلیمان کے حضور مین حاضر ہوا اور
قدمون پر گر کر عرض گزرانی کہ حضور سمقدمہ مین چشم پوشی فرماکر ان قصوروارونکے
خطامعاف فرمادین سلیمان نے کہا کہ ای شیخ علیخان تم بڑی جرات کے
آدمی ہو حالانکہ مینے بارہا چاہا اور تسے کہا بھی کہ تم میری نوکری قبول کرو مگر
تمنے مطلق خیال نکیا پس اب مین حیران ہون کہ باوجود اس نافرمانی کے
تم کس بھروسہ پران لوگونکی نسبت مجھسے دلیرانہ سعی و سفارش کرتے ہو
شیخ علیخان نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین
مین تو حضور کے یہانکا ایک ادنی خادم ہون جو کچھہ میرے حق مین ارشاد ہو
مین اوسکو بسرو چشم بجالاؤن سلیمان نے کہا بہت اچھا اگر تم یہ کہتے ہو تو
مین بھی تمھارے خاطر سے ان سب لوگونکی خطا معاف کرتا ہون اور یہ
تمکو سناسب ہے کہ تم پھر اپنے کام پر آجاؤ اور مین وعدہ کرتا ہون کہ
آیندہ سے انشاءاللہ اپنے اور تمھاری عزت و آبرو کا لحاظ رکھونگا لوگ
بیان کرتے ہین کہ سلیمان نے شراب پینے سے قسم کھائی لیکن اوس عہد پر ثابت قدم نرہا

ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایجنٹ جو انگلستان کی طرف سے اصفہان
مین متعین تھا اوسکے بیان سے سلیمان کے چال چلن اور عادات کا بخوبی اندازہ
ہو سکتا ہے ایکبار اوسنے اپنے آقا کو ایک چٹھی مین یہ مضمون لکھا تھا کہ سلیمان
نہایت کثرت سے شراب خوار ہے مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ آیندہ جب کبھی اوس سے
میری ملاقات ہوئی تو بلا شک وہ اپنے جلسہ مین مجھسے بھی شریک ہونے کی
درخواست کریگا اور اگریزی شراب کے امتحان کی فرمایش بھی ضرور کریگا
پس اگر وہ شراب عمدہ ہوگی تو مین یقین کرتا ہون کہ وہ ضرور اوسکو پسند خاطر
ہوگی لہذا مین چاہتا ہون کہ تین صندوق مختلف اقسام کی شراب کے جو اعلی
درجہ کی ہو میرے پاس روانہ کئے جاوین یہ ہین تاجر اس زعم مین تھے کہ ایسے
ایسے تحفے پیش کرنے سے سلیمان ہم پر بڑا مہربان ہو جاویگا
سنہ پچھلے برسون مین ایک مدت دراز تک حرم سرا مین سلیمان کو رہنے کا اتفاق
ہوا جہان سوای عورتون اور خواجہ سراؤنکے کوئی اوسکا مصاحب اور ہمنشین نہ تھا
اور یہی لوگ اوسوقت اوسکے منظور نظر تھے گویا بادشاہ کی عنایت کی بدولت

ایران پر حکمرانی کرتے تھے چنانچہ ان لوگونکی حکمرانی سے ایرانیونکے قوی جوش و
ہمت کو زوال ہونا شروع ہوگیا اگرچہ سلطنت کے امن و امان میں اوسکا اثر کم ظاہر
ہوا مگر ایسے ایسے لوگونکا مختار کل بن جانا عماید سلطنت کے حق مین نہایت خرابی
و نقصان کا باعث ہوا اور اسلئے اون لوگونکی حکمرانی اونکو کمال ناگوار خاطر تھی
البتہ عام رعایا ان خطرات سے بالکل محفوظ و مامون رہتی تھی

سلیمان کے دربار کی رونق و عظمت قدیمی شاہان عظیم الشان سے
کچھہ کم نہ تھی اپنے اور بیگانے سب لوگ اوسکی عنایت و مہربانی کے دل و جان
ممنون و مشکور تھے اسیواسطے تمام روی زمین کے آدمی خصوصاً یورپ کے
باشندے اوسکے عمدہ اخلاق کی بدولت اکثر ایران مین آتے جاتے رہتے تھے
سابق مین یہ بیان آچکا ہے کہ اس زمانہ کے تاریخی واقعات جو کچھہ معلوم ہوئے
صرف انھین اہل یورپ کے ذریعہ سے معلوم ہوئے جو ہمیشہ وہان آتے
جاتے رہتے تھے اور آیندہ جو بڑے بڑے واقعات شاہ سلیمان کے بیٹے
سلطان حسین کے عہد مین وقوع مین آئے اون سبکو پولینڈ کے ایک عالم

اور محقق پادری نے جو خاص اوسکے عہد مین عرصہ تک اصفہان مین رہا اور رونما ہونے
واقعات کی تحقیقات کرتا رہا نہایت صحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے
اوسکی تحقیقات کی تصدیق ایک فارسی کی عمدہ تاریخ سے ہوتی ہے اور زیادہ تر اوسکے
معتبر ہونیکی یہ وجہ ہے کہ ایک انگریزی سیاح نے جو پادری موصوف سے چند سال کے
بعد ایران مین پہونچکر اون اشخاص سے جو ان عجیب غریب واقعات کے
ظہور کی باعث ہوئی واقفیت حاصل کی تھی اس پادری کی تحقیقات کی تصدیق کی ہے
اور اوسکو سچا تسلیم کیا ہے ہم جانتے ہین کہ یہ انگریزی سیاح بہت بڑا مورخ تھا
جہان جہان مختلف ملکون مین اوسکا گذر ہوا وہا کے رسم و رواج اور تاریخی واقعات
سے بخوبی اوسکو واقفیت حاصل ہوئی اور مذہب کا نہایت اوسکو پاس و لحاظ تھا
اور سچائی اور راستبازی کو دل سے پسند کرتا تھا پس ایسے نامی گرامی اور
سچے مورخ کا تصدیق کرنا کمال اوس تاریخ کی صداقت اور راستی کی دلیل ہے
شاہ سلیمان نے اونتیس ۲۹ سال حکومت کی اور اونچاس ۴۹ برس کی
عمر مین وفات پائی نزع کی حالت مین اوسنے اون لوگون سے جو اوسکے گرد بیٹھے

مجتمع تھے کہا کہ اگر تم آرام و آسایش چاہتے ہو تو سلطان حسین کو مین اپنا
قایم مقام کرتا ہون اور اگر ملک کی ترقی اور انتظام مد نظر ہے تو میری رای مین
عباس مرزا حکومت کی پوری پوری لیاقت رکھتا ہے پس چونکہ خواجہ سرا
سلیمان کے منظور نظر اور دستگرفتہ تھے چونکہ اونکو سوای اسباب کے
اور کچھ خواہش نہ تھی کہ بدستور وہ اپنی قدیمی عہدونپر قایم رہین اور کسی قسم کا
خلل اونکی حکومت مین نہ واقع ہو اسواسطے اونھون نے ایک ایسے نکمے اور
اور پست ہمت شہزادہ کی تخت نشینی کی آرزو کی جسکی طرف سے ہر طرح اونکو
اطمینان تھا اور وہ شہزادہ سلطان حسین تھا یہ شہزادہ اپنے باپ کی مانند
ظالم اور بے رحم نتھا البتہ اوسکا تعصب اور پست ہمتی سلیمان کی نسبت زیادہ تر
ملک کی تباہی اور ابتری کا باعث ہوئی مذہبی تعصب مین نہایت سرگرم تھا
اوسکے عہد مین سوای علما اور سید و نکے بڑے بڑے عہدونپر کوئی مقرر
نکیا جاتا تھا کالیون کی یہانتک تعظیم و تکریم تھی کہ قاتلونکے حق مین گویا وہ
مامن اور جای پناہ سمجھے جاتے تھے اور اصل بانی مبانی ان باتون کے

ایک مولوی صاحب باقر داماد مجلسی نامی تھے جو کچھ وہ تعلیم و تلقین فرماتے تھے
اوسیکے مطابق سلطان حسین عملدرآمد کرتا تھا شاہ سلیمان کے مرتے ہی ایجاب
اونہون نے یہ حکم دیا کہ جو کچھ شراب اور عرق گلاب اوسکے زمانہ کا باقی ہو
وہ سب پھینک دیا جاوے یہانتک کہ نام و نشان کو باقی نرہے بلکہ جو ظروف
اوسکے استعمال کے ہون وہ بھی توڑ دئے جاوین چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نیز
جو لوگ کہ مذہبی معاملات مین نئی نئی باتین ایجاد کرتے تھے اور بدعتین پھیلاتے تھے
وہ بھی باقر داماد مجلسی کی ہدایت کے موافق معرض عتاب مین آئے جنمین ایک
فرقہ صوفیون کا بھی جو خاص سلطان حسین کے بزرگون کی طرف منسوب تھا
شامل تھا ❋

جو تھوڑا بہت جوش طبیعت اور ہمت ابرانیون مین باقی رہا تھا وہ
سلطان حسین کی پست ہمتی اور کمزوری کی بدولت بالکل زائل ہو گیا ارکین
سلطنت کے دل پر نہایت شاق گذرا کہ بجای اوسکے خواجہ سرا اور ملا وقت
مختار کل قرار دئے گئے اور اپنے عہدہ سے برطرف کئے گئے پس جو لوگ اپنا

غبار خاطر بجز شکایت آمیز اور حسرت انگیز باتونکے کسی پہلو میں ظاہر نکرسکتے تھے
حالانکہ اس عرصہ میں سلطان حسین ملک کی آبادی اور حسن انتظام کی جانب
مطلقاً توجہ نکرتا تھا مگر باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے کوئی شخص
اس کم زور اور پست ہمت بادشاہ کی حالت سے تعرض نکرتا اور رعایا میں سے
کوئی کسی قسم کی مخالفت نکرتا تھا چنانچہ اوسکے عہد کے پہلے بیس برس نہایت امن
امان اور چین چان سے گزرے مگر ہم خیال کرتے ہین کہ باوجود بادشاہ وقت
کی کم توجہی اور ناانصافی کے چند روز کے واسطے ایران کی حالت موجودہ کا اچھا ہونا
اور ایرانیونکا امن امان چین چان سے بسر کرنا بڑی خطرناک علامت تھی اوسکی تباہی اور خرابی کی
جیسا کہ آئندہ افغانون کی بدولت ظہور مین آیا اور بلا تشبیہ اسکی یہ مثال ہے
کہ جیسے پرزور طوفان کی آمد آمد سے تھوڑی دیر کے لئے ایک عالم سنسان
نظر آتا ہے اور پھر یکبارگی تیرہ و تار ہو جاتا ہے چونکہ سو برس کے زمانہ سے
لیکر ابتک کوئی بڑا واقعہ ایران میں نہین ہوا تھا اسلئے وہانکے باشندے
طرح طرح کے خطرات سے بالکل بے خبر تھے اور کسی مفسدہ کے دفعیہ کی طاقت

بھی نہ سمجھتے تھے افغانون کی خطرناک یورش سے بالکل تباہ وخراب ہو گئے

جیسا کہ آئیندہ مذکور ہے

اب یہان سے ہم اوس قوم تبہ کار کا حال لکھتے ہین جسنے ایک قدیمی معاہدہ کو
توڑکر بیچارہ ایرانیون کو یکایک خواب غفلت سے بیدار کردیا اور جو رنج و ایذا
اونھون نے ایکزمانہ مین ایران کے ظالم صوبون کے ہاتھہ سے اوٹھایا تھا اوسکا عوض
بخوبی لیا یہ افغانی ایک پہاڑی ملک کے باشندے تھے جو خراسان اور
دریای سندہ کے بیچا بیچ مین واقع ہے اصل حقیقت انکے مورخون نے مختلف
طور سے بیان کی ہے بعض لکھتے ہین کہ یہ قوم اون یہودی فرقونکی نسل سے
منسوب ہے جنکو ایک زمانہ مین نبوکدنصر بادشاہ نے گرفتار کیا تھا اور بعض کا
بیان ہے کہ اون مین سے بعض بعض بڑے بڑے سردار اپنے خاندانون کو ڈیوڈ
اور سال کی اولاد مین سے جو بڑے نامی گرامی گزرے ہین بتلاتے تھے
اگرچہ اس عالی نسب سلطان سرداروں کی نسل پایہ ثبوت کو نہین پہونچی
مگر اوسکے رنگ ڈھنگ دیکھکر یہ خیال آتا ہے کہ شاید انکا قول صحیح ہو

کیونکہ اونکا طرز و انداز نہ ایرانی لوگونسے ملتا ہے نہ تاتاریون اور ہندوستانیونسے
ایک نئی وضع کی قوم ہے نیا رسم و رواج رکھتی ہے

اس قوم کے حالات کی ایک معتبر تاریخ ہمارے پاس موجود ہے
اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ابتدا حالت مین مشرف باسلام ہوئی اور
شروع زمانہ سے لیکر ابتک اوسکی حالت مین بہت کم تغیر و تبدل واقع ہوا
خود مختاری اور وحشیانہ آزادی گویا اس وحشی قوم کی سرشت مین داخل تھی
اگر اس آزادی اور وحشت سے درگزر کر باہم اتفاق پیدا کرتی اور کسیقدر
اپنی سلطنت کو قوۃ اور استحکام دینا چاہتے تو بلاشک ممکن تھا کیونکہ پر زور
اور قوی ہونیکے لحاظ سے یہ قوم نظیر اپنا نہین رکھتی اگر سلاطین وقت اس پر
غالب آئے یا اسکے پر زور حملونسے محفوظ رہے تو سوای اس حکمت عملی کے
جسکا نام ہم اتفاق رکھتے ہین کوئی عمدہ ذریعہ امن امان کا خیال مین نہین آتا اور
اگر اس قوم مین سے کسی فرقہ نے باہمی اتفاق کی بنیاد ڈالنی بھی چاہی تو دوسرونکو
خلقی وحشت اور آزادیکا جوش ایسا غالب ہوا کہ اونھون نے اتفاق کے رسم رواج کو

بالکل نیست و نابود کر دیا ہان البتہ اگر اوس حالت معاشرت اور تمدن مین انقلاب
واقع ہوتا جسکی بنا صرف ازادی اور وحشت پر تھی اور جسمین اونھون نے نشو و نما
پایا تھا تو شاید اوسکے احوال مین کسیقدر تغیر و تبدل پیدا ہو جاتا اسی نا اتفاقی اور
مخالفت کا ایک اثر یہ ہوا کہ ان افغانونکا ملک عرصہ دراز تک ہندوستان اور
ایران کے بادشاہون کے درمیان منقسم رہا اور ایکبار محمود غزنوی سے اور
شاہ چنگیز خان یا شاہ تیمور سے بھی مقابلہ کی نوبت آئی مگر یہ ناکام رہے
غزنی کے ویران ہونیکے بعد البتہ انہون نے عروج پایا چنانچہ اسی عرصہ مین انہین سے
ایک سردار کا خاندان تخت دہلی پر حکمران رہا اسکے بعد جو ملک اونکے قبضہ تصرف
مین آیا وہ ملک ایران ہی تھا لیکن پہلے اس سے کہ ہم اس عجیب و غریب فتح کا ذکر کرین
چند باتین ہم اسکے متعلق بیان کرنا چاہتے ہین جس وقت عباس اعظم نے قندھار پر قبضہ کیا
اوس وقت ایک خاص فرقہ افغانونکا جو غلزئی اور ابدالی کے نام سے پکارا جاتا
تھا بہمہ تن ایران کا مطیع و منقاد بنگیا مگر جو ایرانی صوبہ اونپر شاہ عباس کیجانب
سے حکمرانی کے لئے مسلط کیا گیا وہ نہایت ظلم و تعدی سے انکے ساتھ پیش آیا

اور جو کوشش اور سعی افغانون نے اسعرصہ مین اپنی چارہ جوئی کیواسطے
کی وہ سب رائگان گئی آخرکار ایرانی صوبہ کا ظلم وستم جب نہایت کو
پہونچا اور یہ لوگ بہت تنگ ہوئے تو فرقہ ابدالی مین سے ایک شخص سدّو نامے
اور اوسکا بھائی احمد نامی اس معاملہ مین عرض معروض سکے واسطے اصفہان کو
روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر بادشاہ کے حضور مین سدّو نے اپنا مطلب
نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھہ بیان کرنا شروع کیا عباس نے اوسکی
تقریر کان لگاکر سنی اور صرف اوسکی درخواست ہی کو منظور نہ کیا بلکہ اوسکو
خاص اسکے فرقہ کا حاکم تجویز کیا اور تحریری فرمان کے ذریعہ سے یہ حکم بھیجا کہ یہ
شخص اپنی قوم مین بزرگ شمار کیا جاوے اور اوسکی حکومت کا سب لوگ پاس
کرین چونکہ یہ فرقہ اپنی عرض معروض کے پذیرا ہوجانے سے شاہ عباس کا دل سے
ممنون ومشکور تھا بادشاہ کے فرمان کو نہایت خوشی و رضامندی سے قبول کیا
اور ہمیشہ کے واسطے سدّو کو اپنا معظم ومکرم قرار دیا یہ تعظیم وتکریم اس فرقہ کی جانب
سے سدّو کے حق مین نسلاً درنسلاً جاری رہی سدّو کی اولاد سدّوزئی کے نام سے

پکارے جاتے تھے افغان اوسکو قوم ابدالی کی ایک مقدس شاخ سمجھتے تھے جسپر تلوار اوٹھانا حرام بلکہ قتل وغیرہ کا انتقام بھی ناجائز و ناروا جانتے تھے

ہرچند کہ عباس کے فیاضانہ تدبیر مملکت سے ایک عرصہ تک امن وامان قائم رہا مگر وہ چند روزہ تھا پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ اوسکے جانشینوں اور ہندوستانکے بادشاہونکے درمیان ملک افغانستان کی بابت لڑائی جھگڑا پیدا ہوا اور وہ اسی وحشی قوم کا زمانہ تھا حالانکہ یہ قوم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ رکھتے تھے مگر ہندوستانکے سنی بادشاہونکے مقابلہ مین ایران کے شیعہ بادشاہونکی اطاعت و تابعداری کو اسلئے زیادہ پسند کرتے تھے کہ ہندوستانکے بہ نسبت ایران کی سلطنت بہت سخت اصول و قوانین پر مشتمل نہ تھے اور زیادہ تر اس قوم کی خودمختاری اور آزادی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ان دو زبردست سلطنتونکے درمیان مین واقع تھی گویا طرفین کی امید و خوف کی ترازو مین تل رہی تھی اگر اس جانب کا خوف مزاحم ہوتا تھا تو دوسری جانب کی حمایت پیش نظر رہتی تھی اور جو دوسرے طرف کی دہشت دامنگیر ہوتی تھی تو اسطرف کی توقع بر تکیہ ہوتا تھا

الغرض کوئی زمانہ ایسا تھا کہ طرفین سے کسی سلطنت پر اس قوم کو قوت اور حمایت نہو
جسپر آزادی اور خود مختاری مبنی ہے

قوم غلزئی کے افغان جو ایران کے مطیع و فرمانبردار تھے اور ایکمدت سے
قندھار کے قرب و جوار میں بود و باش رکھتے تھے جب اونکا میلان بغاوت
اور سرکشی کیجانب معلوم ہوا اور وزراء ایران کو اسبات کا بھی یقین ہو گیا کہ
اس بغاوت کا نتیجہ پیدا ہونیوالا ہے کہ عنقریب بادشاہ دہلی انسے میل جول پیدا
کر کے قندھار پر قابض ہو جاویگا تو وہ نہایت فکرمند ہوئے اور چاہا کہ کسیطرح
اس مفسدہ کی پیش بندی کرنی چاہیئے چنانچہ گرگین خان والی جارجیا کو جو ایک
ایرانی شہزادہ نہایت لائق اور دلاور جنگی سرداروں میں سے تھا بیس ہزار
ایرانی اور خاص صوبہ جارجیا میں سے ایک منتخب گروہ اوسکی ہمرکابی میں دیکر
خاص اس مہم کی کارپردازی کے لئے قندھار کو روانہ کیا جبکہ وہ اس شان و
تزک اور حشم خدم کے ساتھ وہاں پہونچا تو سب آثار بغاوت و سرکشی کے
یکقلم رفع دفع ہو گئے مگر اونسے چندروزہ امن امان پر کفایت نکر کے افغانوں نے

نہایت سختی اور تشدد روا رکھا اور ہر ایک کو سزا دینا شروع کیا ایرانی سپاہی افغانون کی قومی عزت یا عمر کی بزرگی کا کچھہ لحاظ نکرتے تھے اور ہر متنفس کو اپنا دشمن جانی خیال کرکے تکلیف و رنج پہونچاتے تھے جب ایرانیونکی بیرحمی حد سے گذر گیی تو افغانون نے چند ایلچیون کے ہاتھہ ایک عرضی اصفہان کو بھیجی شہزادہ گرگین خان کے رفیقونکی سعی و کوشش سے اول اول اون ایلچیونکا دربار مین پہونچنا دشوار ہوا مگر آخر کار جب اونکی عرضداشت پیش کی گیی تو اون لوگون نے شاہ سلطان حسین کو انکی طرف سے بالکل بدظن کردیا اور کہدیا کہ یہ لوگ سخت مفسد اور سرکش ہین ہرگز انکی عرضداشت قابل التفات نہین حضور نہ سنین چنانچہ سلطان حسین نے ویسا ہی کیا جب بادشاہ کے یہانسے ایلچیونکو جواب سخت ملا تو وہ بیچارے افسردہ خاطر اور مایوس ہوکر اپنے وطن کو لوٹ آئے اور جو غضب و غصہ اس کمزور بادشاہ کی کم توجہی سے انکے دلمین پیدا ہوا اوسکا اظہار اونھون نے اپنے ہم وطن قوم کے روبرو دل کھولکے کیا

قوم غلزئی کے جن سردارون نے اس عرضی پر دستخط کئے تھے منجملہ

اوسکے میر دیس نامی اس قوم کی بڑی شاخ کا ایک نامی گرامی سردار مشہور تھا جو
اپنی فیاضی اور نام آوری کی وجہ سے قندھار کا حاکم اعظم شمار کیا جاتا تھا گرگینخان
اوسکی طرف سے بدگمان ہوا اور اوسنے یہ خیال کیا کہ عرضی وغیرہ کے بھیجنے مین اسیکی جانب
سے تحریک ہوئی ہے اور یہ تمام کارروائی اسی کی ہے افغانونکے وہان جانے پر
اور مایوس ہو کر عرضی واپس لے آنے پر گرگینخان کو پہلے سے اطلاع تھی اب اوسنے
اپنا دلی کینہ اس پیرایہ مین ظاہر کیا کہ ایک خفیف حیلہ کی بدولت میر دیس کو قید کرکے
اصفہان کو روانہ کیا اور وزرا سلطنت کو لکھ بھیجا کہ قندھار کی امن و امان اسی بات پر
موقوف ہے کہ ایسا اولوالعزم اور سرکش آدمی آپ کی حفاظت مین قید رہے
مگر گرگینخان کو مناسب تھا کہ ایسے نام آور اور دانشمند کی گرفتاری سے پہلے
عاقبت اندیشی کام مین لاتا یعنی ایران کے دربار کے حالات سے اول پوری واقفیت
حاصل کرکے اس خطرناک معاملہ مین دست اندازی کرتا بے سوچے سمجھے اسقدر
جلدی کر بیٹھنا اور میر دیس کو اپنا جانی دشمن بنا لینا آخرکار اوسکے حق مین بڑی خرابی کا
باعث ہوا میر دیس ایک نہایت لائق اور دانشمند آدمی تھا ایران مین پہونچکر بہت جلد

اوسنے دربار شاہی کے حالات سے واقفیت حاصل کی بادشاہ کے مشیرکار اور
وزرا کو بددیانت اور رشوت خوار دیکھکر یہ چال چلا کہ ان لوگونکو رشوت دے دلا کے
اپنا کرلیا اور اونکے ذریعہ سے سلطان حسین کی خدمت مین رسائی حاصل کی
رفتہ رفتہ سلطان حسین کے دل مین اوسکی لیاقت اور ہوشیاری کی ایسی وقعت ہوئی
کہ اوسکو مقربان خاص مین داخل کیا اس حالت مین اگر میرویس چاہتا تو اپنے
وطن کو بڑی عزت وحرمت سے چلا جاتا مگر وہ رات دن بڑے بڑے منصوبونکی فکر مین
رہتا تھا اور گرگینخان کو اپنی کامیابی مین خلل انداز سمجھتا جانتا تھا کہ جب تک
یہ اولوالعزم سردار منصب حکومت پر ہے اوسوقت تک میری تدبیرین
میرے حق مین مفید وکارآمد نہین ہوسکتین اول اوسنے گرگینخان کی بیخکنی
مین دل وجان سے کوشش کرنی شروع کی اور چاہا کہ کسی طرح وہ تباہ وخراب
ہوجاوے یہانتک کہ وزرا سلطنت کو بکلیہ اوسکی جانب سے بدظن کردیا اور
جتادیا کہ بالیقین یہ شخص دشمنی وعداوت کے قابل ہے اور پھر بآسانی اپنے
ارادونکی تعمیل مین سرگرم ہوا اول اوسنے حج کے نام سے خانہ کعبہ جانیکی رخصت

ئی اور وہاں پہونچکر در پردہ بڑے بڑے سنّی مولویوں سے اس مضمون کے فتوے حاصل کیے کہ تمام شیعوں پر جنکو یہ مولوی اشدّ کافر سمجھتے تھے جہاد کرنا اور قتل کرنا روا ہے اور آیندہ ایک وقت خاص مین ایک بڑے مہم کی کارروائی ان فتووں پر منحصر رکھی جیسا کہ آیندہ بیان ہوگا

جب میر دیس خانہ کعبہ سے واپس لوٹا تو اس عرصہ مین اتفاق سے ایک ایسی صورت ظہور مین آئی کہ بہت جلد ان منصوبونکے پورا ہونے کی توقع ہوئی جنمین وہ ہمہ تن سرگرم تھا یعنی ایک شخص ارمینیا کے باشندے اصرائیل ورباوی نامی نے جو مشرقی زبانوں سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا اور بعض ملکی خدمتونکی وجہ سے جو اوسنے شاہنشاہ روس کی جانب سے سلطنت روم مین انجام دی تھین نہایت مشہور و معروف تھا شاہنشاہ روس کے حضور مین اس امر کی درخواست کی کہ مین آپ کی جانب سے ایلچی بنکر ایران کو جانا چاہتا ہون شاہ موصوف نے اوسکی پہلی کارگزاریونکے صلہ مین یہ درخواست منظور کی اور سوای اسکے طرح طرح کی عنایات و مہربانی سے اوسکو مالا مال کردیا چنانچہ

جو تجارت کا مال اصرائیل اور اوسکے ہمراہی اپنے ساتھ لیکر چلے اوسپر پرمٹ کا

محصول بالکل معاف کردیا گیا اصرائیل نے اسبات کو اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے

حق مین بہت بڑا منفعت کا ذریعہ خیال کرکے اور کئی سوداگروں کو اپنے ہموطنوں مین سے

قافلہ مین داخل کرلیا اور اپنا نکو روانہ ہوئے وہان پہونچکر اصرائیل نے یہ خبر اوڑا دی

کہ مین آرمینیا کے قدیمی بادشاہوں کی نسل مین سے ہون میرڈکس نے

یہ خبر سنکر اور نیز اصرائیل کا قافلہ دیکھکر یہ منصوبہ گانٹھا کر اس موقع پر کسی حیلہ سے

سلطان حسین کو گرگینخان کیطرف سے بالکل بدظن کردینا چاہیئے اور غالبا اسوقت

کوئی حیلہ چلجاوے چنانچہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اوسنے عرض کیا کہ

حضور آرمینیا اور جارجیا کے لینے کے واسطے شاہنشاہ روس کی جانب سے

عیسائی متفق ہو کر آئے ہین اور فوج کثیر اپنے ہمراہ لائے ہین اور یہ سارا فساد

گرگینخان کا ہے وہی اسکا باعث ہوا ہے اور وہی بانی مبانی ہے سلطان حسین

اور سب دربار والے یہ خبر سنکر نہایت ہراسان ہوئے اور سمجھے کہ یقینا یہ فساد

گرگینخان کا ہے

اگرچہ یہ بات بالکل بے اصل تھی درحقیقت صرف میر دیس کی شرارت تھی مگر اسکا
اتنا اثر پیدا ہوا کہ سلطان حسین کے دل مین گرگینخان کیطرفسے عداوت قایم ہوگئی چنانچہ
اوسنے اوسکو منصب حکومت سے معزول کرنا بھی چاہا لیکن گرگینخان کی ایسی
وجاہت غالب ہوئی کہ سلطان حسین اوسکے موقوف کرنے مین جرات نکرسکا اوس
توقف کیا سلطان حسین کے مشیر اور صلاح کارون نے بھی علانیہ مخالفت کی راے دی
اور یہ تدبیر بتلائی کہ میر دیس گرگینخان کا دشمن جانی ہے اگر یہ اپنے پہلے عہدہ پر بحال
کردیا جاوے تو یقیناً اوسکی سرکشی اور اولوالعزمی کو روکتا رہیگا گرگینخان
یہ خبر سنتے ہی آگ ببولا ہوگیا اور یہ سمجھ لیا کہ جن لوگون نے میرے دشمن کی حمایت
کی ہے وہ میرا کچھہ نہین کرسکتے الغرض بادشاہ کے حکم کے مطابق جب میر دیس
قندھار مین آپہونچا تو گرگینخان کو بڑا رشک پیدا ہوا اور اوسنے چاہا کہ کسی تدبیر سے
اوسکو بدنام و رسوا کرنا چاہیئے میر دیس کی ایک لڑکی نہایت خوبصورت اور حسین
تھی گرگینخان اوسکے جمال کی تعریف و توصیف سن سنکر ہمیشہ اوس سے ملنے کی
آرزو کیا کرتا تھا بس گرگینخان نے یہ سمجھکر کہ اسوقت اپنا مطلب حاصل ہوتا ہے

اور ایک ہو دہی دشمن کا سر بھی جھکتا ہے ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار
اوس لڑکی کے طلب مین پیام بھیجا اور یہ لکھا کہ مین بغیر تعمیل کرائے اس حکم کے
باز نہ رہونگا ذرا سمجھ سوچکر اسکا جواب باصواب بھیجنا میر دیس نے اپنی قوم کے
سرداروںکو فوراً اس امر کی اطلاع کی افغانونکو چونکہ ایسے امور مین اپنی عزت
و حرمت کا بہت پاس و لحاظ ہوتا ہے یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت افروختہ
ہوئے اور کہنے لگے کہ اس قسم کی باتونمین ہماری قوم کی خصوصاً آپ کی
بڑی ذلت و رسوائی ہے گرگین خان نے اسوقت ہمارے اون زخمون کو پھر
تازہ کردیا جو ایک زمانہ مین ہمنے اوس ستمگار کے ہاتھونسے اپنے سینون پر
کھائے تھے ہم نہایت عاجزی سے آپ کے حضور مین التجا کرتے ہین کہ اس
حیلہ سے آپ اوس سے انتقام لینے پر آمادہ ہوجئے اور ہم بقسم یہ بات کہتے
ہین کہ ہم سب لوگ یکدل ہوکر بدل و جان آپ پر جان نثاری کے لئے موجود ہین
میر دیس یہ باتین سنکر اپنے جی مین نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ذرا صبر کرو
ایسے وقت مین آدمی کو چاہئے کہ ذرا ہوشیاری کے ساتھ کام کرے گرگین خان

بمنزلہ

ایک شیر درندہ سکے سے اور سوتے شیر کا مارا جانا اس سے بہتر ہے کہ جاگتے ہوئے مارا جاوے مگر یاں تم لوگونکو چاہیئے کہ اپنے قول و قرار پر قایم رہکر اس کام مین ثابت قدم رہو اور اس بات کو اپنے دل ہی دل مین رکھو اور میری ذات پر بھروسا کرو مین تو بہہ تن اسی کام کے لیئے ہون وہ بولے کہ انشاء اللہ ہمارے اطاعت مین سرمو فرق نہوگا اور ہم اپنے رزق اور تلوار اور قران مقدس کی قسم کھاتے ہین کہ اس کام مین دل و جان سے حاضر ہین اور کبھی پر افشا نہکرینگے بلکہ یہانتک ہم سخت عہد و پیمان کرتے ہین کہ اگر اپنے وعدون مین جھوٹے ہون تو ہماری عورتون پر طلاق ہے

چونکہ میر دلیس کو اپنے خاندانی عزت و حرمت مین داغ لگانا منظور نتھا اسموقع پر اوسنے یہ ہوشیاری کی کہ اپنے دشمن کو دھوکہ دے دلاکر اوسکو زک دی اور اپنا کام بخوبی نکالا یعنی اوسکی درخواست کے جواب مین ایک خوبصورت اور نوجوان کنیز اپنے یہان کی پرورش یافتہ کو اوسکی خدمت مین بھیجدیا اور اوس لڑکی کو سکھا دیا کہ وہ اپنے کو میر دلیس کی لڑکی ظاہر کرے

اور نا بمقدور اس راز کے چھپانے مین کوشش کرتی رہے گرگین خان کو اس بات

کی ہرگز اطلاع نہ ہوئی وہ میردلیس کی اس تازہ مہربانی کا تہ دل سے مشکور و ممنون

ہوا اور اقسام اقسام کی عنایتون سے اوسکو مالا مال کردیا میردلیس چونکہ اوسکا

جانی دشمن تھا اور وہی پہلی عداوت بدستور گرگین خان کی طرف سے اوسکے

دل مین بیٹھی ہوئی تھی گو ظاہر مین اچھی طرح ملتا تھا اور ہر قسم کی دوستانہ

راہ و رسم عمل مین لاتا تھا مگر ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ کوئی موقع ہاتھ آوے

اور مین دلی کینہ نکالون چنانچہ چند مہینہ کے بعد میردلیس نے ایکبار بڑی دھوم

دھام سے ایک باغ مین شہر سے کسیقدر فاصلہ پر دعوت کا جلسہ قرار دیا اور

گرگینخان سے بھی درخواست کی کہ آپ بھی قدم رنجہ فرما کر تشریف لے چلین

اور جلسہ دعوت کو رونق بخشین گرگین نے نہایت خوشی سے میردلیس کی

درخواست کو قبول کیا اور شریک دعوت ہوا پس میردلیس نے اپنے انتقام

کے لئے اس سے بہتر کوئی اور موقع خیال نکیا اور مروت و مہمان نوازی کا پاس

نکر کے گرگینخان کو معہ اوسکے ہمراہیو کے ایکدم مین قتل کر ڈالا اسکے بعد

سب افغان گرگینخان کے ہمراہیونکا بھیس بدل بدل کر اور اونہین کے
گھوڑون پر سوار ہو ہو کر آہستہ آہستہ قلعہ قندھار کیجانب روانہ ہوئے اور وہان
پہونچکر بڑے جوش وخروش سے قلعہ والون پر حملہ آور ہوئے رات کی اندھیاری سے
کسی نے یہ نہ پہچانا کہ یہ کون لوگ ہین اور کہانسے آئے ہین مگر قلعہ کے اندر
اور باہر کے افغان سب اسعرصہ مین انسے آملے اور ایک جتھا بنگیا میر ویس
کو یقین کامل ہوگیا کہ اب ہمکو فتح نصیب ہونے والی ہے اور عنقریب قندھار
ہمارے قبضہ مین آنیوالا ہے افغانون نے شہر والونکو جتا دیا کہ کوئی شخص رعایا مین سے
کسی ایرانی کو اپنے گھر مین جگہ نہ دے ورنہ اوسکے حقمین نہایت برا ہوگا یہانتک کہ
گرگینخان کی فوج مین سے ایک متنفس کو بھی پناہ لینے کی جگہ نہ ملی اور سب
تہ تیغ کھینچے گئے اسی عرصہ مین گرگینخان کی فوج مین سے چھ سو سوارونکا
ایک رسالہ جو خاص جارجیا سے اوسکے ہمراہ قندھار مین آیا تھا اور اس ہنگامہ
مین کسی مہم پر گیا تھا دو تین دن کے بعد اوس مہم پر سے غنیمت کا مال لئے ہوئے
واپس آتا تھا جب قندھار کے اندر داخل ہونا چاہا تو یکایک فصیل پر سے توپ اور

بندوقونکی آواز آئی یہ ماجرا دیکھکر یہ لوگ نہایت حیران و پریشان ہوئے اور
سمجھے کہ شاید شہر کا حاکم بدل گیا اتنے مین میرویس پانچہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر
قلعہ سے باہر آیا اور اونپر حملہ آور ہوا جارجیا والون نے بڑی دلاوری اور عجیب شجاعت
سے اوسکا مقابلہ کیا اور عرصہ تک میرویس کے حملونکو روکتے رہے میرویس کو
بھی اسبات کا یقین ہوگیا کہ یہ لوگ بڑے جوانمرد اور عالی ہمت ہین پانچہزار آدمیونکے
مقابلہ مین چھہ سو آدمی بے کھٹکے لڑتے ہین اور کچھہ پروا نہین کرتے آخرکار افغان
غالب آئے اور جارجیا والے پسپا ہوکر خراسان کو فرار ہوئے ایرانمین جب
یہ خبر پہونچی تو وہ تہلکہ اور زیادہ پھیل گیا جو اس سے پہلے گرگینخان کے
ہنگامہ کے سبب سے تمام ایران مین واقع ہوا تھا

جب یہ نئی حکومت میرویس کے ہاتھہ لگی تو وہ اوسکی ترقی
اور استحکام مین ہمہ تن مصروف ہوا قندھار والونکے ساتھہ نہایت خلق
اور مہربانی کے ساتھہ پیش آنے لگا اور بدل و جان اونکی حفاظت و حمایت کا
خواہان ہوا مگر درپردہ اونسے اسبات کا خواستگار ہوا کہ کسی نہ کسی تدبیر سے

یہ لوگ شاہ ایران سے برگشتہ ہوکر اوسکی اطاعت سے منحرف ہو جاوین چنانچہ اون
فتو ونکو جو شنیو نکی نسبت ایک زمانہ مین مکہ شریف سے لکھوا کر لایا تھا اب موقع
پاکر مشتہر کیا اور عموماً اس بات کا اشتہار دیا کہ جو لوگ خود مختاری اور قومی آزادی
پسند نہین کرتے اور ایرانیون کی سختیان اور ہر ایک قسم کی پابندی گوارا کرتے
ہین وہ یہان سے چلے جاوین اور اونھین کے پاس جا کر رہین جنکو وہ اپنے حق مین اچھا
جانتے ہین اس عرصہ مین ایران کے کمزور بادشاہ کو میرویس کے باغی ہو جانے سے
بڑا اندیشہ پیدا ہوا اور بجای اسکے کہ وہ اس پرزور باغی کے مطیع کرنیکے لئے
کوئی عمدہ اہتمام کرے ایک ایلچی کے بھیجنے پر کفایت کی اس ایلچی کا نام محمد جانی تھا
جب وہ میرویس کی خدمت مین پہونچا تو اوسنے زبانی پیام بیانکرنے شروع کرے
ہنوز محمد جانی کے کلام کا سلسلہ پورا نہو چکا تھا کہ اثنای گفتگو مین میرویس نے اوس سے کہا
کہ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ ہوشیاری اور دانائی صرف ایسے بزدل اور نامرد آدمیون پر
ختم ہے جیسا تیرا بادشاہ ہے اور سارا زمانہ بے وقوف اور نادان ہے بھائی
ایران ہی پر کچھہ دانشمندی منحصر نہین بہت سے خدا کے بندے ایسے ہین کہ عقل سے

بھرو والی سمجھتے ہین اگر سلطان حسین کسی قابل ہوتا تو ہمیشہ خالی باتین ہی باتین نہ
بنایا کرتا کسی موقع پر کبھی ہاتھ پیر بھی ہلاتا ہمسے لوگونکے منصوبے روکنے کیلیے یا ہماری
ہمتین پست کرنیکے لیے کبھی کوئی کار نمایان کرتا تاکہ ہم لوگ اوسکی شاہانہ نشان
وشوکت اپنے جیون مین بٹھاکر ہمیشہ اوس سے خائف وترسان رہا کرتے اور کبھی
حکم عدولی نکرتے اب ہم کس برتے پر اوس سے ڈرین سلطان حسن کو اختیار ہے
جیسے چاہے ہمسے لڑے ہمکو کچھہ پروا نہین اس گفتگو کے بعد میرویس نے اوس ایلچی کو
اس مصلحت سے قید کرلیا تاکہ ایران پہونچکر کوئی فساد برپا نکرے

دربار شاہی پر ایسا غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا کہ باوجود شدت بغاوت کے
میرویس کے حال سے کوئی تعرض نکرتا تھا جب یہانتک نوبت پہونچی کہ میرویس علانیہ
کلمات ناملایم سلطان حسین کی نسبت زبان پر لانے لگا تو یہ تجویز قرار پائی کہ محمد خان
والی ہرات جو میرویس سے روشناسی رکھتا ہے اور مکہ شریف مین بھی اوسکے ہمراہ
تھا اوسکو بطریق سفارت وہان بھیجنا چاہیے شاید وہ پہلی ملاقات کے ذریعہ سے
میرویس کو ایسے ایسے منصوبونسے باز رکھے اور شاہی اطاعت پر آمادہ کرے چنانچہ

والی موصوف نے قندھار مین پہونچکر میرویس کو اس راز سے مطلع کیا میرویس نے
اوس سے کہا کہ ای محمد خان اگر میرے تیرے درمیان قدیمی دوستی کا رابطہ ہوتا
تو اسوقت یقینا تو اپنے کہے کی سزا کو پہونچتا تجکو شکر کرنیکا مقام ہے کہ تو اسوقت
قدیمی دوستی کے ذریعہ سے میری مہمانداری کا مستحق ہے اور اب ہماری کامیابی کا
زمانہ بہت قریب آ پہونچا ہے کوئی دن جاتا ہے کہ ہماری تلوار میان سے باہر آتی ہے
اور گن گن کر ایک ایک ایرانی کافر کو عدم کا سیدھا رستہ دکھاتی ہے عنقریب
تمھارا بادشاہ تخت سے اوتارا جائیگا اور افغانوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا الغرض
میرویس ایسی ہی باتین دیر تک کرتا رہا اور محمد خان کے قاصد بنکر جانیکا مطلق فائدہ
نہوا بلکہ محمد خان کو مدت تک میرویس نے جانے نہ دیا اور مقید رکھا آخر کار گورنمنٹ
ایران کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ بجز لڑائی کے اب کوئی چارہ باقی نہین لاچار
ہوکر سلطان حسین نے اول اول خراسانی حاکمونکو قندھار پر بھیجا خراسانیون نے
جاتے ہی اول حملہ مین چند مرتبہ متواتر شکست کھائی آخر پسپا ہوکر فرار ہوئے اس لڑائی
مین میرویس کی ہمت دوبالا ہوئی اور تمام سلطنت ایران مین تہلکہ پڑ گیا دربار شاہی کو یقین

کامل ہو گیا کہ یہ شکست بیجہ ہماری پست ہمتی و رکاہلی کا ہے جب تک ہم لوگ اپنے آپ کو مستقل
اور ثابت قدم نہ بنائینگے اور اس خطرناک دشمن کی روک کیلئے تمام سلطنت مین سے چن چن کر
فوج اکٹھی نکرینگے اوسوقت تک مقابلہ دشوار ہے چنانچہ ایک زمانہ دراز مین جنگی فوج جمع
کیگئی اور جارجیا کا حاکم خسرو خان نامی جو اپنی لیاقت اور حسب نسب کے لحاظ سے سلطنت
ایران کا مددگار اور حامی کا شمار کیا جاتا تھا اور نیز اس خیال سے کہ وہ گرگین خان کا
بھتیجا تھا گرگین خان کے مارے جانے سے میرویس کا جانی دشمن بن رہا تھا اس مہم کے واسطے
سپہ سالار فوج کا قرار دیا گیا جب خسرو خان قندھار پر پہونچا اور حملہ آور ہوا تو اول ہی
حملہ مین اوسنے میرویس کو شکست فاش دیکر قندھار کا محاصرہ کر لیا افغانونکی فوج نے
اسوقت مین بیجان ہو کر کہا کہ اگر معافی کا ایک عام اشتہار دیا جاوے اور ہماری جان و مال کی
حفاظت کیجاوے تو ہم عہد و پیمان کرنے پر راضی ہین خسرو خان نے اسبات کو منظور
نکیا اور نہایت تشدد و سختی کے ساتھ فوراً اونکو اطاعت کرنے پر مجبور کیا افغان
اسحالت مایوسی جان و مال سے عاجز ہو کر نہایت پریشان و مضطر ہوئے اور
ایکبار ہمت کرکے ایرانیون پر حملہ آور ہوئے میرویس کی طرف سے اس ہنگامہ مین بڑا

افغانونکو رسد پہونچتی رہی اور ایرانیون کی طرف رسد کی کمی ٹہری تھی خسرو خان
نہایت مضطرب ہوا اور گھبرایا مگر ہمت نہ ہارا اور وہی قلیل فوج فراہم کرکے
لڑتا رہا اتنے مین پھر شکست کھائی پھر ہمت باندھکر اپنی فوج کی دلاسا اور دلدہی
کرنے لگا اور دلیرانہ جان بکف اور سینہ سپر ہوکر اور جارجیا کے سپاہیونکا
ایک گروہ ساتھ لیکر افغانونکی قلب فوج پر حملہ آور ہوا مگر آخر کار وہ موت
اوسکو نصیب ہوئی جس سے وہ ڈرتا تھا اسکے بعد محمد رستم خان سپہ سالار خسرو خان کا
قایم مقام ہوا میرویس نے اوسکو بھی فوراً شکست دیکر پسپا کر دیا اب میرویس تمام
صوبہ قندھار پر بلا مزاحمت غیرے قابض و متصرف بن بیٹھا اور اوسکو ایک
خود مختار حکومت قرار دیکر شب و روز اس امر کا خواہان ہوا کہ کسی نہ کسی تدبیر سے
اپنی آزاد سلطنت کو پایۂ عروج پر پہونچانا چاہیئے مگر قبل اس سے کہ وہ اپنے
منصوبونکو پورا کرے اور اپنے ارادون مین کامیاب ہو ناگہان بحکم
قضا نشانۂ تیر اجل بنکر رہ نورد عالم بقا ہوا سب دوست و دشمن اوسکے اسبات
مین متفق ہین کہ علاوہ بہادری اور شجاعت کے وہ اپنی ذاتی لیاقت اور دانشمندی کے

لحاظ سے نہایت تعریف و توصیف کے قابل تھا ٭

میرویس نے دو بیٹے چھوڑے بڑے لڑکے کی عمر صرف اٹھارہ برس کی
تھی اس لئے اسوقت مین قندھار کی حکومت میرویس کے بھائی میر عبد اللہ
نامی کے نام قرار پائی میر عبد اللہ بڑا الست ہمت اور بزدل تھا اوسکے ارادے
بالکل میرویس کے ارادونکے برخلاف تھے منصب حکومت پر بیٹھتے ہی اوسنے
افغانونکو شاہ ایرانکی اطاعت پر مجبور کرنا چاہا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ تم لوگونکو
آزادانہ طرز و انداز سے منحرف ہوکر بادشاہ وقت کی اطاعت کا غاشیہ
سر پر رکھنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارا مرجع و ماوا شاہ ایران ہے
ہمکو اوسکی فرمان بری سے ہرگز سرتابی مناسب نہین ہے افغان چونکہ
میرویس کی باتونکے خوگر تھے اور ایک عرصہ دراز سے اونکے دماغون مین آزادگی
بو سما رہی تھی اور خود مختاری گویا اونکے رگ و ریشہ مین پیوستہ تھی یہ سنکر نہایت
افروختہ ہوئے اور میر عبد اللہ کی نسبت نا ملایم کلمات زبان پر لانے کہنے لگے
بڑے افسوس کی بات ہے کہ میر عبد اللہ خود بخود اونکی اطاعت کی استدعا کرتا ہے

سے فی الحال ایسی کونسی ضرورت اوسکو درپیش ہے کہ بغیر اطاعت کے کوئی چارہ نہین
بھلا ایسا کون شخص ہے کہ بیٹھے بٹھائے اپنی خوشی اپنے پانوٴمین بیڑی ڈال کر
ناگہانی مصیبت مین گرفتار ہووے ہملوگ ہرگز اسبات پر راضی نہین اور اگر میر عبد اللہ کو
ایسی ہی خوشی ہے تو خواہ مخواہ وہ ہمارا پیچھا کیون لیتا ہے اوسکو اپنا اختیار ہے
ہمسے کیا سروکار ہم اپنے حقمین اپنی آزادی کو اطمینان و امن و امان کا سبب
خیال کرتے ہین جو ہمنے اپنے قوۃ بازو سے حاصل کی ہے بہرکیف افغانون نے
ہرچند فکر کی کہ میر عبد اللہ اس ارادہ سے باز رہے مگر اوسنے نمانا اور چند اپنے یار غار مشیر کار کے
اتفاق سے دربار صفہان کے ساتھ صلح کرنے پر آمادہ ہوا اور بہت ہی مقدمہ مین مصروف
ہوکر اوسنے اپنے ارادہ کو مضبوط کیا چنانچہ اپنی طرف سے ایک خط بناکر سلطان حسین
کی خدمت مین یہ مضمون کا بھیجا کہ افغان آپکی اطاعت بسر و چشم منظور کرتے ہین مگر
اسکے ساتھ یہ بھی استدعا رکھتے ہین کہ ہماری تین شرطین قبول فرمائی جاوین
اول یہ کہ جو روپیہ خراج کا ہمنے سابق مین ادا کیا ہے وہ ہمین واپس دیا جاوے
دوسرے یہ کہ ہمارے صوبہ مین غیر قوم کے سپاہی وغیرہ مسلط نفرمائے جاوین

تیسرے یہ کہ صوبہ قندھار کی حکومت میر عبد اللہ کے خاندان مین موروثی قرار دیجاوے افغانونکو جب اس عہدنامہ کی اطلاع ہوئی تو جو لوگ اونمین سربرآوردہ تھے نہایت افروختہ اور غضبناک ہوئے اور درحقیقت یہ غصہ اونکا واجبی تھا کیونکہ وہ لوگ اطاعت کے نام کو برا جانتے تھے اور گو کہ اس عہدنامہ مین سراسر اونکی منفعت ہی تھی مگر تاہم ایک قسم کی اطاعت کی بو آتی تھی جسکی بدولت اونکو اپنی ہمت کے برباد ہو جانیکا خیال پیش نظر تھا

میرویس کا بڑا لڑکا محمود خوبصورت جوان جو اپنی آزادی اور سختی رائے کے لحاظ سے اپنے باپ کی مانند افغانونکی سرپرستی کے قابل شمار کیا جاتا تھا اپنے چچا کے ساتھ عداوت رکھتا تھا بلکہ اوسکو اپنے حق کا چھین لینے والا خیال کرتا تھا رفتہ رفتہ جب سارے افغانونکو عبد اللہ کے ساتھ عداوت ہو گئی تو محمود نے موقع پا کر یہ تدبیر کی کہ ایکبار اپنے رفیقوں مین سے چالیس آدمی منتخب کرکے اپنے ہمراہ لیے اور محل کا جا کر محاصرہ کر لیا اور میر عبد اللہ کی خوابگاہ مین گھس گئے سوتے مین اوسکو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا جب میر عبد اللہ کا کام تمام ہوا

تو محمود کے رفیقوں نے بڑی خوشی کے ساتھ اوسکو قندھار کا بادشاہ بنایا بجا
شادیانے بجنے لگے اور ہر طرف سے صداے نغمہ و طرب بلند ہونے لگی سارے شہر مین
منادی کرادی گئی کہ آج محمود میرویس کا بیٹا قندھار کا بادشاہ قرار دیا گیا اسکے
بعد ایک مجلس منعقد ہوئی اور ارکین سلطنت نے سردار متوفی کے اون کاغذات
کو جو اوسکے اور ایران کے معاہدہ کی بابت تھی بہ تعمق نظر ملاحظہ کیا اور یہ رائے دی
کہ میر عبد اللہ بے شک اسی قابل تھا کہ مارا جاوے

اس زمانہ مین ایران مین ہر چہار طرف سے لوٹ کھسوٹ اور مار پیٹ کے
ایسے جھگڑے برپا ہوئے کہ اونکی بدولت محمود کو اپنی حکومت کے استحکام کے
سوای اپنے باپ کے اون منصوبوں کے پورا کرنیکے لئے بخوبی موقع ہاتھ آیا جنکو
وہ ادھورا اور ناتمام چھوڑ کر مر گیا تھا یعنی میرویس اپنی زندگی مین ہمیشہ اسی
فکر مین رہتا تھا کہ ایرانیون کی طبیعتون مین علے العموم سرکشی اور بغاوت کا
مادہ پیدا ہو جاوے اور تمام سنی شیعوں کے مخالف اور دشمن جانی بن جاوین

سو اس عرصہ مین محمود کو کردستانیون اور اوزبکوں کے طرف سے اسقدر مین

بڑی حمایت لی کردستان کی قومین جو سنی المذہب تھین اور اہل سنت کے
ساتھ اعتقاد رکھتی تھین اونھون نے اصفہان تک لوٹ کھسوٹ مچا کر
ایرانیونکو تباہ کر دیا اور اوزبکون نے سردار آزاد الله کے ساتھ جو افغانون
مین سے قوم ابدالی کا حاکم تھا سازش کر کے تمام خراسان کو لوٹ لیا اور یہ
وہی آزاد الله تھا جو سابق مین شاہ ایران سے منحرف ہو گیا تھا اور ہرات
اور اوسکے قرب وجوار کے ملکون پر قبضہ کر کے خودمختار آزاد حاکم بن بیٹھا تھا
جب چار طرف سے سلطنت ایران پر بار بار ادر حملونکی بوچھار ہوئی تو دربار
اصفہان کو بڑا اندیشہ ہوا اور سردست یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اول ہلہ مین کون سی
خطرناک حد کے دفعیہ کی تدبیر ضروری ہے چنانچہ پہلے پہل اوزبکون اور ابدالیونکے
مقابلہ کے واسطے جنکی طرف سے ہر دم وہر لحظہ اندیشہ پیش نظر رہتا تھا سردار
صفی قلی خان تیس ہزار سپاہیونکی ہمراہی مین بھیجا گیا جسوقت صفی قلیخان نے
ہرات کی طرف کوچ کیا تو ناگہان راہ مین بارہ ہزار اوزبکون سے اوسکو مقابلہ
در پیش ہوا عرصہ تک لڑائی رہی انجام کار وہ لوگ بھاگ نکلے اور ایرانیونکو

فتح نصیب ہوئی اس فتح سے ایرانیونکو یہ توقع ہوئی کہ آیندہ باسانی ہمکو فتح
نصیب ہوگی اور بلاشک ہم کامیاب ہونگے مگر اونکا یہ خیال ہی خیال تھا جب
آگے بڑھے تو سردار آزاد اللہ پندرہ ہزار آدمیونکی فوج لیکر ہرات سے باہر نکلا اور
صفی قلیخان سے مقابل ہوا طرفین سے بڑی دھوم دھام کے ساتھہ مقابلہ ہوا
اور طلوع آفتاب سے لیکر سہ پہر تک لڑائی کا ہنگامہ گرم رہا اس اثنا مین بیچارے
ایرانیون نے اپنی شامت اعمال سے ایسا دھوکہ کھایا کہ بالکل اونکا فیصلہ
ہوگیا یعنی عین ہنگامہ واردات مین اتفاق سے ایرانی گولہ اندازون نے دھوکہ سے
اپنی ہی فوج کے ایک گروہ کو حریف کا گروہ خیال کرکے دفعتًا اونپر ایک فیر کیا
اونھون نے یہ سمجھکر کہ توپخانہ افغانونکے پاس تو ہے نہین صرف ہمارے
ہی لشکر مین سے افسوس ہماری طرف کے آدمیون نے ہمارے ساتھہ
دغا کی یکبارگی حملہ آور ہوئے اور باہم تھٹ پٹ ہوکر خوب لڑے آزاد اللہ نے
اسوقت مین موقع پاکر جرنیلی حملہ کیا مگر ایرانی نہ ٹھہر سکے اور پراگندہ ہوکر بھاگ
نکلے چنانچہ افغانون نے دور تک اونکا تعاقب کیا اور بیس ضرب توپ مین اور

اونکا تمام مال و اسباب غنیمت مین لانے اس واقعہ مین ایرانی سپہ سالار اور اوسکا بیٹا اور آٹھ سو سپاہی جان سے مارے گئے اور افغانونکو بڑے نقصان کے بعد فتح عظیم حاصل ہوئی کیونکہ اون آزاد اللہ کی قوم کے تین ہزار دلاور سوار میدان جنگ مین مارے گئے اوسکے بعد اوسکو فتح نصیب ہوئی اگرچہ اس فتح کے نصیب ہونے سے آزاد اللہ کی آزاد حکومت اور خودمختاری کو بڑا استحکام ہو گیا لیکن گورنمنٹ ایران کے حق مین قندھاری افغانونسے بھی زیادہ یہ قوم خطرہ کا باعث ہو گئی

یہ جھگڑے ایران کے گوشہ شمال و مغرب کی سرحد پر واقع تھے جب اضلاع جنوبی مین یہ نزاع برپا ہوا کہ خلیج فارس کے جزیرون پر شہر مسقط کے ایک عربی حاکم نے قبضہ کر لیا تو ایرانیون کو اور زیادہ تردد پیدا ہوا اور اونھون نے پرتگال کے حاکم صوبہ گوا سے اسمقدمہ مین امداد طلب کی اوسنے اس خیال سے کہ اوسکو بحری فوج جو بڑی کارآزمودہ اور ہمیشہ سے فتح کی عادی تھی عنقریب اہل عرب سے ایکبار شکست فاش کھا چکی تھی حاکم عربی کے مقابلہ مین

ایرانیونکی امداد مین پہلوتہی کی اور صاف انکار کیا اور دوسرا سبب زیادہ تر اس
عرصہ مین اونکی شکستہ دلی کا لطف علیخان سپہسالار کا ناکام ہونا تھا جسکو
شاہ ایران نے اون لوگونکی مقاومت کے واسطے بھیجا تھا جنھون نے
اپنی غارتگری اور رہزنی سے تمام ساحل ایران پر شور و فساد مچا رکھا تھا
اور اون لوگونکے دفعیہ کے واسطے بحری فوج درکار تھی پس جبکہ لطف علیخان
کو بحری فوج بہم نہ پہونچی اور وہ مایوس ہوکر بندر عباس کے قریب جا ٹھیرا
تو ایرانی نہایت سراسیمہ اور پریشان ہوئے پھر اسی حالت تشویش مین
ایک بلای آسمانی اور مصیبت ناگہانی اور تازہ پیش آئی یعنی میرویس کے
بیٹے محمود نامی نے اسوقت موقع پاکر ایران پر حملہ آوری کا ارادہ کیا اسحالمین
بیچارے ایرانی نہایت پریشان خاطر اور غمزدہ تھے گویا بزبان حال یہ کہتے
تھے **ابیات** قادر خلاق کی ہے بے نیازی دیکھیے ٭ اور نصیب واژگون کی کارسازی دیکھیے
چرخ کج ہے ناساعد اور زمانہ جنگجو ٭ ہر طرف سے ایک بلای ناگہانی روبرو
محمود بیابان سیستان طے کرتا ہوا کرمان مین آپہونچا یہ خاص راہ اوسنے اسواسطے

اختیار کی کہ بہ نسبت اور راہونکے چندان دشوار گزار اور خطرناک نہ تھی
مگر تاہم اس راہ مین بعض بعض وقتونکے پیش آنے سے بہت لشکری اور گھوڑے
اوسکے ضایع ہوئے کرمانیونکو اول اول اسباب کا بالکل خیال نہ تھا کہ
محمود ایران پر حملہ کرنے کے ارادہ سے یہان آیا ہے اسلئے وہ بیچارے فوراً بسر و
چشم اوسکی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہوئے اور ہمہ تن مطیع و فرمانبردار
بنگئے مگر محمود نے مطلقاً اونکی اطاعت کا پاس و لحاظ نکیا اور بے دھڑک
اونپر ظلم و ستم کرنے لگا کرمانی اسوقت مین نہایت مجبور اور پریشان ہوکر
تائید غیبی کے منتظر ہوئے کہ اتنے مین یہ خبر مسرت اثر افواہ عام مین مشہور
ہوگئی کہ لطف علیخان سپہ سالار کرمانیونکی امداد کے واسطے سمندر کے
کنارہ سے روانہ ہوا ہے وہ عنقریب آیا چاہتا ہے چنانچہ اسی درمیان مین
لطف علیخان سپہ سالار فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر کرمان مین آپہونچا اور
محمود پر حملہ آور ہوا انجام کار محمود شکست فاش کھاکر قندھار کو واپس گیا
اور لطف علیخان فتحیاب ہوا لیکن چونکہ طرفین کی حملہ آوری سے سراسر

کریانیونکو حضرت پہونچی اور وہ بیچارے تباہ و خراب ہوگئے اور یہ لڑائی اون
مظلوموںکے حقمین بمنزلہ بلای آسمانی اور آفت ناگہانی کے ہوئی اسلئے
لطف علیخان کی یہ حملہ آوری اوسکے حقمین امداد و اعانت نہ شمار کیگئی
محمود کے فرار ہونیکے بعد لطف علیخان کو یہ اندیشہ
دامنگیر ہوا کہ مبادا وہ پہر لوٹ کر کچہہ نہ کچہہ فساد برپا کرے اس خیال
سے اوسنے شیراز مین پہونچکر سپاہ وغیرہ کا بخوبی بندوبست
کرلیا اور ایک مسلح فوج خاص اوسکے مقابلہ کے واسطے تیار کی مگر
چونکہ یہ فوج شیراز کی رعایا کے حقمین سخت ظالم اور ستمگار تہے
اور نیز اس عرصہ مین لطف علیخان نے بہی بضرورت وہانکے
لوگون سے امداد چاہی اور مویشی وغیرہ طلب کرنے مین جو سامان
رسد مین کار آمد ہونے ہین کسی قدر زیادتیان شروع کین تو
اونکو نہایت ناگوار ہوا اور اونہون نے باہم سازش کرکے
شکایت کے طور پر سلطان حسین کو اس امر کی اطلاع دی سلطان حسین نے

فوراً لطف علیخان کو اس جرم مین عہدہ سپہ سالاری سے موقوف
کیا اس بیچ موقوفی اوسکی فوج کی ابتری کے لئے ادنی اشارہ ہو گئی اور
درحقیقت یہ موقوفی سلطان حسین کے اوس عتاب و ناخوشی کا نتیجہ تھی جو
اوسکی جانب سے لطف علیخان کے بھائی وزیر اعظم فتح علیخان نامی کے
بعض بعض بداطوار اور بدطینتو نکی پرداز ی اور کارسازی سے ظہور
مین آئی تھی اور پھر وہ ناخوشی بہت جلد اور بآسانی ندامت سے
بدل ہو گئی چنانچہ وہ ذیل مین مفصل مذکور ہے

ایک بڑے نامی گرامی مولوصاحب اور حکیم صاحب نے
جو اوس دیار مین مشہور و معروف تھے باہم سازش کر کے
یہ منصوبہ ٹھیرایا کہ کسی تدبیر سے وزیر اعظم کو ذلیل کرنا چاہیے
چنانچہ وہ دونون آدمی رات کو بادشاہی محل مین پہونچے
اور سلطان حسین کو بیدار کر کے عرض کی کہ بڑے افسوس کی
بات ہے کہ حضور ایسے خواب غفلت مین مدہوش ہین حالانکہ

بعض بعض دشمن بالا بالا آپ کے قتل کی فکر مین لگ رہے ہین اور ایک خط جعلی فتح علیخان
کی جانب سے والی کردستان کے نام لکھا ہوا اسمضمونکا پیش کیا کہ فلان تاریخ
ہمارا مصمم ارادہ سلطنت ایران پر حملہ آوریکا ہے لہذا ہم بنظر استمداد لکھتے ہین کہ
تین ہزار کرد تاریخ معینہ سے پہلے پہلے ہونچکر ہمارے شریک حال ہون سلطان حسین
یہ مضمون دیکھتے ہی آگ بیولا ہوگیا اور ایسا خوف وہراس اوسوقت اوسپر
طاری ہوا کہ یکقلم ہوش وحواس اوڑ گئے اور بیخود ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد جب
اوسکی عقل ٹھکانے آئی تو فورًا اوسنے فتح علیخان کے قتل کا حکم دیا جن
لوگون نے اوسکو گرفتار کیا اونھون نے اس امید پر کہ وہ اپنے مال و
متاع کی ہمکو خبر دے جان سے نمارا اور طرح طرح کی ایذا و تکلیفین دینی
شروع کین یہانتک کہ اندھا کر دیا اسی درمیان مین صبح نمودار ہوگئی
اور فتح علیخان قتل سے باز رہا اتفاقًا وہ تاریخ معینہ لڑائی کی جو اوس
جعلی خط مین مندرج تھی یہی تھی سلطان حسین نے اوٹھکر دیکھا تو کوئی
جعلی خط کا ظاہر و آشکارا نہ پایا اوسوقت اوسکو یقین کامل ہوگیا کہ

یہ ساری شرارت اور فتنہ پردازی فتح علیخان کے دشمنوں کی تھی ورنہ در حقیقت
وہ اس تہمت سے بالکل بری ہے پس اوسنے فتح علیخان کی جان بچادی
اور اوسکے زخموں کے علاج کی تدبیر کی اور یہ حکم دیا کہ اوسکے مقدمہ کی نسبت
تحقیقات کیجاوے چنانچہ اس مقصد کے واسطے سرداران دربار کی ایک
عام کونسل منعقد ہوئی ارباب کونسل نے ایک لمبی چوڑی گفتگو کی بعد
تین الزام اوسکے ذمہ لگائے اول یہ کہ اوسنے قوم کرد کے لشکر کو سلطان حسین
کی گرفتاری کے لئے بے شک طلب کیا دوسرے یہ کہ وہ سنیوں سے در پردہ
خط و کتابت رکھتا ہے اور سنیوں کے سنی ہونیکے سبب سے زیادہ اونسے
راہ و رسم رکھتا ہے تیسرے یہ کہ ایکبار اوسنے شاہ سلیمان کے مقبرہ کے
قریب کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ میں اپنے باپ کے انتقام میں جسکو اوسنے
قتل کرایا تھا اوسکے بیٹے سلطان حسین اور تمام شاہی خاندان کو قتل
کرونگا فتح علیخان نے جو اپنے تئیں داغستان کے قدیمی بادشاہوں کی
نسل میں سے بتاتا تھا اور خود بھی اپنی ذاتی لیاقت رکھتا تھا ارباب

سہ تہمت بر فتح علیخان

کونسل کے جواب مین نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ گفتگو کی اور اون

الزامون اور شبہونکو جو حاضرین مجلس نے اوسکے ذمہ لگائے تھے باٰئین

شائستہ رد کیا اور اون الزامون سے صرف اپنی برٔیت ہی نہ حاصل کی

بلکہ ایسی عمدہ گفتگو کی کہ مخالفینکے دانت کھٹے کر دئے سلطان حسین

یہ گفتگو سنکر فتح علیخان کی جانب سے بالکل مطمئن ہو گیا اور اپنی بیجا ہی

افسوس کرنے لگا کہ مینے ناحق لوگونکے کہنے سننے سے بے سوچے

سمجھے فتح علیخان کو ذلیل و رسوا کیا مگر افسوس کہ بعد اس تحقیقات

کامل کے سلطان حسین نے اپنے وزیر کے حق مین صرف یہی انصاف کیا

کہ اوسکی مصیبتونکا حال سنکر رو دیا اور کچھہ نکر سکا

اسکے بعد دوسرے سال ایسے ایسے سخت واقعات ظہور

مین آئے جنکی سبب سے تمام سلطنت ایرانمین تاریکی چھا گئی قسطنطنیہ سے

اتفاقاً ایک ایلچی ایرانمین وارد ہوا تو ایرانی نہایت متردد اور پریشان خاطر

ہوئے اور سمجھے کہ شاید سلطان ترکی کی طرف سے یہ ایلچی ہماری زوال کی خبر

سلطنت کا ایک حصہ طلب کرنیکے واسطے آیا ہے لیکن جبتک کہ اونکو تفصیل اوس ایلچی کے مقاصد پر اطلاع نہ ہوئی اوسوقت تک وہ بیچارے خائف و ترساں رہے جب اونکو یقین کامل ہوگیا کہ یہ گمان بالکل غلط اور بے اصل تھا تب اونھون نے ایسی خوشی ظاہر کی کہ اوس سے اون کی سلطنت کا کمزور اور خوفناک ہونا بخوبی معلوم ہوتا تھا اسی عرصہ مین لسنی جو عنقریب سلطان حسین کے نامناسب اور بیجا[له] حمایت کی بدولت والی جارجیا کے پنجہ غضلت سے نجات پاچکے تھے شروان پر حملہ آور ہوئے یہانتک اونھون نے لوٹ کھسوٹ مچائی کہ قصبہ شماکی کو اپنے قبضہ مین لیلیا اور وہان کے اکثر باشندونکو تہ تیغ کیا پھر اسنے مین قوم ابدالی کے لوگ تمام صوبہ خراسان پر قابض و متصرف بن بیٹھے اور شہر مشہد پر حملہ آوری کے ارادہ سے مستعد ہوئے شہر طبریز بھی اسی زمانہ مین زلزلے کے سبب سے تباہ و خراب ہوگیا چنانچہ ایک مورخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر طبریز مین قریب اسّی ہزار آدمیونکے

[له] بیان کی ہے صاحب [illegible] نے کہ والی جارجیا بموقع پر سلطان حسین سے کسی بات پر ناخوش ہوگیا تھا وہ اپنا [illegible] سلطان حسین کی طرف سے [illegible] پس جسوقت وہ سلطان حسین کیطرف سے جلاوطن کر دیا گیا اوسوقت لیزگی نے اوس پر حملہ کرکے جارجیا کو لوٹ لیا جب اوسنے لیزگیون سے اپنا انتقام لینا چاہا تو سلطان حسین نے اوسکو گرفتار کر لیا ۱۲

اس زلزلہ کے صدمہ سے ہلاک ہوئے

جہان ایرانیونکی بدنصیبی اور حماقت کی اور بہت سے آثار تھے وہان ایک

یہ بھی تھا کہ جب کبھی اتفاقاً کوئی بات حادث ہوتی تھی تو اوسکو اپنی سو اعتقاد کے

موافق نیک فالی یا بدفالی کی علامت قرار دیکر نئی نئی خیال باندھا کرتے سکے

ایکروز اتفاق سے آسمان کی رنگت بہت میلی تھی اور آفتاب بہ نسبت اور دنو کے

سرخ و تسفاف معلوم ہوتا تھا ایرانی یہ کیفیت دیکھکر نہایت خوفناک ہوئے

اور نجومیونکو جمع کرکے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے سب نجومیون نے متفق ہوکر

یہ رای دی کہ آسمان کی اس قہرآلود رنگت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصفہان پر

کوئی آفت آنے والی ہے غالباً آگ لگے گی اور اس سے جلکر خاک سیاہ ہو جاویگا

یا زلزلہ کے صدمہ سے بالکل خراب و تباہ ہو جاویگا اس پیشین گوئی پر سب ایرانیو نے

اعتقاد کلی کیا اور سمجھے کہ یہ سب ہماری اعمال کی سزا ہے ہمکو چاہیے کہ اپنی حرکتو سے

باز آوین اور خداوند تعالے کی جناب مین توبہ کرین تا بداس بلای آسمانی سے

نجات پاوین پس سلطان حسین کے حکم کے موافق جتنی عورتین شہر مین فاحشہ تھین

وہ سب نکالدی گئین اور شراب وغیرہ کی ممانعت کردی گئی اور جابجا واعظ
سفر کئے گئے تاکہ لوگونکو وعظ و نصیحت کی باتین سناکر ڈرائین اور گناہو
سے بچائین سلطان حسین نجومیون کی زبانی یہ خوفناک پیشین گوئی سنکر ڈر گیا تھا
اسلئے وہ معہ اپنے خاص خاص سردارون اور خواجہ سراون اور بیگمات کے
شہر سے باہر جاکر خیمہ زن ہوا اسوقت مین تمام ایرانیونپر ایک خوفناک
حالت طاری ہونے سے یہ کیفیت معلوم ہوتی تھی کہ گویا ایک بڑا گروہ
نزع کی حالت مین مرنیکے لئے آمادہ ہے اسی عرصہ مین جب اونکو خبر پہونچی
کہ محمود پچیس ہزار آدمیونکی فوج لیکر جسمین بہت سے بلوچستانی بھی اوسکی
مدد کے لئے شامل ہین ایران مین داخل ہوگیا ہے تو یقیناً اونھون نے
یہ ایک علامت اپنی تباہی کی خیال کی جسکا اندیشہ اونکو پہلے سے
لگ رہا تھا

محمود شروع ماہ جنوری مین قندھار سے روانہ ہوا اور بیابان سیستان
طے کرتا ہوا اصفہان کے ارادہ سے بحیر کرمان مین آپہونچا کرمانیون سے

جب مقابلہ کی نوبت آئی تو بہت جلد اوسنے شہر کا محاصرہ کرلیا مگر خاص قلعہ کے
باشندون نے اوسکے حملونکو بہت روکا اور دفع کیا آخرکار حاکم شہر نے
کچھ روپیہ اوسکی خدمت مین پیشکش کیا تو اوسنے نہایت خوشی سے اوسکو
قبول کرلیا اور یہ اوسکے حقمین نہایت اچھا ہوا کیونکہ اسوقت مین اوسکو
بغیر کسی ذلت اور رسوائی کے شہر کے محاصرہ موقوف کرنیکا عمدہ حیلہ ہاتھ
آگیا اور اصفہان کی طرف جانیکی بہت جلد ہمت ہو گئی ورنہ زیادہ تر توقف
اوسکے حقمین اچھا نہ تھا چنانچہ اسکے بعد فوراً وہان سے چلدیا اور شیراز کے
راستہ سے ایک آباد ملک مین ہوکر اصفہان کو نگیا بلکہ کرمان سے سیدھا
ایک بیابان ملک کے راستہ سے ہوکر شہر یزد مین پہونچا اور دفعۃً اوسکو
حملہ کرکے لینا چاہا مگر اتفاق سے وہان وہ پس پا ہوا پھر وہان سے
اصفہان کو روانہ ہوا جب شہر چار منزل کے فاصلہ پر رہگیا اور سلطان حسین کو
خبر لگی کہ محمود لڑائی کے ارادہ سے آتا ہے تو اوسنے دو ایلچی پندرہ ہزار
تومان دیکر اوسکے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہ روپیہ ہم اس شرط پر دیتے

ہین کہ تم ہمارے لوگونسے کچھہ تعرض نکرو اور واپس چلے جاؤ محمود نے یہ
سمجھکر کہ یہ ساری باتین سلطان حسین کی پست ہمتی اور کمزوری کی ہین
ایرانیونکی بات کا کچھہ جواب ندیا اور موضع گلناباد کی طرف جو اصفہان سے
چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے برابر کوچ جاری رکھا اور وہان پہونچکر
اس خیال سے کہ ایرانی اسموقع پر بلاشبہہ آمادۂ فساد ہونگے اپنی حفاظت
کے لئے ایک مورچہ جمایا

کل فوج محمود کی بیس ہزار آدمیونسے زیادہ نہ تھی اس سفر مین ریگستان
وغیرہ کے عبور کرنے مین اور قلعہ کرمان اور شہر یزد کی لڑائی مین کسیقدر
آدمی فوج کے ضایع ہوگئے تھے اسعرصہ مین قوم گبر کے لوگونکو محمود کے
ہمراہیون نے اس امید پر محمود کی رفاقت اور حمایت کی ترغیب دی کہ محمود
فتحیاب ہونیکے بعد وہ تکلیف و اذیتین جنمین وہ مدت سے مبتلا تھے
دور ہوجاوینگی چنانچہ اسموقع پر اوسکے شریک حال ہوگئے محمود کے لشکر مین
لڑائی وغیرہ کا سامان بہت کم تھا توپ نام کو نہ تھی البتہ ایک قسم کی بندوق

جسکو زنبورہ کہتے ہین مگر وہ کسی کام کی نہ تھی نہایت نکمی اور بودی تھی اسیواسطے
وہ کسی موقع پر کام نہ آئی

یہانسے شہر اصفہان کا حال مورخ لکھتا ہے کہ وہ دریای زیندرود کے
شمالی کنارہ پر واقع ہے اور ایک بڑی فصیل شہر پناہ کی گرداگرد اوسکے بنی
ہوئی ہے جانب جنوب مین دریای زیندرود متصل شہر پناہ کے اوسکو محیط ہے
موسم بہار مین اکثر یہ دریا طغیانی پر ہوتا ہے اسی موسم مین محمود ایران پر چڑھا تھا
ارادہ سے اس دریا سے پار اوترا تھا تین پل اس شہر کے گرد بنے ہوئے ہین
اور اونہین پر ہوکر شہر کے لوگونکی آمد و رفت جاری ہے یہ تینون پل مختلف
صورتونکے بنے ہوئے ہین بڑا پل انمین سے تینتیس محراب کا ہے اور اوسکے
کنارونپر چار برج گول بنے ہوئے ہین اور دونون جانب مین ایک مسقف
راستہ ہے اور اس بڑے پل کے دونون طرف اونچی اونچی سڑکین بانہی پشتہ
ہین جو پیمایش کے حساب سے تین ہزار قدم طول مین اور تین سو قدم عرض مین
واقع ہین اور دورویہ اونچے اونچے ہموار درخت لگے ہوئے ہین جو سڑک کی

تقسیم کے لحاظ سے چار باغ کے نام سے پکارے جاتے ہین چار باغ کے داہنین
بائین چند شاہی محل اور باغات اور ہین سڑک کے ایکطرف دریا کی جانب
جنوب مین ایک بستی عباس آباد کے نام کی واقع ہے جو عمارت و آبادی کے
لحاظ سے نہایت خوبصورت اور پر رونق ہے اور دوسری جانب مین
ایک بستی جلفا کے نام سے مشہور ہے جہان ایک زمانہ مین آرمینیا والون کی
ایک جماعت آباد تھی اوسکے گرداگرد فصیل کی مانند ایک بہت بڑی اونچی دیوار ہے
تخمیناً آبادی شہر اصفہان کی قریب چھہ لاکھہ آدمیونکے ہے یہان شہر
اصفہان کا ذکر اسغرض سے کیا گیا کہ آیندہ لڑائی کی کل کیفیت اصفہان اور
اوسکے اطراف کے مقامات کی تشریح سے بخوبی سمجھہ مین آتی ہے

شاہی فوج کے مقابلہ مین افغانون کی فوج ایک حصہ تھی پس
ایسی حالت مین کہ وہ بغیر آلات حرب کے بیدست و پا تھے اگر اصفہان پر حملہ
آور تھے یا اوسکا محاصرہ کرنا چاہتے تھے تو ہرگز کامیاب نہوتے بلکہ ایسے وقتین
موضع جلفا اور عباس آباد تک بھی اونکا دخل دشوار معلوم ہوتا تھا چہ جائیکہ

پلون پرسے پار اوترآنا اور شہر کے اندر تک پہونچ جانا مگر یان ایسے وقتمین
ایرانیون ہی کا کمزور و بزدل بن جانا گویا اپنے حوصلہ کو پست کرنا اور
دشمن کی ہمت کو بڑھانا تہا جیسا کہ ظہور مین آیا

سلطان حسین نے جب سنا کہ محمود بہت قریب آگیا ہے اور لڑائی
کی فکر مین ہے تو اوسنے خوفناک اور پریشان خاطر ہوکر اپنے تئین بالکل
اپنے سردارونکی رای پر چھوڑدیا ان سردارون کا یہ حال تھا کہ اون تدبیرو نمین
جو سلطنت کی حفاظت کے متعلق ہوا کرتی تھین ہمیشہ باہم اختلاف رکھتے
تھے اور ایک دوسرے کی رای کو رد کیا کرتا تھا چنانچہ جب یہ تازہ مہم درپیش ہوئی
اور ہر ایک نے رای دینی شروع کی تو محمد قلیخان وزیر اعظم نے کہا کہ افغانو نکا
حال یہ ہے کہ یہ لوگ فن جنگ مین بڑے مشاق ہین اور سوای جنگ آوری کے
یہ ہمیشہ جفاکش اور تجربہ کار ہین اور ایرانیون نے سوای عیش و عشرت کے
میدان رزم کی کبھی صورت نہین دیکھی پس اونکی یہ ہرگز تاب نہین کہ میدان کی
لڑائی مین اوسنے عہدہ برا ہوسکین اسواسطے مین یہ رای دیتا ہون کہ اول اول

ہم لوگون کو اپني حفاظت کي فکر لازم ہے اسکے بعد رفتہ رفتہ سب کچھ
ہو رہيگا سلطان حسين نے وزير کي يہ راي معقول سمجھکر پسند فرمائي ليکن
ايک سردار عربي نے جو قوم عرب کا حاکم تھا اور اسي حکومت کے لحاظ سے
والي عرب کہلاتا تھا وزير اعظم کي راي کي ترديد کي اور اوسکو کم ہمتي قرار ديکر
بہت کچھ اوسکي نسبت لعن طعن کي اور کہا کہ بڑے افسوس کي بات ہے کہ
محمود سا ايک غارتگر چند ذليل و خوار افغانونکو ہمراہ ليکر دار السلطنت کے محاصرہ کے
ارادہ سے ايران کے تخت کي عظمت و بزرگي کو کھونا چاہے اور ہم لوگ شہر کے
اندر بيٹھے بيٹھے اوسکے خوف سے کانپا کرين اور ديکھا کرين اگر ايسي ہي کم
ہمتي اور نامردي ہے تو پھر حفاظت کي کيا ضرورت ہے فورًا ہم سلطنت اوسکے
حوالہ کر دين ايسے تنگ وقت مين تو ہم لوگونکو چاہيے کہ ہمت کرکے
اس پاجي قوم کو جسکي اميدين اور ارادے آج ہماري حماقت آوري
سے ترقي پکڑ گئے ہين ہلاک کرکے بالکل نيست و نابود کردين والي عرب کي
يہ تقرير سنکر ايرانيونکي طبيعت مين اونکي دلي خود بيني اور نخوت کے لحاظ سے

ایک طرحکا جوش پیدا ہوا اور سب متفق ہوکر ہمہ تن لڑنے پر آمادہ ہوے
سلطان حسین نے حالانکہ پہلے وزیر اعظم کی رای سے اتفاق ظاہر کیا تھا
مگر اسوقت وہ بھی اوسکا شریک رای ہوگیا اور کہنے لگا کہ بہتر یہی ہے
کہ فوراً لڑائی سے فکر کیجاوے لیکن اس رای کے ساتھہ اوسنے ایسی بیرکی
کہ جس سے سراسر ناکامی کا اندیشہ ہوا یعنی اوسنے فوج کی سپہ سالاری اور
اہتمام کو ایسے دو سرداروںکے متعلق کیا جنکی رایوں میں باہم اختلاف تھا
جسوقت شاہی فوج افغانوںکے مقابلہ کے واسطے اصفہان سے
باہر آئی اور گلناباد میں جاکر خیمہ زن ہوئی تو اوسوقت اوسمیں پچاس ہزار
آدمیوں سے زیادہ کا جمگھٹا تھا سوای بہیں ضرب توپ کے اونکے اور ضروری
ہتیار اور اقسام اقسام کی چیزیں مثل خیموں اور فرش فروش اور
لباس کے جو وقت پر کار آمد تہیں بکثرت موجود تہیں گھوڑوںکے
عمدہ عمدہ ساز و سامان نہایت بیش قیمت جو سونے چاندی کی تباتوںکے
اونکی آرایش کے واسطے بڑے اہتمام سے بنائے گئے تھے جہیا تھے

بخلاف افغانونکے کہ لشکر کے ساز وسامان مین سے وہ ایک خیمہ بھی نہ رکھتے تھے
سپاہ اونکی ایسی شکستہ حال و پریشان تھی کہ کپڑونکے پوسیدہ ہونیکی
وجہسے ایک تار بھی کسیکے بدن پر باقی نتھا ایرانیون کے گھوڑون کے
مقابلہ مین اونکے گھوڑے تکان کے سبب سے نہایت ضعیف و ناتوان معلوم ہوتے
تھے الغرض سواے تلوارون اور تیرونکے کوئی ہتیار یا اورکسی قسم کا چمکتا ہوا
فوج کا سامان افغانونکے پاس ایسا نتھا جو ایرانیونکی فوج کے مقابلہ مین
اونکی فوج رونق پاتی

ایرانی فوج کے داہین بائین دو پرے تھے داہین پرے کا سپہ سالار
رستم خان تجویز کیا گیا جو شاہی گارد کا جرنیل اور والی جارجیا کا حقیقی
بھائی تھا اور بائین پرے کا سپہ سالار محمد قلیخان وزیر اعظم مقرر ہوا
والی عرب معہ اون عربونکے جو اوسکے محکوم و فرمانبردار تھے اور والی
لارستان علی مردانخان نامی معہ پانسو ہمراہیونکے داہین پرے کی امداد کے
ارادہ سے اوسمین شامل ہوئے یہ دونون پرے بالکل سوارونکے تھے

اون سوارونکی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی اور اونکے عقب مین ایک
صف علیحدہ بیس ہزار پیادونکی معہ توپخانہ کے اوس میدان کے محاذی
متعین کی گیٔی تھی جو اسکے دونون پرونکے وسط مین واقع تھا
محمود نے اپنی فوج کو چار حصونمین تقسیم کیا داہنی طرف کے
حصہ کی سربراہی کے لیٔے سرداران اسدخان نامی کو تجویز کیا اور بائین
طرف مین چونکہ گبر لوگ کثرت سے تھے اسواسطے اوسی قوم کے ایک
سردار کو اس حصہ کا سپہ سالار مقرر کیا اور وسط حصہ مین اوس گروہ کے
سپاہ شامل رہا
حلقہ مین جو نہایت ہوشیار اور آزمودہ کار سپاہیونکا تھا محمود خود
جب کل فوج آراستہ ہو چکی اور ہر ایک ہر اپنے اپنے قرینہ اور موقع سے
قایم ہو گیا تو محمود ایک ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے تمام لشکر مین گیا اور
باآواز بلند یہ کہتا پھرا کہ اے بھائیو تمکو اپنی نیکنامی اور آیندہ کامیابی کا
خیال کرکے جو ایک وقت معین مین جاہ وحشمت اور ملک ودولت حاصل
کرنیکا نام ہے بہمہ تن مصروف ہو کر فتحیابی کے لیٔے کوشش کرنا چاہیے اگر تم

فتحیاب ہوئے تو اصفہان کی لوٹ تمھاری سعی کا نتیجہ ہے اور شکست
کھائی تو تمھارا کہین ٹھکانا نہین اوسوقت سوای گرفتاری اور ذلت
وخواری کے کوئی صورت تمھاری رستگاری کی خیال مین نہین آتی اور اے
قوم گبر اسوقت تمکو بھی وہ ناانصافیان ان لوگون کی یاد کرنی چاہئین
جو ایک زمانہ مین تمھارے ساتھ اونھون نے کی تھین اور یہ سمجھکر کہ یہی
موقع اون سے انتقام لینے کا ہے اونکے مقابلہ مین سینہ سپر ہوجانا چاہیئے
محمود کے پاس جیساکہ سابق مین ذکر آچکا ہے کسی قسم کی توپ نہ تھی مگر
البتہ سو ضرب زنبورے تھے جو اوسوقت افغانون کے نصیب سے
توپون سے بھی زیادہ کارآمد ہوئے جیساکہ ذیل مین لکھے ہے جسوقت
لڑائی شروع ہوئی اوسوقت وہ کل زنبورے داہنے پرے کے
عقب مین موجود تھے

جب طرفین سے کامل بندوبست ہوچکا اور دونون لشکر
بخوبی آراستہ ہوکر مستعد کارزار ہوئے تو اول سبقت ایرانیون نے کی

ایرانی فوج کے داہنے پرے نے اول حملہ مین افغانون کو کسیقدر پریشان
حال کردیا پھر اسی عرصہ مین والی عرب نے اپنے گروہ سمیت بڑی عجلت سے
چکر کہا کر جو سپاہی پہلو مین کھڑے ہوئے تھے اونکو ہٹا دیا اور اوسکے
خیمون پر حملہ کیا اور اوسکے ہمراہی ایسے لوٹ کھسوٹ مین مصروف ہوئے
کہ لڑائی کا مطلقًا اونکو خیال نہ باقی رہا اتفاقًا اسعرصہ مین ایرانیون کے
اوس پرے مین ابتری واقع ہوئی جسکا سپہ سالار وزیر اعظم تھا والی عرب
چونکہ وزیر اعظم کیجانب سے ہمیشہ سے دلمین نقیض رکھتا تھا اور اوسکو
اپنا حریف خیال کرتا تھا اسلئے اوسکے پرے کے منتشر ہو جانے سے
یہ بہت خوش ہوا مگر اس داہنے پرے نے پھر ہمت باندھکر افغانونکی
فوج کے داہنے پر جسکا سپہ سالار امان اللہ خان تھا حملہ کیا اس حملہ مین
امان اللہ خان اگرچہ بظاہر ایرانیونکے مقابلہ سے پس پا ہوکر فرار ہوا اور
ایرانیون نے خوشی مین آکر اوسکا تعاقب بھی کیا مگر جب وہ افغانونکی
فوج کی اگلی صف کے قریب جا پہونچے اور دیکھا کہ غنیم کی فوج مین ستون

برابر صف باندھے کھڑے ہوئے ہین اور ہر ایک شتر کی پشت پر ایک
ایک زنبورہ لدا ہوا ہے تو اسوقت مین افغانون نے موقع پاکر ایسے
ٹھیک ٹھیک نشانے تاک کر سر کئے کہ ایرانیون کے جس پرے نے اونپر
حملہ کیا تھا اوسکی اگلی صف کے تمام سپاہی زمین پر گر پڑے اور قبل اس سے
کہ یہ تباہی اور پریشانی ایرانیونکی دفع ہو ایک اور تازہ بلا اون بیچارونپر
آپڑی یعنی اوسوقت افغانون نے ایکبارگی اونپر حملہ کیا اور شکست دیکر
پسپا کر دیا بلکہ امان اللہ خان سپہ سالار نے کچھ دور تک اونکا تعاقب بھی
کیا اور پھر واپس لوٹ کر اونکے توپخانہ کے عقب پر حملہ آور ہوا جو اوس
پریشان حالت مین کسی کی حفاظت مین نہ تھا اور گولہ اندازونکو قتل کرکے
افغانونکو حکم دیا کہ یہ توپین حریف کے پیادونکی اوس صف پر سر کھیچاوین
جو وسط لشکر مین واقع ہے چنانچہ افغانون نے ویسا ہی کیا جب
ایرانیون نے یہ دیکھا کہ خاص ہمارے توپخانہ کی توپین ہماری ہی جانب
سر کھیچانی ہین اور ہم ہی اونکے واسطے نشانہ بنے ہین تو وہ بیچارے

اس حالت پریشانی مین ایسے سراسیمہ اور سرگردان ہوئے کہ سوای بھاگ گئے
اوسوقت اور کوئی تدبیر اونکو اپنے حق مین خلاصی کی نہ معلوم ہوئی ہر
شخص نے اپنی جان بچانا اور اوس طوفان بے تمیزی سے محفوظ نکلجانا غنیمت
جانا جو سردار گرد نواح کے صوبون کے ایرانیونکی امداد کے لئے آکر اونکے
شریک حال ہوئے تھے اکثر اونمین سے اپنی اپنی فوج مین سے جسقدر
لوگ اوسوقت اونسے جمع ہوسکے اپنے ہمراہ لیکر بھاگ نکلے اور گھر و نکو
چلے گئے ہر چند کہ افغان اس لڑائی مین ایرانیونپر غالب آئے اور اونکو
شکست دیکر بھگا دیا مگر اس جانب سے تعاقب اونکا اس اندیشہ سے
نکیا گیا کہ شاید اسموقع پر وہ کوئی داو کھیلجاوین اور ساری کارروائی
انکی غارت ہوجاوے لیکن قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل وجہ
تعاقب نکرنے کی یہ تھی کہ افغان اوسوقت مین ایرانیونکی بے شمار مال و دولت
کی لوٹ مین بہمہ تن مصروف تھے جسقدر ایرانی اس لڑائی مین مارے گئے
صحیح صحیح تعداد اونکی یہہ ہے کہ وہ دو ہزار سے زیادہ نہ تھے اور علی اللہ القیاس

افغان بھی اسیقدر ہلاک ہوئے

جو خوف و ہراس اسوقت اصفہان پر طاری تھا وہ یقیناً حیطۂ بیان سے خارج ہے سلطان حسین نے جبکی کم ہمتی اور سستی رای بارہا حوالۂ قلم ہو چکی ہے اسحالت مین لوگونکی تشویش ملاحظہ کرکے اپنی عادتونکے موافق یہ تدبیر کی کہ تمام سردارونکو جمع کرکے اونسے مشورہ طلب کیا اور یہ رای دی کہ اصفہان کی حفاظت کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ سر دست اوسکو خالی کر دینا مناسب ہے اور سلطنت کی تمام فوج جمع کرکے افغانون پر حملہ آور ہونا چاہیے کیونکہ جبوقت اسکو بظاہر اصفہان سے کچھ سروکار نہ باقی رہیگا اور یہ دربار و خزانہ ہمارے ساتھ ہو گا اوسوقت افغان یہ خیال کرکے کہ اصفہان بالکل خالی ہے ادھر کچھ توجہ نکرینگے اور ادھر ہماری جانب سے برابر اونپر بارہا کی بوچھار ہو گی تو وہ عاجز آکر یقیناً ناکام رہینگے چونکہ یہ بات ظاہر مین لگتی جچتی معلوم ہوتی تھی لہذا وزیر اعظم اور چند

سرداروں نے بالاتفاق منظور کی لیکن والی عرب نے اس رائے سے مخالفت ظاہر کی اور کہا کہ دار السلطنت کا خالی کرنا بڑی ذلت اور رسوائی کی بات ہے اگر اسوقت آپ ادنی صدمہ کی برداشت نکر سکیں گے اور دار السلطنت چھوڑ کر چلے جاوینگے تو اوروں کے واسطے آئندہ ایک نظیر قایم ہو جاویگی اور ایک سبیل نکل آویگی کہ جسپر جب کبھی کوئی ناگہانی مصیبت آپڑے گی تو وہ گھر بار چھوڑ کر بھاگ جایا کریگا اور آپ جانتے ہیں کہ جب ایسی صورت ظہور میں آویگی تو پھر اوسکا تدارک ہرگز ممکن نہوگا بہرکیف میری رای میں یہی آتا ہے کہ آپ اس امر میں عجلت نکیجے اور بالفعل اپنا ارادہ ملتوی فرمائیے والی عرب کی گفتگو سب لوگوں نے پسند کی اور سلطان حسین نے اوسی کی رای پر عمل مناسب جانا چنانچہ اب وہ بہمہ تن دار السلطنت کی حفاظت میں مصروف ہوا شہر پناہ کی مرمت کا حکم دیا گیا نئے نئے دمدمے جابجا تیار کئے گئے اور اون پلوں پر جو شہر کے گرداگرد تھے سامان جنگ بخوبی مہیا کیا گیا

یہ بات سابق معلوم ہو چکی ہے کہ موضع جلفا میں جو ارمینیا والے

رہتے تھے عباس اعظم ہمیشہ اوسکے ساتھ رعایت و مروت سے پیش آتا تھا
اور ہر طرح سے اونکے حال پر مہربانی کرتا رہتا تھا یہانتک کہ سواے اونکے خدمتو
معافی کے یہ احسان اونکے ساتھ کیا کہ خاص اونکی قوم مین ایک ایک محتسب
مقرر فرماکر اونکو مورد انعام و اکرام کیا اور اپنے دربار مین عزت و آبرو بخشی جو
جو سوداگر وہان بچارے جفاکش اور مفلس سے تھے اونکو بہت کچھ روپیہ قرض
دے دلاکر اونکی مددکی اور قانوناً اونکو مستحق اسباب کا گردانا کہ رعایا مین سے
جو کوئی اونپر ظلم و ستم کرے تو وہ بے تکلف اوس سے انتقام لیوین اور
قانون انصاف کی بدولت اونکی شرارت سے محفوظ و مامون رہین چنانچہ
اوسکی اس فیاضانہ تدبیر مملکت سے وہی نتیجہ حاصل ہوا جسکی وہ توقع صدق
نیت سے رکھتا تھا اور اصفہان کو اوسکے حسن حسنات ایسی ہی ترقی اور
رونق حاصل ہوئی جیسی وہ دلسے آرزو کیا کرتا تھا خاصکر عباس اعظم کے
بعد اوسکے جانشینون کے عہد مین اور بھی زیادہ اوس نے رونق پائی لیکن
شاہ سلطان حسین کے آغاز عہد سے بجاے ترقی کے اوسے تغیر و تبدل

واقع ہوا کہ اصفہان بالکل تباہ و خراب ہوگیا وہی آرمینیا والے
جو بڑے دولتمند اور نیکبخت تھے اور ہمیشہ شاہ عباس اعظم کے
عہد میں اوسکی بے شمار عنایت و مہربانی کی بدولت ظالموں کے
ظلم و ستم سے امن میں رہتے تھے سلطان حسین کے عہد میں دربار کے
طامع وزیروں اور متعصب مولویوں کے نتیجہ ظلم و ستم میں ایسے
گرفتار ہوئے کہ جان و مال سے عاجز آگئے سوای لوٹ کھسوٹ کے
اونھوں نے اون بیچاروں کو اون قانون عدالت سے بھی محروم کردیا
جو عباس اعظم کی دولت وقت سے بوقت اوسکو آڑ بناکر ہر کس و
ناکس کے ظلم و ستم سے محفوظ رہتے تھے اور چند نئے قانون انکے
مشتہر کرادئے کہ جو کوئی مسلمان ایک عیسائی کو قتل کرڈالے تو
وہ اوسکے قصاص میں نہ مارا جاوے بلکہ شخص متوفی کے وارثوں کو کسیقدر
غلہ دیا کرے پس جبکہ آرمینیا والوں کے حق حقوق میں علانیہ ایسی
دست اندازی ظہور میں آئیں اور ہر طرح وہ ناحق کردئے گئے تو

اصفہانیون کی نظرون مین نہایت حقیر ہوگئے یہانتک کہ لوگ اون کو
ذلیل و خوار سمجھکر لعنت ملامت کرنے لگے تھے اور ہنسی کی باتین کرتے تھے
پھبتیان کستے تھے پہروہ بھی یہ باتین دیکھہ دیکھکر اصفہانیون کی جانب سے
بدگمان ہوگئے بلکہ اونکی طرفسے دل برداشتہ ہوکر اونکے جانی دشمن
بنگئے ایسے وقت مین اگر یہ کمزور دربار آمینیا والونسے خوف کھاتا
اور ڈرتا رہتا تو کچھہ تعجب کی بات نہین کیونکہ ع دشمن نتوان حقیر و
بیچارہ شمرد پہ اور سلطان حسین کی بدگمانی اونکی طرفسے تو سلطان حسین
کے اوس معاملہ سے ظاہر ہوتی ہے جو اوسنے اہل دربار کے اشارہ سے
اونکے ساتھہ کیا یعنی اہل دربار کے کہنے سے آرمینیا والونکو بلاکر سلطان نے
یہ کہا کہ جو بھروسہ مجکو تمہاری دوستی اور ہوا خواہی پر ہے وہ اپنی ذات سے
یا رعایا پر ہرگز نہین اگر تم میرے سچے خیرخواہ ہو تو میری حفاظت کیواسطے
ایک گارد تیار کرو وہ لوگ سلطان حسین کی یہ توجہ اور التفات دیکھکر
فریب مین آگئے اور سمجھے کہ بادشاہ ہماری جانب دلسے متوجہ ہے

اور اونمین سے جن جن کے پاس ہتہیار وغیرہ تہے وہ دوسرے دن
محل شاہی مین بادشاہ کے روبرو صف باندہکر آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے
کہ ہم حاضر ہین پس سلطان حسین نے بجاے اسکے کہ اونکو نوکر رکھے یا اونکی
اس فرمانبرداری اور ہواخواہی کے عوض مین کچہہ اونکے ساتہہ سلوک کرے
یہ کیا کہ اونکے ہتہیار وغیرہ چہین چہان کر اونکو نکالدیا اور کہدیا کہ تم لوگ
ہرگز قابل اعتماد کے نہین

اس سے پہلے ایک فتح محمود کو عرب والونکی لڑائی مین حاصل ہوئی
تہی جسمین افغانونکے جان و مال کو کسیقدر صدمہ پہونچا تہا مگر ایرانیونکے
مقابلہ مین جو اوسکو یہ فتح نصیب ہوئی اسمین اسقدر غنیمت کا مال افغانونکے
ہاتہہ لگا کہ اوس نقصان کے روبرو یہ گویا نعم البدل شمار کیا گیا اب تک جو
منصوبہ محمود نے بہیرایا اوسمین وہ اپنی آرزو کے موافق کامیاب ہوا
لیکن خاص اس فتح مین اوسکی یہ کیفیت ہوئی کہ جب ایرانی شکست
کہا کر بہاگے تو وہ خوف زدہ ہوکر اپنے لشکر مین خاموش آبیٹہا حالانکہ

اسوقت مین ایرانیون نے واپس لوٹ کر کچھہ لوٹ کھسوٹ مچائی تھی لیکن کچھہ توپین لیکر بھاگ گئے مگر اوسنے کچھہ خیال نکیا اور یہ سوچتا رہا کہ اب آیندہ کیا فیصلہ کرنی چاہیے جب تک اوسکو اسبات کا یقین کامل نہو لیا کہ اصفہان مین خوب غدر مچ رہا ہے اور تہلکہ پڑ رہا ہے اوسوقت تک اوسکو اطمینان کامل نہوا جب اصفہان کی تباہی کی خبر اوسکو صحیح صحیح پہونچی تب اوسکو اپنے کل منصوبے پورے ہونے اور تمام خطرات کے رفع ہونیکی امید قوی ہوئی اور از سر نو یورش کے ارادہ پر مستعد ہوا چنانچہ سب سے پہلے اوسنے ایک شاہی محل پر قبضہ کیا جو سلطان حسین کا بنا یا ہوا فرح آباد نام سے مشہور و معروف تھا اور شہر سے تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا اس محل کے چارو نطرف نہایت مضبوط فصیل تھی یا جسپر بڑے بڑے مستحکم برج بنے ہوئے تھے جو فوج اس محل مین رہتی تھی اگر وہ خائف و ہراسان نہوتے اور اپنی جگہ پر قائم رہتے تو یقیناً حریف آگے نہ بڑھنے پاتا مگر اتفاق سے افغانونکا کچھہ ایسا رعب چھایا کہ کل سپاہی فوج کے جتنے محل کے اندر تھے وہ

سب اپنے سردار کے اشارہ سے تمام ساز و سامان لڑائی کا چھوڑ چھاڑ کر
بے تحاشا اوسکے پانون بھاگے پس محمود یہانکی تسخیر سے فارغ ہو کر
موضع جلفا پر حملہ آور ہوا دو گھنٹہ تک وہان میدان کارزار گرم رہا آخر کار
بڑی جد و جہد کے بعد ایک چھوٹا سا مکان مضافات قلعہ سے اوسکے
ہاتھ لگا اسموقع پر آرمینیا والون نے جنکا ذکر سابق مین آچکا ہے
بڑی دلاوری سے محمود کے حملو نکو روکا اور نہایت جوانمردی اور
دلیری کیساتھہ داد شجاعت دی والی عرب جو ایرانی فوج کا سپہ سالار
تھا اسوقت مین ان بیچارون نے امداد کی درخواست کی اور یہ
وعدہ کیا کہ ہم افغانونکے حملو نکو دفع کر کے یہانسے اونکو ہٹا دینگے
اور ہرگز اونکو موضع جلفا پر قبض و دخل نکرنے دینگے والی عرب نے
مدد دینے سے صاف انکار کیا اور کہا کہ ہمکو کچھہ سروکار نہین بلکہ
سردار صفی مرزا کو بھی یہ ہدایت کی کہ وہ ہرگز اونکا شریک حال نہووے
چونکہ سابق مین بھی سلطان حسین نے آرمینیا والون سے

ہتھیار چھین لئے تھے اور اب والی عرب نے عین موقع پر اونسے یہ سلوک کیا تو وہ یہ سمجھے کہ بادشاہ کو اپنی دار السلطنت کی حفاظت کے خیال سے بے شک موضع جلفا کی تباہی اور بربادی منظور نظر ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جسوقت موضع جلفا کی دولت افغانونکے ہاتھ لگے گی تو اوسوقت اونکا وہ جوش و خروش وحشیانہ جو اصفہان کی بربادی کی جانب لگا ہوا ہے کسیقدر فرو ہو جائیگا بعض آدمیونکو والی عرب کے پہلو تہی کرنے سے یہ گمان ہوا کہ وہ در پردہ افغانونسے ملا ہے اور آرمینیا والے اکثر عیسائی یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جو تعصب سلطان حسین کے دربار مین ہے یہ سارا فساد اونکا ہے ہماری اس رونق پذیر بستی کی بربادی دیکھکر کچھ بھی اونکو افسوس نہین آتا اگر درحقیقت غور کیا جاوے تو ان لوگونکی یہ بدگمانی ایرانیونکی طرف حق بجانب تھی کیونکہ جو لوگ کمزور اور نادان ہوتے ہین اونکے اصل مقصد معلوم کرنے مین ہمیشہ لوگونکو غلطی واقع ہوتی ہے اور ایسے موقع پر جو بات اونسے ظہور مین آتی ہے وہ مخالف کے

نزدیک برائی پر محمول ہوتی ھی چنانچہ سلطان حسین کے جس فعل کو مخالف
قومون کے آدمی دغابازی یا تعصب کی طرف منسوب کرتے تھے
غالبًا اوسکا سبب یہی تھا کہ ایسے موقعونپر اوسکی تلون مزاجی اور عدم
استقلال کی بدولت نہایت درجہ کی کم ہمتی اور بزدلی اوس سے
ظاہر ہوتی تھی

اول شب کو افغانون نے قلعہ کے مکان متعلقہ پر قبضہ کیا
اور دوسری شب کو موضع جلفا پر حملہ کرنیکے ارادہ سے یہ تدبیر کی کہ ایک
بلند کچی دیوار مین جو گرداگرد موضع مذکور کے تھی چھوٹا سوراخ کیا اور
ایک ہاتھی کو وہان پہونچا کر اوسکے ذریعہ سے چوڑا راستہ بنا لیا اور
اس فکر مین رہے کہ علی الصباح شہر پر حملہ آور ہونا چاہیے ارمنیا والونکو
جب اونکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ نہایت پریشان خاطر ہوئے
اور اونھون نے افغانونکے پاس اس مضمونکا پیغام بھیجا کہ ہم سب
لوگ عہد و پیمان پر رضامند ہین اگر آپ لوگ ہمسے کسی قسم کی مزاحمت

نکرین اور لوٹ کھسوٹ نہ مچاوین تو ہم ستہ ہزار تومان دینے پر آمادہ ہین محمود نے اگرچہ یہ سب باتین قبول کر لین مگر ایک غرباشن آزعینا والو سے ایسی کی کہ وہ اوسکے حقمین بڑی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئی یعنی اوسنے خلفا کی نوجوان لڑکیون مین سے پچاس لڑکیان نہایت خوبصورت اور عالی نسب طلب کین چنانچہ یہ لڑکیان منتخب کی گئین اور نہایت عمدہ عمدہ پوشاک پہنا کر محل فرح آباد مین محمود کی خدمت مین روانہ کی گئین محمود نے چند لڑکیان اونمین سے خاص اپنے حرم سرا کے لئے منتخب کین اور باقی بڑے بڑے سپہ سالار ونکو جو اوسکے یہان تقریب یافتہ تھے عنایت کین ارمینیا والے گو ایرانیون مین رہتے تھے اور اونسے میل جول رکھتے تھے جنکا یہ حال تھا کہ کثرت ناز و نعم سے اونکو کچھ آبرو کا پاس و لحاظ نہ باقی رہا تہا اور ہمہ تن گویا اپنے خواہش نفسانی کے پورا کرنے مین مصروف تھے مگر اونکو خاندانی حرمت و عزت کا ویسا ہی پاس و لحاظ دامنگیر تھا چنانچہ محمود کی اس بیہودہ حرکت اور زبردستی کو

دیکھکر نہایت رنجیدہ خاطر اور خوف زدہ ہوئے شب و روز اس تازہ
غم مین اپنی جان کہوتے تھے اور روتے تھے عورتونکا یہ حال تھا کہ
وہ اپنی بیٹیونکی بے عزتی کا خیال کر کرکے ہر وقت واویلا کرتی تھین
اور شور مچاتے تھین جب یہانتک نوبت پہونچی کہ خود اون لڑکیون نے
اسپنے تئین اس حالت مایوسی اور بیکسی مین دیکھکر ہلاک کرنا شروع کیا
تو افغانون کو رحم آیا اور اونمین سے اکثر لوگون نے بڑی ہمت کرکے
اون لڑکیون کو اونکے مصیبت زدہ والدین کے پاس واپس بھیجدیا
اور بعضون نے کچھہ روپیہ لیکر رہا کردیا غرضکہ تھوڑی سی لڑکیان
اوسوقت افغانونکے لشکر مین باقی رہگئین پھر چند روز بعد وہ بھی واپس
بھیجدی گئین اسکے بعد افغانون نے آرمینیا والونپر بڑی سختیان کرنی شروع
کین باج کے طریق پر کچھہ روپیہ اونکے ذمہ مقرر کردیا اوسکے ادا کرنیمین اگر
کچھہ توقف ہوتا تھا تو جو کچھہ تجارتی مال و اسباب اونکے پاس ہوتا تھا
وہ ضبط کرلیا جاتا اور بڑے بڑے رئیس اور نامی گرامی لوگونکو اس علت مین

سخت تنبیہ کے ساتھہ اذیت دیجاتی تھی

حب افغانونکے فتنہ وفساد کی یہانتک نوبت پہونچگیی اور
تب بھی ایرانی خبر نہوئے تو افغانونکو اور زیادہ اپنے ارادونمین کامیابی
کی ہمت ہوئی محمود نے اسوقت مین کہ ساری فوج اوسکی دریای زیندہ رود کے تمام
جنوبی کنارہ پر موضع جلفا سے لیکر عباس آباد تک قابض متصرف تھے
افغانونکو ایک عظیم الشان فتح کا متوقع کرکے لڑائی پر آمادہ کیا جو شاہی
عمارتین اور خوشنما باغ شاہ عباس اعظم اور اوسکے جانشینونـنے
اپنی دارالسلطنت کے اس حصہ کے زیب و آرایش کے واسطے بنائے تھے
اسوقت مین اس وحشی قوم کے قبضہ قدرت مین تھی جو شاہی محل تھے
وہ گھوڑونکے طویلے اور اصطبل تھے اور جو خوش فضا اور خوبصورت
باغون کی گلگشت کے میدان تھے وہ اونکے لئے جولانگاہ رزم تھے
افسوس بادشاہان عالی ہمت کی ایکمدت کی محنت و جانفشانی کو اس کالی
قوم نے چشم زدن مین برباد کردیا

افغانون نے چارباغ کے بیچا بیچ سایہ دار سڑک مین جسکا ذکر سابق مین
بتفصیل آچکا ہے مورچہ جما کر خاص اصفہان پر حملہ آوری کا ارادہ کیا اتفاقاً اون ہی
حملہ مین اُنکو شکست ہوئی محمود کو بڑی فکر ہوئی اور اوسنے اس خیال سے کہ
وہ رعب و دہشت ہماری جو ایرانیونکے دلمین بیٹھی ہوئی ہے اور اُنکو قسمتین
ہمارے کام آنیوالی ہے ایسا نہو کہ فوج کی بد انتظامی دیکھکر کم ہو جاوے
دو دن لڑائی مین توقف کیا تیسرے دن بڑے بڑے دلاور سوارونکو منتخب
کرکے اپنے ہمراہ لیا اور نہایت اہتمام اور سرگرمی کے ساتھہ ایک بڑے
پل پر حملہ آور ہوا اس حملہ مین افغانون نے ایسی سرگرمی اور ثابت قدمی
ظاہر کی کہ اگر احمد آغا نامی دلاور سوار اونکے حملہ کو اپنی بہادری سے
دفع نکرتا اور مردانہ داد شجاعت نہ دیتا تو یقیناً اس حملہ مین اصفہان
فتح ہو جاتا مگر آغا موصوف نے ایک سخت لڑائی کے بعد افغانونکو شکست
دیکر اونکے مورچہ تک بھگا دیا اونکو ایکبارگی پسپا کر دیا محمود اس شکست سے
یہانتک ہمت ہارا کہ اوسنے ہراسان ہو کر ایرانیونکے پاس صلح کا پیغام

احمد آغا کو یہ باتین بہت ناگوار ہوئین اور سمجھا کہ حریفون نے بیشک اوسکی طرف سے
سلطان حسین کے کان بھر دئے ہین اور بدگمان کر دیا ہے پس وہ خاموش بیٹھا رہا
اور رخصت ہونے سے پیشتر اوسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ ای بادشاہ مین یقین
کرتا ہون کہ میری شکایت تجھسے ایک میرے دشمن اور دغاباز سردار نے کی ہے اور
تو نے اوسکو سچ جانا آخری وقتمین یہ چند کلمات احمد آغا اپنے نالائق اور نادان
بادشاہ کی خدمتمین عرض کرکے گھر چلا گیا دوسرے دن صبح کے وقت اوسکو بلانا گیا
مردہ پایا لوگون نے یقین کر لیا کہ اسنے زہر کھایا اوسی دن سارے شہر مین تہلکہ پڑگیا
تھا اور ہر کس و ناکس بالاتفاق یہی کہتا تھا کہ افسوس آج ایسے تجربہ کار اور
جوانمرد آدمی نے انتقال کیا ہے جو تمام ایران کا پشت پناہ تھا اور اوسکے
ذریعہ سے سلطنت کی حفاظت متصور تھی افغانون نے یہ خبر سنکر نہایت خوشی کی
اسکے بعد سلطان حسین نے بہت جلد محمود سے یہ کہلا بھیجا کہ جن جن باتونکی
سابق مین تمنے ہمسے درخواست کی تھی اور ہمنے نامنظور کی تھین وہ اب ہمکو
منظور ہین محمود نے کہا کہ اگر والی ایران اوسوقت مین میری درخواست منظور کرتا

تو بیشک مین ممنون ہوتا اور اب اوسکا مجھپر کیا احسان ہے کیونکہ اب تو خدا کے فضل سے
وہ اور اوسکا تمام خاندان میرے قبضہ مین ہے اور اب وہ اون تین صوبونکا
مالک ہی نہین جنکو بڑی فیاضی کے ساتھ مجکو عنایت کرتا ہے اسحد مین جو تجھکو چھوڑ
تجھے میرا اور اوسکا باقی ہے وہ کل سلطنت کے متعلق ہے ہنوز یہ نامہ و پیغام ہو رہے تہے
کہ اصفہان مین یہ خبر اوڑی کہ محمود سیستان کا حاکم ایک بڑی مسلح فوج اپنے ہمراہ لیے
ہوئے دار السلطنت کی امداد کے واسطے آتا ہے اور گناباد مین خیمہ زن ہے ایرانی
یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور اونکو یقین کامل ہو گیا کہ اب ہماری مصیبت کا زمانہ عنقریب
ختم ہونیوالا ہے مگر بعد معلوم ہوا کہ حاکم سیستان افغانونکے دھوکہ مین آکر اونسے ملگیا
اور اونھون نے اوسکو اپنی رفاقت مین لے لیا اور درحقیقت محمود نے اپنی
چالاکی سے ایسا ہی کیا اول اول اوس سے راہ و رسم پیدا کی اوسکے بعد
بہت کچھہ بیش بہا تحفے تحائف اوسکی نذر کئے صوبہ خراسان دینیکا وعدہ کیا
اور کہا کہ سیستان کے پاس ایک شاہی خود مختار سلطنت تمہارے پاس ہو گی نسلاً
بعد نسلاً تمہارے قبضہ مین رہیگی حاکم سیستان یہ فقرہ سنکر محمود کا ساتھی

بنگیا اور یہ بھی طمع اوسکو ایسی دامنگیر ہوئی کہ ایرانیونکی قدیمی رفاقت
چھوڑ چھاڑ کر محمود کا دم بھرنے لگا اور بہت جلد صوبہ خراسان پر قبضہ کرنیکے لیے
عازم ہوا ایرانیون کو جب یہ خبر پہونچی تو جسقدر اول اول ونکو حاکم سیستانکی
آمد آمد کی خبر سنکر خوشی ہوئی اوس سے زیادہ مایوسی ہوئی قحط کی شدت سے
ایرانی اور بھی زیادہ ہمت ہار گئے سرکاری خزانہ خالی ہوگیا اور جو روپیہ وہانکے
دولتمند باشندونسے قرض لیا گیا تھا وہ بالکل صرف ہوگیا یہانتک کہ جسقدر سونے
چاندی کے ظروف بادشاہی تھے وہ بالکل گلا دئے گئے اور اونکی آمدنی صرف مین
لائی گئی خرچ کی قلت سے شاہی فوج مین رسد نام کو نہ باقی رہی تنخواہ فوج
کی بالکل بند ہوگئی فاقونکے صدمہ سے رعایا کی حالت فوج سے بھی زیادہ
پریشان وابتر ہوئی ہزارہا آدمی ہلاک ہونے لگے ایک ہمعصر مورخ کا بیان ہے
کہ حاکم سیستان کے چلے جانیکے بعد محمود کو جب اسبات کا یقین کامل ہوگیا
کہ اسی حالت مایوسی مین جو شرطین بھی چاہونگا وہ ایرانیونسے قبول کرالونگا
تو اوسنے ایک سخت تدبیر کو پیش نظر رکھکر جسکی بنا آیندہ بیرحمیونپر تھی اصفہان کے

محاصرہ کو اور زیادہ طول دے بالکل فوج اوسکی بیس ہزار آدمیون سے زیادہ نہ تھی
اور بالفعل کہین سے وہ امداد کی بھی توقع نرکھتا تھا اسواسطے یہ اندیشہ اوسکو
لگا رہتا تھا کہ اگرچہ مین حملہ آور ہوکے مین کامیاب ہونگا لیکن جو کچھہ کمی فوج مین
واقع ہوگی سردست اوسکا بندوبست کہانسے کرونگا اور یہ بھی خیال دامنگیر
تھا کہ جو ابتری ایک عام حملہ مین پیدا ہوگی اوسمین افغان اوس لوٹ پر قبضہ
کر لینگے جسکو خاص مین اپنے تصرف مین لانا چاہونگا ایسے ہی ایسے خیالات
کی وجہ سے اوسنے ایسے طریقہ کے اختیار کرنے مین کوشش کی جسکے
نتیجے نہایت حوصلہ اور ہیبت کے نتیجونسے بھی زیادہ خوفناک اور پر خطر تھے
ایک مورخ کا بیان ہے کہ محمود اگرچہ اسباب کا خواہان تھا کہ تمام
دار السلطنت میرے قبضہ تصرف مین آجاوے اور کل باشندے اصفہان کے
میرے مطیع و محکوم بنجاوین مگر قتل و قتال اور خونریزی کی بدنامی سے
بہت خوف کھاتا تھا اور اسی خیال سے طرح طرح کے حیلون سے
لڑائی ٹالتا رہتا تھا قریب دو مہینے کے اوسنے شہر کے باشندونکے پاس

اطاعت قبول کرنیکی امید پر نامہ و پیغام بھیجا اور لڑائی مین توقف کیا اور محاصرہ کو
بڑی مستعدی اور سرگرمی کے ساتھہ جاری رکھا اس محاصرہ کی بدولت بیچارے
ایرانیون کی ہیچ حالت خراب و خستہ اور قابل افسوس ہوئی اگر عندالتحریر خامہ سینہ
چاک ماتمی لباس پہنکر صفحہ قرطاس پر آنسو بہائے تو سزاوار ہے اور مداد غم سواد اوسکے
شریک حال ہو کر امداد فرماوے تو حق بجانب اس قابل یادگار محاصرہ کا حال اور ایرانی
رعایا کی تکالیف و مصیبت کی کیفیت ایک عزیز مورخ نے نہایت عمدہ عبارت آرائی
کے ساتھہ قلمبند کی ہے گویا واقعہ جانکاہ کی صورت باندھی ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے
کہ اصفہان مین اسوقت یہانتک نوبت آپہونچی کہ ماکولات وغیرہ کے اقسام مین سے
کوئی چیز نام و نشان کو باقی رہی جو بیچارے ایرانی چندروزہ اپنی حیات مستعار
کی امیدوار رہتے گھوڑے اور اونٹ اور خچر کا گوشت ایسا گران تھا
کہ بجز والی ایران اور بعض نامی گرامی سرداروں اور دولتمند لوگونکے
کسیکو نام کے لئے بھی نہ نصیب ہوتا تھا آخرکار یہانتک نوبت پہونچی
کہ کتون اور گدہون وغیرہ اور اور جانورونکا گوشت جن جن کو وہ

ناپاک اور حرام جانتے تھے جہانتک دستیاب ہوتا تھا بے تکلف کھاتے تھے جب یہ رسد بھی اختتام کو پہونچی تو اون بیچارون مصیبت کے مارون نے درختونکے پتّون اور چھال اور جوشن دیے ہوئے چمڑے پر اوقات گزاری شروع کی یہ چیزین بھی جب ناپاک ہوگئین اور نہ ملین تو آدمی کے گوشت پر نوبت آگئی فاقونکی شدت سے لوگونکی آنکھین بیٹھ گئین چہرونکا رنگ اوڑ گیا جسم نہایت لاغر و ناتوان ہوگئے ہزار ہا نعشین جابجا گلی کوچون مین پڑی ہوئی نظر آتی تھین اور جو لوگ نیمجان باقی تھے وہ اون نعشونکو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر بڑے مزے سے چٹ کر رہے تھے اور اونکا گوشت کاٹ کاٹ کر اپنے مصیبت کے ایام بسر کرنے مین کوشش کرتے تھے اخیر مین یہانتک نوبت پہونچگئی کہ زندہ آدمی بے دھڑک زندونکو مارکر کھانے لگے مان باپ اپنی اولاد کو مار مار کر اپنا پیٹ بھرنے لگے جو بیچارے بڑے نیکبخت اور حیادار کہلاتے تھے اور ایسے ناشایستہ طریقہ مین اپنی زندگی بسر کرنیکو سخت نازیبا خیال کرتے تھے وہ اپنے اپنے کنبونکو زہر دیکر اور خود زہر کھا کھا کر آرام سے خواب

عدم مین جا سوئے شہر کی تمام سڑکین اور کل بازار اور شاہی باغات مردون کی
نعشون سے پٹ گئین اور زمین سے آسمان تک لاشونکے پشتے لگ گئے دریا کا پانی
ایسا متعفن ہوگیا کہ اوسکا پینا دشوار ہوا مگر اتنا خدا کا فضل شامل حال رہا کہ
باوجود اسقدر تعفن اور بدبو کے وہانکی آب و ہوا مین کسی قسم کا فتور نہ پیدا ہوا
اور کوئی وبا ایسی نہ آئی جو باقیماندہ لوگونکو نہنگ اجل کا لقمہ بناتی یہہ بیچارے
آفت رسیدہ صرف اسلئے زندہ باقی رہگئے کہ اپنے بادشاہ کی اور اپنے ملک کی
ذلت و رسوائی کو حسرت کی آنکھون سے مشاہدہ کرین ان مصیبتون پر ایک طرہ یہ ہوا
کہ محاصرہ کی حالت مین جو ایرانی اس مقام خطرناک سے باہر نکلنے پر آمادہ ہوا افغانون
نے بے دیکھے بھالے اوسکو قتل کر ڈالا

الغرض ۲۱ اکتوبر ۱۷۲۲ء کو شاہ سلطان حسین ماتمی لباس پہنکر
محلسرا سے باہر آیا اور دربار کے سردارونکو اوسنے ہمراہ لیکر جا بجا شہر کے گلی کوچون مین
گشت لگایا اوسوقت اپنے عہد کے مصیبتونکو بچشم عبرت دیکھ دیکھ زار قطار رونے لگا
اور کہنے لگا کہ یہ ساری خرابیان میرے مشیرون اور صلاحکارون کی کارروائی کا

نتیجہ یہ ہین اسحالت مین مین تخت سے کنارہ کش ہونا پسند کرتا ہون اور جو لوگ
بد نصیب اور خستہ حال رعایا مین سے اوسکے گرد و پیش کھڑے ہوئے تھے
اونکی اسبات پر تسکین کی کہ آیندہ کسی عمدہ عہد مین تمکو بڑی خوشی اور بہبودی
حاصل کرنیکی امید رکھنی چاہئے جسوقت لوگون نے ایک ایسے بادشاہ سے
جسکے عیب اور پریشان بھی انگلستانیونکی خوبیون پر فائق تھین یہ حسرت آمیز
تقریر سنی تو اونکی طبیعت مین ایک عام ہمدردی کا جوش پیدا ہوا اور اپنے
بادشاہ کے رنج و الم کی حالت دیکھکر اپنی مصیبتونکو بالکل بھولنے لگے اگر یہ لوگ
ایسے تنگ دست نہین سلطان حسین پر لعنت ملامت کرتے تو یقیناً اوسکو نہایت
ناگوار ہوتا اور اوسکے دل پر چوٹ لگتی مگر اونھون نے کچھہ نکہا اور
سلطان حسین کو اپنی حالت پر روتا ہوا اور افسوس کرتا ہوا دیکھکر
اوسکی دلجمعی کی

دوسرے دن سلطان حسین نے اسمضمون کا ایک اقرار نامہ
کہ مین سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہون اور تاج شاہی محمود کے نام

لکھتا ہون تیار کرکے دستخط خاص سے اوسکو مزین کیا اور ۲۳ اکتوبر کو
چند سردار اور تین سو سپاہی اپنے ہمراہ لیکر دار السلطنت سے افغانونکے لشکر کی
جانب روانہ ہوا یہ نہنگ ظرف اور نالائق افغان محمود اس زوال یافتہ حالت مین
بھی بیچارے سلطان حسین کی ذلت و رسوائی سے باز نہ آیا یعنی جسوقت شاہی
سواری لشکر کے قریب پہونچی تو افغانون نے اس حیلہ سے کہ محمود اسوقت
آرام مین ہے والی ایران کو محمود کے پاس جانیسے روکا اور شاہی سواریکو
کسیقدر فاصلہ سے ٹہرنیکا حکم دیا جب کہ شاہ سلطان حسین کو تھوڑی تھوڑی
انتظار مین ایک عرصہ گذر گیا اور ذلت اوسکی مرتبہ انتہا کو پہونچی تو شاہی
محل فرح آباد تک آنیکی اوسکو اجازت دیگئی لوگ اوسکو ایک بڑے مکان مین
جہان محمود بیٹھا ہوا تھا لے گئے جبتک سلطان حسین قریب اوسکے نہ پہونچا
اوسوقت تک وہ مغرور افغان اوسکی تعظیم و تکریم کے لئے نہ اوٹھا اور بیچارہ
سلطان حسین نے پاس جاکر اوس سے کہا کہ ای بیٹے اب خداوند تعالی کی
یہ مرضی نہین کہ مین حکمرانی کرون اور اب وہ وقت آگیا جو قضا و قدر نے

تیرے جلوس کے واسطے مقرر کیا ہے اسلئے مین کنارہ کش ہو کر تخت شاہی
تیرے حوالہ کرتا ہون اور دست بدعا ہوتا ہون کہ تو ہمیشہ با جاہ و اقبال
حکمرانی کرتا رہے اسکے بعد اوسنی شاہی طرہ کو اپنی دستار سے کھولکر محمود کے
وزیر کو اسغرض سے حوالہ کیا کہ وہ اوسکے سر پر رکھدے محمود نے کہا کہ مین
سوای تیرے اور کسی شخص کے ہاتھ سے اس مبارک چتر کو قبول نکرونگا ناچار
سلطان حسین نے کھڑے ہو کر سلطنت کی اس بے بہا نشانی کو اپنے ہاتھ سے
محمود کی دستار پر رکھدیا اور بآواز بلند پکارا کہ ای بیٹے امن و امان کے ساتھ
حکمرانی کرتا رہ پھر معمولی چاء اور قہوہ کی تواضع کے بعد محمود نے سلطان حسین
سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای بادشاہ دیکھ تو انسان کی دولت و حشمت
کیسی بے ثبات ہے جسطرح خدای لایزال کو منظور ہوتا ہے وہ مال و دولت
ملک و حشمت کو تقسیم کرتا ہے ایک سے چھین کر دوسرے کو دیتا ہے کل
سر رشتہ سلطنت تیرے قبضہ اختیار مین تھا آج میرے اختیار مین ہے
مگر تو خاطر جمع رکھ کہ مین تجکو ہمیشہ بمنزلہ اپنے باپ کے تصور کرونگا اور تیرے

مشورہ بغیر کوئی کام نکرونگا

دوسرے دن صبح کو سلطان حسین کو شاہی محل مین کسی تقریب سے
جانا پڑا اوسکے بعد وہ اپنے تمام سرداروں سمیت محمود کے دربار مین حاضر ہوکر
کل مراتب آداب بجالایا محمود نے اس عام اطاعت کے خیال سے مطمئن خاطر ہوکر
ایک چھوٹے سے محل مین اوسکو قید کردیا چنانچہ سات برس تک والی ایران وہان
مقید رہا جب افغانونکے انقلاب کا زمانہ قریب آیا اور اونکو اپنے زوال کا اندیشہ
دامنگیر ہوا تو اونھون نے بیدریغ اوسکو تہ تیغ کیا

سلطان حسین کی وفات پر کہ سکتے ہین کہ خاندان صفویہ ختم ہوگیا اوسکے
انتقال کے بعد اوسکے بیٹے طہماسپ نامی نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا اور
چند برس تک اپنی تقدیر کے ساتھ لڑتا رہا آخر کار ناکام ہوا یہ شاہزادہ ایک کمزور
اور بزدلا اور عیاش نوجوان ہرگز اس قابل نتھا کہ اس زمانہ مین یعنی افغانونکے
عہد مین اپنی خاندانی حکومت کو اوسنے لیکر زیب و زینت بخشتا سلسلہ
تواریخ مین صرف اس نظر سے ذکر کئے جانے کا مستحق ہے کہ اوسکی

بدولت مشہور و معروف نادرشاہ کو اپنی بڑی سلطنت کی بنیاد

ڈالنے کا حیلہ ہاتھ آیا

فقط

چودھوان باب

افغانونکا تخت ایران پر مسلط ہوکر شاہ ایران کا خطاب اختیار کرنا اور ایران پر ترکی اور روسیونکا سرسری حملہ اور ہونا

ایران مین محمود اور اشرف کی حکومت تھوڑی عرصہ تک ہی اس قلیل عرصہ مین بڑے بڑے واقعات ظہور مین آئے جنکی تفصیل آیندہ آنیوالی ہے محمود کا حال یہ ہے کہ گو وہ بے رحم اور خودرای حاکم تھا مگر آغاز عہد مین چند باتین اوس سے ایسی ظاہر ہوئین جو ایک لایق اور منتظم حاکم سے ہونی چاہئین جسوقت سے وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اور سررشتہ حکمرانی اوسکے ہاتھہ آیا اول اوسکو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ بیچارے ایرانیون کو قحط کی اوس عالمگیر مصیبت سے نجات دینے مین حتی المقدور ساعی ہونا چاہئے جسمین وہ ایک زمانہ دراز سے گرفتار ہین اور جہانتک ہو سکے اونکے دل مین اپنا اعتبار بٹھانا

چاہئیے تاکہ ہم مین اور اونمین باہمی راہ و رسم بآسانی پیدا ہو جاے چنانچہ بعد فکر
دور دراز کے ان دونون مہمون مین بخوبی کامیابی اوسنے حاصل کی جب
دفتر کے بندوبست کی نوبت آئی تو اوسنے ایرانیون اور افغانون کی ناواقفیت
کے سبب اونکو سرکاری کام مین محض نالایق سمجھکر یہ تجویز مناسب جانی
کہ جو ایرانی پہلے سے نوکر پائے اونکو بحال رکھا اور ایک ایک آدمی اپنی قوم سے
ہر عہدہ دار کا شریک کار بنا کر اوس عہدہ کو مشترک کر دیا اور یہ انتظام اسغرض سے
کیا کہ وہ ایرانیونکو تجربہ کار اور اپنی قوم کے آدمیونکو معتمد علیہ جانتا تھا اس
انتظام مین فقط ایک عہدہ قاضی شہر کا عملدرآمد مذکورہ بالا سے مستثنی کیا گیا
اوس عہدہ پر صرف ایک افغان جو نہایت متقی اور راستبازی مشہور تھا
شہر والونکی رضا و رغبت سے مقرر کیا گیا جن لوگون نے ایام محاصرہ مین شاہ
ایران کے ساتھ دغابازیان کی تھین اون دغابازیون کا انتقام اسعرصہ
مین محمود نے بخوبی اونسے لے لیا مگر والی عرب جو ہمیشہ در پردہ شاہ ایران سے
عداوت رکھتا تھا اپنی جان بچا کر لے گیا لوگون نے خیال کیا کہ محمود کے

اور اوسکے باہم پہلے سے اسبات کا عہد و پیمان ہو لیا ہے کہ وہ ہر قسم کی آفت
سے امن مین رہیگا اسلئے وہ اب محمود کی شر سے محفوظ نکل گیا لیکن یہ خیال اونکا
بالکل غلط تھا والی عوب نہایت ذلیل کیا گیا اور جو کچھ جایداد اوسکی صوبہ
خراسان مین تھی وہ اوسکے چھوٹے بھائی کو عطا کی گئی دربار والون مین سے
جو لوگ سلطان حسین کی نسبت اپنی رفاقت ظاہر کرتے تھے اور اوسکے وفادار ہونیکا
دم بھرتے تھے محمود اونسے نہایت رضامند تھا چنانچہ ایکبار اوسنے محمد قلیخان
وزیر اعظم کی صداقت اور جرأت کی تعریف بر سر عام کرکے اوسکی نسبت
اپنی خوشنودی ظاہر کی اور اوس نے اوسکے جواب مین محمود سے یہ ظاہر کیا
کہ جب تک مجھے اس بات کا یقین کامل نہو جائگا کہ آپ مجھے شاہزادہ طہماسپ
کی مخالفت پر کبھی برانگیختہ نکرینگے اوسوقت تک مین آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی
ہرگز حلف نہ اوٹھاونگا

جس خیال سے محمود نے اپنی نئی رعایا کی رضامندی حاصل کرنے
مین کوشش کی اوسی خیال سے اوسنے ہر کس و ناکس پر جو ایران کا باشندہ تھا

ہر طرح سے شفقت و مہربانی فرمائی اس عرصہ مین یورپ کی قوموںکے چند کارخانے
جو شہر اصفہان اور بندر عباس مین جاری تھے محمود نے اون سب کے حق حقوق
بدستور قایم رکھے اور اونمین کسی قسم کی دست اندازی نکی عیسائی پادریونکو علانیہ
اپنے مذہبی فرایض کے انجام دینے کی اجازت دی اور کچھہ تعرض نکیا لیکن عمدہ
عمدہ آثار خلایق کی رفاہیت اور ملک کی بہبودی کے چند روزہ باقی رہے
تھوڑے دن کے بعد ایسے ایسے واقعات پیش آئے جنکے سبب محمود کو اپنی حفاظت
مین بھی اندیشہ پیدا ہوا اور جو تدبیرین سلطنت کے عمدہ انتظام کی اوسنے پیدا کین وہ
سب یکقلم اوسکی توجہی فراموش ہوگئین یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہ نہایت حقیر اور
بے رحم بادشاہون مین سے شمار کیا گیا چنانچہ ہم اون باتون کو جن کے
سبب محمود کے عمدہ منصوبون مین فتور پیدا ہوا بالاجمال کچھہ ذکر کیا چاہتے ہین

جسوقت محمود نے دار السلطنت اور گرد نواح کے اضلاع پر پورا
پورا قبضہ کرلیا اوسوقت اوسنے سردار امان اللہ خان کو شہر قزوین کی
تسخیر کے لئے چھہ ہزار آدمیون کے ہمراہ روانہ کیا سردار امان اللہ خان نے

عین موسم سرما مین اتفاق سے ایسے وقت کوچ کیا کہ جو کچھہ تھوڑی بہت فوج شاہزادہ
طہماسپ کی جمع کی ہوئی تھی وہ کسی مقام خاص مین فراہم نہ تھی بلکہ مختلف مقامون
مین پھیلی ہوئی تھی اور سردار موصوف کی فوج کا ایک جتھا تھا اسلیئے شہزادہ موصوف
کی پراگندہ فوج اسکے مقابلہ مین نہ آسکی پس سردار امان اللہ خان شہر کشن اور کرم
اور جو شہر وابستہ مین واقع ہو اسب کو مسخر کرتا ہوا شہر قزوین مین جا پہونچا
قزوین کے باشندون نے اور ونکی دیکھا دیکھی محمود کی اطاعت بسر و چشم قبول کی
محمود نے جب سنا کہ سردار امان اللہ خان نے چند مقامات بآسانی فتح کر لیئے تو
اوسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی مگر جب یہ خبر آئی کہ سردار ملا موسی کو سبتان مین
ایک چھوٹے سے قلعہ کے حاکم نے شکست فاش دیکر لوٹ لیا جسکو اوسنے کسیقدر خزانہ
دیکر اسغرض سے قندھار بھیجا تھا کہ وہ افغانون مین سے سپاہ بھرتی کر کے
لاوے تو محمود نہایت پریشان اور افسردہ خاطر ہوا اور ساری خوشی رنج سے
بدل گئی علاوہ اسکے اسی عرصہ مین شہنشاہ روس پیٹر اعظم نامی کا ایک ایلچی ایران
مین آیا جو خاص سلطان حسین کی خدمت مین شاہنشاہ موصوف کی طرف سے بھیجا گیا تھا

مگر چونکہ اسوقتمین سلطان حسین کی جگہ ایران کا حاکم محمود تھا اسلئے وہ ایلچی افغان
مذکور کی خدمتمین حاضر ہوا اور اوسنے بیان کیا کہ گورمنٹ ایران کے ہاتھ سے جو کچھ
روسیونکو نقصان پہونچا ہے اوسکا تدارک اب شہنشاہ روس کو مد نظر ہے محمود یہ سنکر
اور زیادہ پریشان خاطر ہوا

شہنشاہ روس کا ایران کیطرف متوجہ ہونا اس بنا پر تھا کہ جب ایران مین
افغانونکی بدولت ابتری پھیلی تو اوسنے موقع پاکر یہ ارادہ کیا کہ بحر کیسپین کے
مغربی ساحل پر قبضہ کرکے اپنے ملک کی تجارت کو ترقی دینا چاہئیے چنانچہ اوسنے
اول اول تیس ہزار آدمیونکی فوج جمع کی اتفاق سے شہر استرخان مین جو قوم
کاسک اور کلموک رہتی تھی کچھ آدمی اونمین سے شاہی فوج کے شریک ہوگئے
چونکہ اس سے پہلے اوسکی رعایا کو مقام شماکی مین لسغیونکے ہاتھ سے سخت مضرت
پہونچی تھی اور خان خوارزم نے بھی ایکبار روسیونکے قافلہ کو لوٹ لیا تھا اسلیے
ان باتونکو شہنشاہ روس نے اپنے ارادونکا سبب قرار دیا اور حسب ضابطہ والی ایران
یعنی محمود سے اون نقصانونکا تدارک چاہا جو خان خوارزم اور لسغیونکی بدولت

روسیونکو ہوا تھا محمود نے جواب دیا کہ ابھی تک قوم لسغی پر مجھے اختیار حاصل نہیں ہے
اگر مین اوسپر حاوی ہوتا تو بیشک اوسے تدارک چاہتا الغرض پیٹر اعظم خود اپنی فوج کا
سپہ سالار بنکر ۲۹ جولائی ۱۷۲۲ء عیسوی کو دریای والگا سے بسواری جہاز روانہ ہوکر
داغستان کے نواح مین پہونچا وہان پہونچکر سب سے پہلے اوسنے ایک مضمون کا اشتہار جاری کیا
کہ ہمارا ارادہ اپنی قلمرو کی وسعت دینے کا نہین یہان ہم صرف تجارت کی غرض سے
آئے ہین اسکے بعد وہ دریای والگا کے کنارہ کنارہ ہوتا ہوا شہر دربند کی طرف
روانہ ہوا اور وہان پہونچکر مقام مذکور پر قبضہ کرلیا اس درمیان مین جو کوئی اوسکے
مقابلہ پر آیا ناکام ہوکر واپس گیا شہر دربند کے حاکم کو بدستور اوسنے بحال رکھا اور
دو ہزار سپاہی قلعہ کی حفاظت کے واسطے وہان معین کردئے اس فتح کے بعد
شہنشاہ روس مقام استرخان کو واپس گیا اور وہان پہونچکر یہ ارادہ ظاہر کیا
کہ اگلے عمدہ موسم کے آغاز مین ہم اپنے منصوبونکو پورا کرینگے

جس زمانہ مین روسی ایران کے گوشہ شمال و مغرب کے صوبونپر حملہ کرنا چاہتے تھے
اوسی زمانہ مین دربار قسطنطنیہ والون نے بھی ایران کی زوال یافتہ حالت دیکھکر حملہ آوری

تیاریان کین چنانچہ ایک بڑی فوج اونھون نے اس خیال سے سرحد پر جمع کی اور بہت
جلد شہر ہمدان کی جانب کوچ کا ارادہ ظاہر کیا محمود اسوقت مین اپنے مخالفونکے
ارادونسے نہایت اندیشہ مند ہوا مگر جب اوسنے خاص اپنی حکومت مین ایسا
خطرناک واقعہ ملاحظہ کیا جس سے اور بھی زیادہ اندیشہ دامنگیر ہوا تو اس تازہ فکر
مین وہ خوف وہراس جو اوسکے دشمنونکیطرفسے اوسکے دل پر طاری تھا بالکل
جاتا رہا اوس خطرناک واقعہ کی تفصیل یہ ہے

قزوین کے باشندے ترکی لوگ جو اکثر زراعت وغیرہ کے کاروبار مین مصروف
رہا کرتے تھے اور ہمیشہ اپنے گلونکو شہر سے باہر چراگاہون مین چراتے رہتے تھے وہ
لوگ نہایت جفاکش اور قوی ہیکل تھے اور جسطرح سے اونکو ہر قسم کی قدیم سے حق
حقوق حاصل تھے اسی طرح ایک لوٹ مار کا بھی حق حاصل تھا کہ جسوقت
وہ نہایت تباہی اور خرابی کی حالت مین مبتلا ہوجاتے تھے اور کوئی صورت
اپنے اطمینان خاطر کی نہ دیکھتے تھے تو حکام شہر سے بل بلا کر اونکے اشارہ سے
یہ تدبیر عمل مین لاتے تھے چنانچہ محمود کے دور دورے مین بھی قزوین کے باشندے

جب نہایت پریشان حال ہوئے اور کچھہ نکر سکے تو اوسی قدیمی دستور کو ذریعہ
حصول مقصد ٹھہرا کر حکام شہر کے خفیہ اشارہ سے افغانوں پر حملہ آور ہوے
سرداران اسد خان یہہ رنگ ڈھنگ دیکھکر بہت جلد اوس میدان کی طرف
گیا جو محل کے سامنے واقع تھا وہان جاکر اوسنے اپنی فوجکو جمع کیا اور اپنے
زخمی ہونیکا لحاظ نکر کے اس ہنگامہ کے فرو کرنے مین تا بمقدور مردانہ کوشش
کرتا رہا لیکن حملہ آوروں کی کثرت سے مغلوب ہوکر محل کے اندر پناہ گزین ہوا اور بمشکل
تمام ایک پوشیدہ راستہ سے جو شہر کے بڑے دروازہ کی طرف واقع تھا بھاگ کر
نکل گیا اس لڑائی مین لوٹ کھسوٹ کے سوای اسقدر مارکٹائی ہوئی کہ قریب
دو ہزار افغانونکے جان سے مارے گئے اور جو باقی رہے سو بے شکست کھاکر اصفہان کو
جاتے تھے راستہ مین موسم کی سختی کے سبب سے اکثر ہلاک ہوئے

اشرف جو اس ہنگامہ مین امان اللہ خان کی ہمراہی مین تھا اوسی
وقت اوس سے علیحدہ ہوکر تین سو آدمی کی ہمراہی مین قندھار چلا گیا اب
معلوم ہوتا کہ شاید اوسوقت اوسکو محمود کے زوال کے آثار نمایان تھے کیونکہ

قزوین کے باشندون یکے سرکشی دیکھکر شہر خوانسار اور چند اور شہرونکے
باشندون نے بھی افغانون پر عام بلوہ کا ارادہ کیا تھا اور اس سخت
حالت مین افغان سراسیمہ اور پریشان ہوکر جہان تہان سے محمود کے پاس
آنے لگے تھے پس اونکے رنج وملال دیکھکر اون خوفناک تدبیرونکے آثار
معلوم ہوتے تھے جو خطرناک واقعات کے دفعیہ کے لئے ہر دم وہر لحظہ
محمود کے پیش نظر رہتی تھین +

فی الواقع محمود اسوقت مین نہایت پریشان خاطر تھا کیونکہ علاوہ
اور مصیبتونکے یہ مصیبت بڑی درپیش تھی کہ روز بروز فوج مین کمی ہوتی
چلی جاتی تھی کل فوج اوسکی قریب پندرہ ہزار کے باقی رہگئی تھی رات دن وہ
اس فکر مین رہتا تھا کہ مین اس قلیل سپاہ کے بھروسہ پر جو اصفہانیون کے
مقابلہ مین شاید جو بیسوین حصہ کی نسبت رکھتی ہوگی کیونکر اپنی سلطنت پر قابض
اور حاوی بنا رہونگا حاصلکر ایسی حالت مین کہ ایرانیون اور افغانون مین
باہم مذہب وملت اور طور وطریق مین اختلاف ہو اور کوئی راہ ورسم

مین جول کی آتشمین نہو تو اوسوقت ایرانیونکو مطیع و محکوم سمجھا اور آیندہ
اونسے فرمان برہی کا متوقع رہنا نہایت دشوار بات ہے جسوقت مین کہ محمود کا
زمانہ ترقی پر تھا اور اوسکی شہرت اعلی رتبہ پر پہونچی ہوئی تھی اوسیوقت سے
اوسکو ایسی باتونکا خیال رہتا تھا جب کبھی وہ فتحیاب ہوا اور مقاصد دلی
اوسکے بخوبی پورے ہوئے تو ہرگز وہ مطمئن خاطر نہوا بلکہ کامیابی کی حالت
مین بھی آیندہ فکر اوسکو یقیناً پیش نظر رہتی اب جو زوال کے آثار اوسنے
مشاہدہ کئے اور دیکھا کہ وہ دلاور سپاہی جنکی شجاعت ایکوقت مین
شہرہ آفاق تھی اور لوگ ونپر بھروسا کیا کرتے تھے اونکی ہمت ہار گئی ہے
اور تھک کر بیٹھ رہے ہین اور دشمن اپنے شادان و فرحان ہین تو محمود نہایت
پراگندہ خاطر ہوا اور یہ سمجھکر کہ فوج کی قلت دیکھکر غالباً دارالسلطنت کے
باشندے باغی ہونے والے ہین ایسی وحشیانہ تدبیرین عمل مین لایا جو اوسکی سنگدلی
اور حماقت کی طرف اشارہ کرتی تھین

یعنی سردار امان اللہ خان کی واپسی کے دن محمود نے تمام وزراء سلطنت

اور وہانکے نامی گرامی سردارونکو دعوت کے حیلہ سے طلب کیا جب قریب تین سو
آدمیونکے جمع ہوگئے تو محمود نے اونکے قتل کا اشارہ کیا چنانچہ وہ سب لوگ
قتل کئے گئے اور کوئی متنفس اونمین سے جانبر نہوا اس مجمع مین والی جارجیا کا
ایک لڑکا بھی بارہ برسکی عمر کا شامل تھا جسکو ایک افغانی سردار نے متبنی کیا تھا
اوس لڑکی نے ہرچند افغان موصوف کے بھروسہ پر بنیاہ چاہی لیکن محمود نے
مطلقًا اوسکے حال پر رحم نکیا اور قتل کرڈالا جب یہ قتل ہوچکا تو اون مقتولونکی
نعشین محل کے روبرو ایک وسیع میدان مین اسغرض سے لائی گئین کہ لوگ
اونکو دیکھکر عبرت پکڑین اور محمود کی ہیبت اپنے دلمین بٹھاوین اوسکے
دوسرے دن محمود نے یہ اندیشہ کر کے کہ ان مقتولونکی اولاد اپنے وارثونکے
انتقام لینے مین ضرور کوشش کریگی اون مقتول سردارونکے لڑکون
بچونکو جو تعداد مین دوسو سے زیادہ تھے اونکی گھرون اور مدرسون
جہان جہان وہ بیچارے پڑھنے لکھنے گئے تھے بلاکر شہر سے باہر لیگیا
اور ایک تخصیص مین جمع کرکے نہایت بے دردی اور بے رحمی سے

اون سب کو قتل کرڈالا ایرانی وزیرون اور سردارون کے قتل ہونے سے
پہلے لوگونکی بدگمانی رفع کرنیکے لئے محمود نے یہ حیلہ کیا تھا کہ ان لوگون نے
میرے قتل کی سازش سے کی تھی اس خیال سے مجھے کوئی نئی فکر کرنی
چاہیئے لیکن اس واردات کے واقع ہونیکے بعد آیندہ واقعہ کی بدولت
یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ اس ظلم وستم سے محمود کو صرف اپنا اصلی مقصد یعنی
اپنے دشمنون کی تعداد کم کرنا مدنظر تھا چنانچہ وہی ظہور مین آیا آیندہ واقعہ
یہ تھا کہ اس قتل کے چند روز بعد محمود نے سلطان حسین کے لشکر کے تین ہزار
سپاہی نوکر رکھکر نہایت تواضع اور خاطرداری اونکی کی اوسکے بعد محل کے
ایک چوک مین دعوت کے حیلہ سے اونکو طلب کرکے افغانونکو ان پر حملہ آور ہونیکا
اشارہ کیا چنانچہ افغانون کے ایک گروہ نے فوراً اون پر حملہ کیا اور آن کی
آن مین تمام مجمع کو تہ تیغ کھینچکر خون کا دریا بہا دیا پھر حکم ہوا کہ جو آدمی
سلطان حسین کی خدمت مین ملازم رہا ہے وہ ایک ایک گنکر قتل کیا جاوے
اور ایرانی ایک بھی زندہ نچھوڑا جاوے پس اس خونریزی کے بعد بہت جلد

محمودکا مقصد حاصل ہوا یعنی پندرہ روز کے عرصہ مین تمام شہر ویران کردیا گیا پندرہ روز تک قتل عام رہا کوئی ایرانی زندہ نہ باقی رہا البتہ کچھ لوگ عمر رسیدہ بڈھے زندہ چھوڑ دئے گئے اسکی بعد ایک اشتہار اسمضمونکا جاری ہوا کہ جو جو آدمی زندہ باقی ہے وہ اسیدم شہر چھوڑ کر چلا جاوے چنانچہ سوار و نکو اس اشتہار کے بموجب فوراً بہاگنا پڑا صرف چند نوجوان لڑکے جنکو محمود اپنے قوم کی رسم ورواج کے تعلیم و تربیت کرتا تہا شہر مین باقی رہگئے

شہر اصفہان مدت سے ایک عیش پسند اور ناتجربہ کار دربار کا دارالقیام رہا وہاںکے باشندے عموماً لپست ہمت اور بزدلے خیال کئے جاتے تہے خاصکر اس ہنگامہ کشت وخون مین جیسی کم ہمتی اور خیالات کی لپستی انسے ظاہر ہوتی اوسکا سبب سوائی اسکے کہ اس زمانہ مین وہ بیچارے تازہ مصیبتون مین گرفتار ہوکر اپنے ہر ایک مقصد سے ناکام رہے اور کیا کہا جاوے اسوقت مین یہ ایک معمولی بات ٹھیری ہوئی تھی کہ تنہا ایک افغان تین یا چار ایرانیونکو بے تکلف پکڑ کر قتل کے واسطے

لیجاتا تھا یہ لوگ کان دبائے ہوئے چلے جاتے تھے اور افغانونکی دہشت کے مارے
چون نکرتے پاتے تھے گو اب ایرانیونکی تباہی و ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نرہا تھا
مگر وہ اپنی کم ہمتی سے کبھی بھی اپنے بچانے کی فکر مین ساعی نہوئے جو عدل و انصاف
محمود نے اول اول اختیار کیا تھا وہ اب یکقلم چھوڑ دیا اور قدیمی عادت کے موافق
خلق خدا کی آزاری پر کمر باندھی ہر قوم اور ہر پیشہ کے آدمی کو عموماً تباہ و غارت
کرنا شروع کیا جو کوٹھیان غیر قومون کی اصفہان مین تھین وہ ویران
کردین اور قوم ڈچ کو نہایت ایذا پہونچائی قوم ڈچ سے جسنے ایام محاصرہ
مین لشکر گران قیمت پر فروخت کرکے زر کثیر جمع کیا تھا جبراً قہراً اس امر کا اقرار
کرا لیا کہ اونکا خزانہ فلان مقام پر پوشیدہ ہے چنانچہ قریب چار لاکھ درم کے
اونسے لے لئے ہندوستان کے باشندے جو اسعرصہ مین اصفہان مین
بود و باش رکھتے تھے اونکو بھی لوٹ لیا اور آرمینیا والے علاوہ اسکے
کہ سابق مین اونسے جبراً قہراً محمود نے چند خوبصورت لڑکیان طلب کرلی تھین
اب اور تاوان دینے پر مجبور کئے گئے اور چند مجسٹریٹ نامی گرامی اون کے

یہانکے قتل کئے گئے

جبکہ محمود ایسی اپنی خطرناک تدبیرونکے عمل درآمد سے اصفہانیون کی

طرفسے بالکل مطمئن ہوگیا تو اوسنے قرب و نواح کے مقامات کی تسخیر چاہی

موضع بن اصفہان کے باشندون نے حسب دستور سابق محمود کی فوج کا بڑی

دلاوری سے مقابلہ کیا اور ایک عرصہ تک اپنی حفاظت کرنے مین داد عزت

دیتے رہے اسکے بعد اونھون نے مصلحت سمجھکر چند افغانون کو بیچ مین ڈالا اور

اونکو اپنا کفیل کار بناکر بڑی عزت و آبرو کے ساتھ محمود سے اطاعت کا عہد

و پیمان کیا محمود کو اپنے عزیزونکا خیال آیا تو اوسنے بہت پیچ و تاب کھایا اور چاہا

کہ اسوقت انسے اونکا انتقام لون لیکن مجبور تھا عہد و پیمان علانیہ توڑ نہ سکتا تھا

اسلئے اوسنے درپردہ چند جاسوس اس کام پر مامور کئے کہ وہ اونکو بغاوت پر

آمادہ کرین تاکہ انتقام لینے کا ایک معقول حیلہ ہاتھہ آجاوے موضع بن اصفہانکے

دہقانی اپنی بات کے بڑے پکے تھے پہلے جیسے محمود کی مخالفت مین سرگرم رہتے تھے

ویسے ہی اب وہ عہد و پیمان کے موافق اوسکی اطاعت مین ثابت قدم بنگئے

اونھون نے اپنے نزدیک محمود کی خیرخواہی سمجھکر اون جاسوسونکو گرفتار کرکے اوسکے پاس بھیجدیا محمود دہقانیونکو اپنی باتون مین ثابت قدم دیکھکر نہایت خوش ہوا یہانتک کہ اوسنے اون لوگونکی تمام خطائین اگلی پچھلی معاف کرکے اپنا معتمد علیہ اور ہواخواہ قرار دیا چند مہینے بعد دہقانون نے ایک ہواخواہی کا یہ کام کیا کہ لطف علیخان کو جسنے دربار سے فرار ہوکر اونکے گانؤمین پناہ لی تھی گرفتار کرکے محمود کی خدمت مین بھیجدیا +

اس زمانہ مین محمود نے پھر اصفہان کو آباد کرنا چاہا اور ہمہ تن اوسکی ترقی مین مصروف ہوا کردستان کی بعض قومونسے یہ استدعا کی کہ وہ اصفہان کے خالی مکانات مین آکر رہین اور اونکو آباد کرین اُن لوگونکے سنی المذہب ہونیسے افغانون کو یہ امید تھی کہ یہ قوم مذہبی اتحاد کی جہت سے ایران کے باشندون کے مقابلہ مین غالبًا گورنمنٹ افغان کے دلی رفیق ہوگی پس انمین سے بہت آدمی لشکر مین نوکر رکھے گئے کیونکہ محمود کے یہان فوج کی قلت کی ہمیشہ شکایت رہتی تھی گو قندھار سے بھی ایکبار سپاہ بھرتی ہوکر آئی تھی مگر وہ بہت

تھوڑی تھی اسلئے کہ محمود افغانونکے گروہ کے گروہ اونکے لکنون سے بہت قندھار سے
اپنے ہمراہ لایا تھا لیکن اونمین سپاہی بہت کم تھے محمود کو قوم گردکے بھرتی ہونیسے
پہلے معلوم ہوا کہ فوج مین سے روز بروز سپاہی نوکری چھوڑ چھوڑکے چلے جاتے ہین
اسلئے اوسنے قوم گردکے لوگونکو بضرورت اپنے لشکر مین نوکر رکھا اور اول اول
اونسے یہ کام لیا کہ صوبہ عراق کے بعض بڑے بڑے شہرونپر اونکی مدد سے قبضہ کرلیا
اور چند شہرونکے باشندونکو اوسی اندیشے سے تہ تیغ کیا جس اندیشہ سے اوسنے
اصفہان مین خونریزی کی تھی +

نصر اللہ خان نامی ایک پارسی محمود کے ہمراہیون مین بڑا معتمد علیہ شخص تھا
جسوقت اول اول محمود ایران کے ارادہ سے کرمان مین داخل ہوا تھا اوسوقت یہ اوسکی
ہمراہی تھا اب محمود نے اوسکو صوبہ فرس کی تسخیر کے واسطے مامور کیا چنانچہ اوسنے
صوبہ فرس کے تمام شہرونکو سوای شیراز کے جو وہانکا صدر مقام تھا فتح کرلیا شیراز پر
جسوقت حملہ آور ہوا تو ایک زخم کھا کر بے نیل مرام واپس آیا اور چند روز بعد اس
جہان فانی سے رخصت ہوکر رہ نورد عالم بقا ہوا حالانکہ اوسکی ذلیل قوم یعنی

کل آتش پرستون نے اوسی کی لیاقت کی بدولت عروج و ترقی حاصل کی تھی مگر اوسکے انتقال کا
مطلقًا اونھون نے افسوس نکیا بخلاف افغانی اور ایرانی اور آرمینیا والونکے کہ وہ لوگ
اس واقعہ کا دلسے رنج کرتے تھے خاصکر ایرانی اور آرمینیا والے کیونکہ اونکا ہر طرح نصر اللہ خان
حامی و مددگار رہتا افغان فن سپہگری مین اوسکی بہادری اور تجربہ کاری کی حد سے
زیادہ مداح تھے بعض بعض رسمین اوسکے مرنے وقت اوسکی فوج کے لوگون سے ایسی
عمل مین آئین جنسے اونکی وحشیانہ خصلت کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا یعنی اوسکے
جنازہ کو ان لوگون نے بیچمین رکھکر چارون طرف اوسکے طواف کیا اور نصر اللہ خان کے
غلامون اور اون شخصونکو جو اوسکی حیات مین اوسکے پاس مقید تھے یہی ہدایت
کی چنانچہ اونھون نے ویسا ہی کیا اسکے بعد فوج والون نے اون بیچارونکو جنازہ کے
قدمونپر قتل کرڈالا پھر خاص نصر اللہ خان کے گھوڑونکو ذبح کر کرکے اون کا
گوشت پکا کر موت کی دعوت کے طور پر باہم فوج والون نے آپسمین تقسیم کرلیا محمود نے
بھی اپنے بہادر سپہ سالار کی وفات پر نہایت رنج والم کیا اوسکے نام کی ایک یادگار بھی
بنوائی اور آتش پرستون مین سے دو آدمی جو اونکے یہان عابد زاہد شمار کئے جاتے تھے

اس کام پر مامور کئے کہ جہان وہ دفن کیا گیا تھا وہان مقدس آگ ہمیشہ مشتعل اور روشن رکھیں مسلمان افغانونکا یہ عالم تھا کہ وہ نصر اللہ خان کی قبر کو مثل ایک ولی کی قبر کے سمجھکر اوسکی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے

نصر اللہ خان کے مرنیکے بعد صوبہ فرس کی فوج کی سپہ سالاری زبردست خان نامی ایک دولتمند سپاہی کے نامزد ہوئی یہہ شخص حیدر و زمین اپنی دلیری اور لیاقت کی بدولت افغانونکی فوج مین اعلی مرتبہ کو پہونچگیا جسوقت یہ شیراز کی تسخیر کے ارادہ سے وہان پہونچا تو والی عرب کے چھوٹے بھائی عبد اللہ نامی نے جو اوسوقت وہانکا حاکم تھا بہت جلد شہر کے اندر ایک بڑی رسد کے پہونچانے مین کوشش کی مگر جب مقابلہ کی نوبت آئی تو عبد اللہ ناکام ہوکر واپس پا ہوا اور بضرورت افغانون سے عہد و پیمان کا خواستگار ہوا ابھی اثنا مین شیراز والونکی طرف سے ایک ایسی حماقت ظہور مین آئی جو سراسر اونکے حق مین مضر ہوئی یعنی جسوقت باہم طرفین مین عہدنامہ کی شرایط کی بابت گفتگو شروع ہوئی تو شیراز والے اپنی ہرے ہرے مورچونکو چھوڑکر چلے گئے افغانونکو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو

اونھون نے فوراً مجلس برخاست کر کے ایک جزئیلی حملہ کر دیا اور قبل اس سے کہ ایرانی غبردار ہوں
اور بیدار ہوون شیراز پر اپنا قبضہ کر لیا بہت لوگ اس واقعہ مین ہلاک ہوئے سردار عبداللہ خان
حاکم شیراز بھی اسی حملہ مین مارا گیا ہرچند کہ یہ قتل عام تھا اور بہت خلق خدا کی جانین
اسمین تلف ہوئین لیکن جتنے لوگ سابق مین قحط کی شدت و تکلیف سے ضایع ہو چکے
تھے اونکی نسبت اس قتل مین بہت کم لوگ ضایع ہوئے افغانون نے شہر کے بعض سرکش
آدمیونکو جنھون نے اپنی طمع نفسانی کے سبب قحط کے ایام مین غلہ وغیرہ بند کر کے
خلق خدا کو ایذا پہونچائی تھی بڑی تکلیف دے دے کر جان سے مارا چنانچہ ایک شخص
خاص کی کیفیت جسنے قحط کے ایام مین غلہ جمع کیا تھا ہمکو مفصل معلوم ہے کہ
افغانون نے اوسکو اوسیکے یہان کی ایک ناج کی کھلتی مین میخ سے جکڑ کر باندھ دیا
اور وہ بھوک اور پیاس کی تکلیف سے اوسی حالت مین ہلاک ہوا ۔

زبردست خان نے بندر عباس کے فتح کرنیکے واسطے تھوڑی سی فوج روانہ
کی جسپر سال گذشتہ مین صوبہ بلوچستان کے پانچہزار آدمی اس امید پر حملہ آور ہوئے تھے
کہ اس مشہور معروف بندرگاہ سے بہت کچھہ مال و دولت ہاتھہ آئیگی توقع تھی ہاتھ آئیگا

وہ لوگ چندروز تک اوسپر قابض بھی رہے تھے لیکن انگریزی کوٹھیون سے نقصان

عظیم اوٹھانیکے بعد ناکام رہے تھے یعنی جسوقت اہل یورپ سے مقابلہ کی نوبت پہونچی

تو اونھون نے اوسکو پسپا کردیا تھا پس زبردست خان کی فوج کا حال بھی وہان

جانیکے بعد ایسا ہی ہوا جیسا کہ بلوچیونکا ہوا تھا افغانون کے پہونچنے کے بعد اگرچہ ایرانی

فرار ہوگئے مگر اہل یورپ نے ایسے استقلال اور جوانمردی کے ساتھ اونکا

مقابلہ کیا کہ حملہ آور ہیکے وقت افغانون کے سپہ سالار کی ہمت بالکل ٹوٹ گئی اور

جو کچھ تھوڑی بہت رسد باقی رہگئی تھی اور خاصکر آب وہوا کی خرابی سے

اور زیادہ کم ہوگئی تھی اوسکو اپنے ہمراہ لیکر واپس چلا گیا

شیراز کے فتح ہوجانے سے محمود کی ہمت دوبالا ہوگئی تھی اسعرصہ مین

وہ تیس ہزار آدمیونکی فوج ہمراہ لیکر کوہ گیلو کی تسخیر کے ارادہ سے جو اصفہان کے

جنوب مین تین درجہ کے فاصلہ پر ہے بڑے اہتمام سے روانہ ہوا قضا کار جوع ب

لوگ کوہ گیلو کے اضلاع مین خوش باش تھے اونھون نے محمود کی فوج کو نہایت

تنگ کیا علے الخصوص جسحالت مین کہ فوج پہاڑ پر سے اون میدانون اونری

جو سمندر کے کنارہ واقع ہین تو آب و ہوا کی ناموافقت سے اور زیادہ مجبور و تنگ
ہو کر بے نیل مرام واپس آئے محمود اس مہم مین اپنی ناکامی کی وجہ سے نادم و پشیمان
ہوا اور بغیر دوراندیشی کے بہت جلد ایک کام پر مستعد ہو جانیکے لحاظ سے
اپنی عقل پر نفرین کرنے لگا چنانچہ اپنے یہانکے لوگونکی شرم اوسکی آنکھونمین ایسی
بیٹھی کہ رات کو لوگونکی نظر سے پوشیدہ اصفہان مین داخل ہوا

سوای قوم گرد کے لوگونکے جو محمود نے فوج مین بھرتی کئے تھے قندھار سے
مدد ملنے کی زیادہ تر توقع رکھتا تھا چنانچہ حسب مراد یہ مدد قندہار سے ایران مین
پہونچکر اوسکے شریک حال ہوئی اس زمانہ مین محمود کے وطن مین یہ خبر مشہور ہوئی
کہ وہ نہایت طامع ہو گیا ہے اور اپنے بہادر سپاہیونکا مطلقاً پرسان حال
نہین ایرانیونکے طور و طریق بہت پسند کرتا ہے اور صرف طور و طریق ہی اونکے
اختیار نہین کئے بلکہ یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ اونکے کفر آمیز عقاید کی جانب
بھی کسیقدر مائل ہے اس خبر کے اوڑتے ہی تمام فوج علی العموم اوسکی طرف سے
بدظن ہو گئی جسوقت محمود شہر یزد کی مہم مین ناکام ہوا اور نقصان کثیر اوٹھانیکے بعد

واپس آیا تو وہ اپنی فوج کو اپنی جانب سے بہ نسبت سابق کے اور زیادہ بدگمان اور بدظن
پاکر نہایت پریشان ہوا اتنے مین خبر اوڑی کہ سردار امان اللہ خان اور سردار
اشرف محمود سے ناراض ہین محمود کی فوج نے اسوقت مناسب وقت سمجھکر محمود کو
اسبات پر مجبور کیا کہ سردار اشرف خان کو قندہار سے طلب فرماکر اپنا جانشین
قرار دے اس درمیان مین سردار امان اللہ خان وطن کو چلا گیا اور محمود سے اور
اوس سے پھر دوبارہ صلح بھی ہو گئی لیکن پہلی سی صفائی نہوئی پس جبکہ محمود سے
ایسی ایسے لوگ برگشتہ ہونے لگے تو اوسکو اپنی فوج پر بالکل بھروسہ نرہا اور
روز بروز اپنی قوم کی جانب سے ایسی ناامیدی نظر آنے لگی جیسے کہ اپنے دشمنوں سے
نظر آتی ہے +

محمود کی طبیعت مین اسقدر جرات اور استقلال نہ تھا کہ جو حادثہ دفعتہً
اوسپر آپڑنا اوسکو وہ بآسانی برداشت کرسکتا یزد کی مہم سے جب ناکام
ہوکر وہ پھرا تو نہایت پریشان حال اور مایوس ہوگیا تھا اپنے اطمینان
خاطر اور اصلاح حال کی فکر مین شب و روز متفکر رہتا تھا ایک نئی تدبیر اوسنے

ان تازہ حوادث سے نجات پانیکے لئے سوچی جو اوسکی پرانی بابادانی پر دلالت
کرتی تھی یعنی اوسنے چند روز کے واسطے کاروبار سلطنت سے کنارہ کشی
اختیار کرکے خداوند تعالی کی طرف توجہ ظاہر کی اور مسلمان درویشون
اور ایرانی صوفیون اور ہندو جوگیونکی طرح   اوسطرحکی ریاضت پر کمر
باندھی تاکہ ان سخت ریاضات اور مجاہدات کی بدولت حوادث ناگہانی
سے نجات پاوے اکثر ہندو جوگیون کا دستور ہے کہ وہ اپنے مطلب برآری کے
واسطے ایسی ہی ایسی ریاضتین کیا کرتے ہین مثلاً کبھی آگ روشن کرکے
اوسکے اوپر لٹک کر تپا کرتے ہین یا کبھی اپنے گرد آگ جلا کر اوسکے بیچ مین
بیٹھے رہا کرتے ہین جنکو ہمارے یہان تپسیا کہتے ہین اب یہ واہیات رسم
ہندوستان سے لیکر ایشیا کے تمام ملکون مین برابر جاری ہے ایران کے
صوفی اور مسلمان اور سناسی جوگی کبھی باہم ریاضت کشی کا مقابلہ کیا کرتے
ہین کہ کون سا آدمی جفاکشی کے ذریعہ سے اپنے نفس کو زیادہ تر مغلوب
کرسکتا ہے ان لوگونکی ریاضت کا حال اکثر اب دیکھا گیا کہ وہ کئی کئی

دن تک برابر کھانا نکھاتے بہمہ تن خداوند تعالی کیطرف متوجہہ ہوکر عبادت مین مصروف رہتے ہین پس جبکہ ایسی ایسی سخت تکلیفونکے سبب سے خیالات اونکے پریشان ہوجاتے ہین اور نئے نئے وہم اونکو پیدا ہوتے ہین تو وہ اونکو اپنی محنت شاقہ کا عمدہ نتیجہ خیال کرکرکے بمنزلہ آسمانی الہام کے سمجھنے لگتے ہین چنانچہ یہ افغان بھی علے العموم ایسے ہی ضعیف الاعتقاد تھے پس محمود بھی اسیتنگی حالت مین امداد ربانی کا متوقع ہوکر طرح طرحکی ریاضت پر آمادہ ہوا اور سلطنت سے علیحدہ ہوکر چودہ روز تک ایک نہایت تنگ و تاریک گنبد مین بھوکا پیاسا ریاضت مین مصروف رہا جب گنبد سے باہر نکلا تو ضعف و ناتوانی کے سبب پہچانا نہ پڑتا تھا جسم نہایت حقیر اور لاغر ہوگیا تھا چہرہ پر جھریان پڑگئی تھین رنگ زرد تھا اوسکی ڈراونی صورت اور وحشت آمیز نگاہ سے یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ وہ اس محنت شاقہ کا بالکل متحمل نہوسکا اسحالت مین اکثر باتین جنہونیونکی سی اوس سے سرزد ہوتی تھین لوگونکے ساتھہ اوسکی بدگمانی کی کیفیت تھی کہ جو شخص اوردوست اوسکا اتفاق سے اوسکو نظر پڑتا تھا

تو وہ چونکے یہ کہ اوسنے سمجھا تھا کہ یہ میرا دشمن ہے شاید میرے قتل کرنیکے واسطے
آتا ہے (یہان یہ بات قابل ذکر ہے کہ شاہ سلطان حسین ابھی تک زندہ تھا
اور تیرہوین باب کے آخر مین جو اوسکے انتقال کا حال مذکور ہوا اوس سے
مراد یہ نہین کہ محمود کی سلطنت سے پہلے اوسکا انتقال ہو گیا اور جو واقعات
کہ اس باب مین مذکور ہین وہ اوسکے مرنیکے بعد ظہور مین آئے تھے بلکہ یہ کل
واقعات اوسکی زندگی مین پیش آئے اور محمود کی حکمرانی کا زمانہ بھی اوسکے
حین حیات گزرا لیکن چونکہ آخر باب مین خاندان صفویہ کے ختم ہونے کا
ذکر تھا اور نیز بطریق اجمال افغانونکی اخیر حالت کا بیان تھا جو آیندہ ہونیوالی
تھی اسلئے غالبًا مولف کتاب نے اوسکے انتقال کا حال بھی ذکر کر دیا) الغرض اسی
عرصہ مین محمود کو یہ خبر پہونچی کہ صوفی مرزا شاہ سلطان حسین کا بڑا بیٹا اصفہان سے
چلا گیا اوسوقت محمود نے بے سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کیے یہ حکم دیا کہ سوای
سلطان حسین کے خاندان شاہی کے کل شاہزادے قتل کیے جاوین چنانچہ تمام
شاہزادے فورًا محل کے ایک صحن مین جمع کیے گئے اور خاص محمود کے ہاتھون سے

قتل کئے گئے شیخ محمد علی حزین جو ایک ایرانی مورخ ہے اوسکے بیان سے واضح ہوتا ہے
کہ اس ہیبتناک موقع پر خاندان شاہی کے اونتالیس شہزادے محمود کے ہاتھو سے
قتل ہوئے بعض یورپین مورخونکے بیان سے مفہوم ہوتا ہے کہ اون مقتولونکی شمار
تعداد مذکور سے زیادہ تھی ایک یورپین مورخ لکھتا ہے کہ اس قتل مین سلطان حسین کے
دو چھوٹے بچے ہراسان اور خائف پناہ لیکر اوسکی طرف دوڑے اوسوقت
سلطان حسین نے اپنے آغوش شفقت مین اُن دونون مظلومونکو لیکر اپنی پناہ مین
لے لیا مگر محمود نے کچھہ رحم نکھایا اور بڑہ کر ان بچونپر خنجر زہرآلود چلایا سلطان حسین نے
اوس خنجر کو اپنے بازو پر روکا جسوقت خنجر اوسکے بازو پر لگا اور خون بہتا ہوا
نظر آیا تو محمود پر ایک عالم خوف اور حیرت کا ساطاری ہوگیا اور اوسی حالت
مین وہ پیچھے ہٹکر چلا گیا محمود گو وحشیانہ عادت رکھتا تھا اور ظالم بھی اوسکے
مزاج تہیا مگر سلطان حسین کو اپنا بزرگ جانتا تھا اور ہمیشہ اوسکی تعظیم کرتا
رہتا تھا اس خیال سے اوسوقت سلطان حسین کا یہ عالم دیکھکر نادم ہوا اور
اپنا غصہ بیجا ان بچونکے قتل سے دست بردار ہوا +

سنا ہے کہ اس ناگہانی قتل کے بعد محمود پر ایسا ادبار آیا کہ عقل اوسکی
بالکل ٹھکانے نرہی اور جنون اوسکا ترقی پر پہونچگیا شیخ علی حزین کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ جنون کی حالت مین اوسکا یہ عالم تھا کہ اپنے بدن کا
گوشت نوچ نوچکر کھاتا تھا افغانی اور ایرانی طبیبون نے ہرچند اوسکے
علاج مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی آخرکار دوا سے گذر کر دعا
تک نوبت پہونچی لوگون نے آرمینیا کے پادریون سے بھی دعای خیر کی
التجا کی اور اونھون نے سرہانے کھڑے ہو ہو کر نہایت عجز و نیاز سے
خدا تعالی کی درگاہ مین مناجاتین کین اور دعائین مانگین لیکن اوسکو
کچھہ افاقہ نہوا اور مرض لاحقۂ بدن بڑہتا رہا افغانونکو اس عرصہ مین
شاہزادہ طہماسپ کی جانب سے حملہ آوری کا اندیشہ لگ رہا تھا چنانچہ اونھون
نے محمود کی بیماری ہی مین اوسکے چچازاد بھائی اشرف کو ۲۳ اپریل سنہ ۱۷۲۵ع
کو تخت پر بٹھایا اشرف محمود کے چچا کا بیٹا تھا جسکا نام عبد اللہ خان
تھا اور یہ بات سابق مین معلوم ہو چکی ہے کہ میرویس کے مرنے کے بعد

جب عبد اللہ خان تخت نشین ہوا تو محمود کو یہ نہایت ناگوار ہوا کہ میرے
ہوتے ہوئے عبد اللہ خان تخت سلطنت کا مالک ہو کیونکہ درحقیقت
وہی وارث تخت اور تاج کا تھا لیکن اوسوقت اوسکے صغر سنی کے
سبب افغانون نے یہی مناسب خیال کیا کہ عبد اللہ خان بالفعل
تخت نشین قرار دیا جاوے آیندہ جب محمود کسی قابل ہوگا تو وہی وارث
ہوگا مگر محمود کے خیال مین یہ بات نہ آئی اور اوسنے چند آدمیونکے بھکانے
ایکبار شب کو عبد اللہ خان کی خوابگاہ کا محاصرہ کرکے فورًا اوسکو
قتل کر ڈالا اور اپنے ہمراہیونکے بھروسے پر تخت سلطنت کا مالک بن بیٹھا
پس اشرف عبد اللہ خان کا بیٹا اوسیوقت سے محمود کی طرف سے خار کھائے
ہوئے بیٹھا تھا اب جو بڑی سعی اور جانفشانی کے بعد تخت سلطنت پر
قابض ہوا تو اوسنے اپنے قدیمی خیال کو جو محمود کی جانب سے اپنے
دلمین رکھتا تھا ازسرنو تازہ کیا یعنی اوسکا سر کاٹ کر اپنے باپ کا قصاص
لیا بعض مورخین کے بیانسے واضح ہوتا ہے اور امید ہے وہ صحیح ہو

کہ محمود کا سر نہین کاٹا گیا بلکہ وہ جنون کے ایک خطرناک حالت مین راہی ملک عدم ہوا اور شیخ علی حزین کا بیان ہے کہ جسوقت محمود کی مان نے اوسکو ایک سخت حالت مین گرفتار پایا اور اوسکے جینے سے ہاتھ دہوئے تو یہ کہا کہ اب مجھسے محمود کی تکلیف نہین دیکھی جاتی مین چاہتی ہون کہ اوسکا گلا گھونٹ دیا جاوے تاکہ یہہ تکلیف اوسپر سے رفع ہو جاوے +

ہم جانتے ہین کہ کبھی کسی بادشاہ کو ایسے قلیل فوج اور کم سامان سے فتح نصیب نہوئی ہوگی جیسی کہ محمود کو نصیب ہوئی اسکا سبب سوای اسکے اور کوئی نہین کہ اوسکو اپنے ارادون مین اولوالعزم اور کامون مین چست و چالاک کہین اور یہ ایک ایسا وصف ہے کہ اگر اوسکو اوسکی تمام برائیون پر غالب اور کل عیبون کا چھپانیوالا کہین تو حق بجانب ہے پھر اسکے ساتھہ یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ سوای معمولی دو ایک صفتون کے یعنی ذاتی دلیری اور اولوالعزمی کے جو وحشی سرداری مین ہونی چاہیے محمود کوئی اور صفت نہ رکھتا تھا اگرچہ اوسنے اپنی خواہش نفسانی روک کر جسمانی ناتوانی کا بدل

جسمانی ورزش سے بخوبی کردیا اور وہ باتین جو جسمانی قوۃ کی زایل کرنیوالی
ہوتی ہین حتے الامکان اوسسے یکسو ہوکر اپنے بدن کی اصلی قوۃ کے
ترقی دینے مین کوشش کرتا رہتا ہے کہ وعدہ کے وفا کرنے مین نہایت
مشہور تہا بلکہ فخریہ کہا کرتا تہا کہ مین جو وعدہ کرتا ہون وہ بہت جلد
وفا کرتا ہون +

ایرانی سلطنت کی تباہی بیشک قابل افسوس ہے اوسوقت
اور زیادہ افسوس کے قابل ہوتی کہ محمود اپنے کرتبونکی پوری پوری سزا
نہ بہگت لیتا خداوند تعالی ایسا منتقم حقیقی ہے کہ جسطرح سلطان حسین
آخر کو اپنی نامردی اور درباروالون کی دغابازی کی بدولت افغانونکے
پنجۂ ظلم وستم مین گرفتار ہوکر سزایاب ہوا اسیطرح محمود بھی اپنے
کئے کو بخوبی پہونچگیا اوسکی سرگذشت سے بخوبی یہ بات واضح ہوتی ہے
کہ اوسنے بیجا ظلم وتعدی کے بدل مین ایسی ایسی سخت تکلیفین پائین جنکا
وہ درحقیقت مستحق تہا کبھی اوسکو اپنی حکمرانی کے عہد مین ذاتی کامیابی

نہ حاصل ہوئی کبھی کوئی وقت اوسنے اپنا عیش و عشرت مین نگزارا ہمیشہ
سنئے نئے رنج والم مین مبتلا رہا کم و بیش ستائیس برس کی عمر پائی اخیر وقت
مین صرف تین برس تخت ایران پر قابض رہا اوسکے بعد جنون کی سخت
حالت مین گرفتار ہوا اور روحانی تکلیفین اوٹھا اوٹھا کر مرگیا +

محمود کے بعد اوسکا چچازاد بھائی اشرف نامی تخت نشین ہوا

اب یہان سے ہم ایران کا حال اور جو جو منصوبے اور فکرین اسعصر
مین اوسکی نسبت قسطنطنیہ اور روس کے دربار نے کین تھین اونکا
بیان کرنا مناسب جانتے ہین اسکے بعد اشرف کی حکومت کا حال
لکھین گے +

یہ بات سابق مین معلوم ہو چکی ہے کہ اول اول جب افغانان نے
سلطان حسین والی ایران کو قید کرلیا تھا تو اوسکے بیٹے طہماسپ نے
بادشاہ کا خطاب اختیار کرکے شاہانہ طور وطریق اختیار کیا تھا
اور ہمہ تن متوجہ ہوکر زیادہ تر اسباب مین ساعی ہوا کہ کسی طرح

اپنے بزرگون کا تاج پھر حاصل کرکے خاندانی سلطنت کا نام باقی رکھنا
چاہئے لیکن چونکہ وہ زمانہ موافق نہ تھا اس لئے کوئی فکر شاہ طہماسپ
کی کارآمد نہوئی صوبہ جارجیا کا حاکم جو اوسوقت مین گورنمنٹ ایران
سے برگشتہ ہوکر اوسکا مخالف بن بیٹھا تھا طہماسپ نے صوبہ کگیرٹ
کے حاکم کو اوسپر حملہ آوری کے واسطے مامور کیا چنانچہ اس مہم مین وہ
کامیاب ہوا مگر اس کامیابی کا نتیجہ برخلاف مقصود ظہور مین آیا یعنی
گورنمنٹ روم صوبہ جارجیا کی نسبت جو منصوبے رکھتی تھی اوس مین
اوسکو تقویت حاصل ہوئی اور بلا تردد اوسکو صوبہ مذکور پر قبضہ کرنے کا
موقع ہاتھ آیا اتنے مین خبر آئی کہ صوبہ گیلان اور شہر باکو پر روسیون نے قبضہ کرلیا
طہماسپ یہ سنکر نہایت حیران وپریشان ہوا پس اوسنے مصلحتاً
مختلف اوقات مین روم وروس دونو درباروں سے ساتھ خط وکتابت
جاری کرنا چاہا اول جو ایلچی اوسنے دربار روم مین روانہ کیا وہ مقام کرس
مین روک لیا گیا دوسرا ایلچی اسمعیل بیگ جو روس کو روانہ کیا گیا اوسنے

وہان پہونچکر ایک اقرار نامہ طہماسپ کی جانب سے اس مضمون کا تحریر کیا

کہ جسوقت شاہنشاہ روس افغانون کو ایران سے نکالکر طہماسپ کو تخت

ایران پر مسلط کردے تو وہ بے شک مستحق اس صلہ کا ہے کہ اقلیم ایران مین

سے شہر دربند اور بکو اور داغستان اور شروان اور گیلان اور

مازندران اور استرآباد کو لیکر اپنے قبضہ تصرف مین لاوے اور یہ شرط

بھی لکھی گئی کہ جسوقت روسیون کی فوج اس مہم کا ارادہ کرے تو طہماسپ

بے شک اسبابت کا ذمہ دار ہے کہ ایرانی روسیون کے حامی کار اور معاون

ہنکر رسد وغیرہ کے پہونچانے مین کسی قسم کی کوتاہی نکرین اور چند شرطین اور

روس نامہ مین دونون ملکون کی تجارت کی ترقی کے متعلق درج کی گئین

اسمعیل بیگ ایلچی اوسوقت وہین موجود تھا جسوقت شہر بکو کے باشندون

نے روس کی اطاعت قبول کی تھی +

اس قول و قرار کے زمانہ مین روم والے بڑے مستعدی کے ساتھ

اپنی فتوحات مین مصروف تھے تمام صوبہ کردستان کے باشندے

رسوقتین اونکے مطیع بنگئے اور مقام اریوان اور خوی اور بکشوان اور
مراغا کے فتوحات سے وہ تمام ارمینیا اور صوبہ اذربیجان کے ایک بڑے
حصہ پر قابض ہو گئے گورنمنٹ روم کو جب بالکلیہ اطمینان خاطر حاصل ہولیا
تو اوسنے صوبہ وان کے پاشا کو چوبیس ہزار آدمیونکی جمعیت سے
طبریز کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا طبریز کے دلیر باشندے جو قزوین والونکے
ہمفرقہ تھے حالانکہ وہ کسی قسم کا سرمایہ نرکھتے تھے اور اونکے شہر کا ایک
حصہ بھی زلزلہ کے سبب بالکل برباد ہو گیا تھا مگر اونہون نے تسپر بھی
اس پاشا کی اطاعت سے انحراف کیا بلکہ اوسکو ایک مذہبی متعصب قرار دیکر
اور فتوحات کے نشہ مین مدہوش سمجھکر اوسکی اطاعت کو نہایت معیوب جانا
اور دلیرانہ مقابل ہوئے پاشا اونکی بیسر و سامانی اور تسپر یہہ دلاوری دیکھکر
نہایت حیران ہوا اول اول اوسنے جرنیلی حملہ کا حکم دیا چنانچہ رومی اس حملہ مین
شہر طبریز کے ایک حصہ پر قابض ہو گئے مگر طبریز کے باشندے کسیطرح
خوف زدہ نہوئے اور بہت جلد کوشش کرکے دم کے دم مین اونہون نے
شہر کے تمام کوچہ و بازار کی ناکہ بندی کر دی اور قریب چار ہزار آدمیون کو

جو شہر کے اندر داخل تھے اونکو باقی فوج سے جو شہر کے باہر پڑی ہوئی تھی ملنے
دیا پھر آن کی آن مین اونکو قتل کر ڈالا پاشا کو جب اسکی اطلاع ہوئی کہ ایک
حصہ رومی فوج کا شہر والون کے ہاتھ سے دم کے دم مین غارت ہوگیا
تو وہ بہت آزردہ ہوا اور غضبناک ہوکر اوسنے چند بار حملہ کیا لیکن جو کامیابی
اوسکو اول حملہ مین ہوئی تھی اوس سے زیادہ پھر آیندہ نہوئی آخرکار پس پا
ہوا اور اپنے ہمراہیون مین سے بے شمار زخمیون اور مریضون کو تنہا چھوڑ چھاڑ
بھاگ نکلا طبریز والون نے موقع پاکر اون کل باقیماندون کو تہ تیغ کیا اور
اپنے غصہ کی آگ جو مخالفون کی ایذا رسانی سے اون کے سینون مین
بھڑک رہی تھی دشمنون کے خون بہا بہا کر بجھائی ترکون کو جب اس تازہ
کشت و خون کی خبر ملی تو اونھون نے اپنے ہمراہیون کے ناگہانی مارے
جانے کا دل سے افسوس کیا اور اونکا انتقام صوبہ آذربیجان کے غیر محفوظ
دیہات کے باشندون سے بہت جلد لینا چاہا چنانچہ پاشا اوسیدم
آٹھ ہزار دلاور سپاہیون کو لیکر صوبہ آذربیجان کی تاخت و تاراج کیلئے

تو استابان ہو اطبرنز والون نے جب یہ سنا تو وہ نہایت سرعت سے
ساتھ اپنے ہموطنون کی امداد کے واسطے ادہر سے پہونچے آخرکار بڑی
معرکۃ الآرا لڑائی کے بعد پاشا نے دوبارہ شکست کھائی اور ہراسان
و پریشان ہوکر شہر خوی کی جانب فرار ہوا +

دربار قسطنطنیہ مین جب ان واقعات کی خبر پہونچی تو شاہنشاہ
روم نے پچاس ہزار آدمیون کی فوج طبرنز کو روانہ کی طبرنز کے دلیر
باشندون نے جب فوج کی آمد آمد کی خبر پائی تو بہت جلد وہ اپنی اپنی
تدبیرون مین بہمہ تن متوجہ ہوسے اول اول اونھون نے اپنی عورتون
اور چھوٹے چھوٹے بچون کو گیلان کے پہاڑون پر بھیجدیا تاکہ وہ ان
تازہ آفتون سے محفوظ رہین اور خود جان لڑاکر نہایت سرگرمی کے ساتھ
اپنی حفاظت مین مصروف ہوسے طبرنز کے میدانون مین سینہ سپر ہوکر
بڑی شجاعت اور جوانمردی کے ساتھ ہنگامہ آرا ہوئے اور ایک عرصہ
تک اپنے دشمن کے مقابلہ مین داد شجاعت دیتے اور لڑتے رہے

لیکن چونکہ فن جنگ آوری سے ناواقف محض تھے پس جبتک شہر مین مورچے
باندھ باندھ کر لڑتے رہے اور صرف شجاعت سے کام لیتے رہے اوسوقت تک
خوب لڑے جب میدان جنگ مین ہر ایک قسم کی ہوشیاری اور تجربہ کاری کی
ضرورت پیش آئی تو بڑے جدال و قتال کے بعد مغلوب ہوکر شہر مین بھاگ آئے
ترکون نے موقع پاکر اونکا تعاقب کیا جب وہ شہر مین پہونچے تو شہر کے ہر کوچہ
و بازار کو ناکہ بندی کیا چار دن اور رات متواتر لڑائی کا ہنگامہ برپا رکھا اور شہر کے
کل باشندون کو محصور کرلیا انجام کار جب شہر والون نے عاجز و ناکام ہوکر
کوئی صورت اپنی خلاصی کی نہ دیکھی تو ترکون سے امان چاہی اور کہا کہ اگر ہمکو
شہر آردبیل چلے جانے کی اجازت ملجاے تو ہم لوگ آپ کی اطاعت پر رضامند
ہین ترکون نے یہ سنکر فورًا اونکو آردبیل جانے کی اجازت دیدی ایک معصر
مورخ کی تحریر سے اونکی ذاتی شجاعت کا اندازہ بخوبی واضح ہوتا ہے جو آخر وقت
مین اونکی روانگی کے وقت اوسکے صورتحال سے نمایان تھی یعنی یہ جوانمرد اوسوقت
اس شان و شوکت سے آردبیل کو روانہ ہوئے کہ ترکی اونکی عجیب و غریب اکڑ بکڑ

کی چال ڈھال دیکھکر عالم حیرت مین تھے اور اونکا موتہہ تکتے تھے ہر شخص اونمین سے

ایک ایک ہاتھہ مین اپنے باقیماندہ عیال و اطفال کو لئے ہوئے اور دوسرے ہاتھہ مین

ننگی تلوارین جھمکاتا ہوا اور بڑی نخوت و غرور کے ساتھہ اینٹھتا ہوا دشمن کی فوج

چیرتا ہوا نکلا چلا جاتا تھا درحقیقت جوانمردی اور جوانمردی طبرز کے باشندون سے

اس قابل یادگار موقع پر ظاہر کی اوس سے بڑھ کر کوئی واقعہ تاریخ ایران مین

دیکھنے مین نہین آیا سنا ہے کہ اس محاصرہ مین قریب تیس ہزار طبرزیون کے

ہلاک ہوئے اور بیس ہزار ترکی جنمین سے بڑے بڑے بہادر سپاہی اور نامی گرامی

سردار صوبہ ارفا اور کرمیا کے رہنے والے تھے مارے گئے پھر طبرزیونکے چلے جانیکے

بعد شہر بالکل خالی ترکونکے ہاتھہ آیا +

اس سے پہلے شہر گنجا کے باشندون نے ترکونکے ساتھہ بڑی دلاوری سے

مقابلہ کیا تھا ترک طبرز کی مہم سے فارغ ہو کر گنجا کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت جلد

اوسکی تسخیر سے فراغت حاصل کرکے صوبہ کرمان شاہ کی تسخیر مین مصروف ہوئے

صوبہ کرمان شاہ جب اونکے قبضہ مین آگیا تو اب مطمئن خاطر ہو کر صفہان کیطرف

رجوع ہوسئے اصفہان تھوڑی ہی دور باقی رہگیا تھا کہ یہ خبر آئی کہ والی لارستان نے بغداد پر حملہ کیا یہ سنتے ہی سب نیل مرام شہر موصوف کی حفاظت کے لئے پھر واپس چلے گئے +

یہ واقعات محمود کے عہد کے پچھلے برسون مین ظہور مین آئے تھے ترکی اور روسیون نے جسوقت اپنے ارادون کو وسعت دینی چاہی اور طرفین نے اپنے اپنے زعم کے موافق ملک ایران کی تسخیر کا مصمم ارادہ کیا تو محمود کی اخیر حکومت کو اپنا حارج مطلب نہ سمجھا اور نیز شاہزادہ طہماسپ کے استحقاق پر نظر نہ کی چنانچہ اوسکے دعوون اور ارادونکو جو ایران کی نسبت رکھتا تھا ایک پوچ بات سمجھی اس امر کی تصدیق روس اور قسطنطنیہ کے اوس عہدنامہ سے ہوتی ہی جو ایک فرانسیسی ایلچی کے ذریعہ سے ایرانکے بعضے بعضے عمدہ صوبون کی نسبت باہم تحریر ہوا تھا کیونکہ اگر اونکو محمود کی حکومت کا اندیشہ یا طہماسپ کا استحقاق ملحوظ خاطر ہوتا تو کسطرح بیگانے ملک کا تقسیم نامہ بلا رضا جوئی ان والیان ملک کی بے تکلف لکھہ لیا جاتا

اگرچہ اوسوقت بعض موانع کے سبب اوس تقسیم نامہ کی تعمیل ملتوی رہی اوس
تقسیم نامہ کے مضمون کے دیکھنے سے اون دونون سلطنتون کی تدبیر مملکت بخوبی
واضح ہوتی ہے یعنی جن صوبونکو روسیون نے تقسیم کرکے اپنا حصہ قرار دیا تھا
خط کھینچکر ان صوبونکے حدود فرضی اسطرح قایم کئے تھے کہ بحر کیسپین کے
تمام کنارے ترکمانون کے ملک سے لیکر دریای کر اور ارکسیز تک اون حدود
مین داخل تھے اور سلطنت روم کے صوبے ایک سیدھے خط سے محدود کئے گئے تھے
جو دریاے کر اور ارکسیز کے کنارونسے لیکر اور آردبیل سے تین میل کے فاصلہ
رہکر شہر طہریز کے قریب ہوتا ہوا ہمدان تک اور وہانسے صوبہ کرمان شاہ
تک پہونچا تھا سوای اسکے چند شرطین اور بھی اوس تقسیم نامہ مین مذکور تھین اور لکھا
ہوا تھا کہ اگر طہماسپ ان شرایط کو منظور کر لے تو
کہ وہ ہمارے تقسیم سے علاوہ ایران کے باقیماندہ صوبونپر حکومت قایم کرکے
بخوبی اونکا انتظام اور بندوبست کرتا رہیگا اور اگر منظور نکرے تو اوسکو بالکل
معطل کرکے باقیماندہ صوبونپر بھی اپنا قبضہ کر لیا جاوے اور ایران کے

امن وامان کے واسطے وہ شخص تخت پر بٹھایا جاوے جو مقبول طرفین ہو اور
جسکو گورنمنٹ روم وروس قابل ومستحق خیال کرین اور یہ التزام کیا جاوے
کہ محمود کے کسی نامہ وپیام پر التفات نکیا جاوے کیونکہ افغان ایران کی
سلطنت سے محض اجنبی اور علیحدہ خیال کرنیکے لایق ہین

اشرف نے جسوقت تخت حکومت پر قدم رکھا تو افغانونکو یہ بھروسا
ہوا کہ اوسکی دلاوری اور چستی چالاکی کی بدولت ہم اپنے دشمنونپر غالب آوینگے
اور جو کیفیت ایرانی حکومت کی محمود کے آغاز عہد مین تھی وہی پھر بدستور ہو جاویگی
مگر یہ خیال اونکا غلط نکلا اور جو کچھہ وہ سمجھے ہوئے تھے برخلاف اوسکے ظہور مین آیا
اشرف اپنے آغاز عہد مین ایرانیونکی بہ نسبت خاص اپنی قوم کے سردارونسے زیادہ تر
خائف وہراسان رہتا تھا چنانچہ اوسنے افغانونمین سے اکثر سردارونکو بے خطا
قتل کرڈالا تھا البتہ ایک سردار الماس نامی کو جو افغانونکی فوج کا سپہ سالار تھا
اس حیلہ سے قتل کرڈالا کہ وہ محمود کا بڑا رفیق اور خیر خواہ مشہور تھا باقی سردار
امان اللہ خان اور چند اور سردارونکو بلا قصور مروا ڈالا اور اسی جرم مین اونکو ملزم قرار دیا

کہ محمود کے مرنے سے پہلے پہلے تخت حکومت ان سردارون نے میرے حوالہ کرکے اوسکی

حق تلفی کی حالانکہ اونکی طرف سے اوسکے حق مین خیر خواہی خیر خواہی تھی جسکے انعام

اور صلہ مین لوٹ اور اپنی ہی جان دے بیٹھے اشرف کے مستغنیانہ طور و انداز سے

یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ ان سرکش سردارونکے مارے جانیکا اوسکو ذرہ برابر خیال ہوا

جنکے رعب داب سے ہمیشہ اندیشمند رہتا تھا اور جنکی دولت کثیر سے (جواب اوسکے

عہد مین ضبط ہوگئی تھی) ایک زمانہ مین شاہی خزانے مالا مال تھے ۔

سردار امان اللہ خان وغیرہ چونکہ یہ لوگ نہایت بیرحم اور ظالم تھے

اور ہمیشہ ایرانیونکو اپنے وقت مین تکلیفین پہونچاتے رہتے تھے اسلئے

اکثر ایرانی اونکے مارے جانے سے خوش و خرم ہوئے اور اشرف کی اس سیاست کو

اپنے مدعا کے موافق پاکر دلسے پسند کیا خصوصاً جسوقت اشرف نے اونکے

حسب مراد یہ کام کیا کہ محمود نے جو خاندان شاہی کے شہزادونکو جمع کرکے

نہایت اذیت و تکلیف دی دیکر مارا تھا اور ایرانی اوسکی اس حرکت سے بددل

ہورہے تھے فوراً سنے محمود کے اس فعل پر نہایت نفرین ظاہر کی اور اوسکے

بدل مین محمود کی ماکو سخت ذلیل ورسوا کیا یہانتک کہ اوسکو ایکرات جبراً قہراً
اون شہزادونکے نعشونکے پاس تنہار ہنے کا حکم دیا چنانچہ وہ رات اوس بڑہیانے
سخت مصیبت سے گزاری صبح کو اشرف نے اون نعشونکی تجہیز وتکفین کرکے بڑی
شان وتزک سے شہر کوم کو روانہ کیا اسکے بعد اشرف نے تاج سر پر رکھنے سے
انکار کیا اور کہا کہ محمود سے ظالم وسرکش کا تاج ہرگز مین اپنے سر پر نہ رکہونگا چنانچہ
اوسنے اوس تاج کو شاہ سلطان حسین کے قدمون پے رکہکر یہہ استدعا کی کہ آپ
اس تاج وتخت کے مستحق مین آپ اپنا حق لیجیے اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایئے
شاہ سلطانحسین نے کہا کہ مین اس گوشۂ تنہائی مین ایسا خوش ہون کبہی
سلطنت کے زمانہ مین ایسا نہین ہوا یہہ تاج وتخت تم ہی کو مبارک یہہ حاصل کلام یہہ ہے
کہ اشرف بڑا چالاک اور دور اندیش تہا اوسنے اپنی دور اندیشی اور زمانہ سازی سے
شاہ سلطانحسین کے ہی ہاتہون سے اپنے سر پر تاج رکہوایا

اشرف نے تخت نشینی سے پہلے شہزادہ طہماسپ مرزا کو صفہانمین
طلب کیا تہا لیکن یہہ کم نصیب شہزادہ اسوقت مین صوبہ آذربیجان اور عراقمین

اپنی حکومت قایم کرنے کی امید پر سردار فتح علیخان کو اپنے ہمراہ لیگیا تھا
جو اوسکے خاندان کا قدیمی رفیق اور حامی کار تھا اگرچہ شاہزادہ موصوف
نے مقامات مذکورہ بالا کی تسخیر مین از حد جانفشانی کی لیکن ناکام رہا اور چند
بار بے فائدہ سعی اور کوشش کرنیکے بعد مازندران کو چلا گیا یہان آکر معلوم
ہوا کہ اشرف نے اوسکو طلب کیا ہے اتفاقاً اسعرصہ مین اصفہان مین غدر
مچ رہا تھا پس طہماسپ موقع پاکر حسب الطلب اشرف کے اصفہان کو روانہ ہوا
مگر اشرف کے فریب و دغابازیسے وہ بالکل ناواقف تھا یہ سمجھا ہوا تھا کہ محمود کے
مرنیکے بعد اوسکے خیالات یکقلم بدل گئے ہین اگرچہ اسوقت بظاہر اوس نے
اخلاص ظاہر کرکے بڑے تپاک سے شہزادہ کو اپنے پاس بلایا تھا مگر درحقیقت یہ
طلب اوسکی ایک فریب و دغابازی پر مبنی تھی کیونکہ وہ شہزادہ کو اصلی وارث
خیال کرکے گرفتار کرنا چاہتا تھا اگر اسوقت بعض آدمی طہماسپ کو اشرف کی
دغابازی پر مطلع نکرتے تو بیشک وہ طہماسپ کو قتل کر ڈالتا مگر شہزادہ
اوسکے دام کید سے اپنے دوستونکی بدولت محفوظ رہا یون رہا سنا ہے کہ

اوسکے بعد اشرف نے اصفہان کے اور باقیماندہ سردارونکو بھی اس حیلہ سے قتل کر ڈالا کہ وہ اوسکے دشمنوں سے خط وکتابت رکھتے تھے +

پیٹر اعظم جو روس کا شاہنشاہ تھا اس زمانہ مین اوسکے جانشین کا یہ ارادہ مصمم معلوم ہوتا تہا کہ جو منصوبے شاہنشاہ موصوف نے ایک زمانہ مین ایران کی نسبت سے کئے تھے وہ پورا کرے اور ابتک جو کچھ فتوحات بحیرۂ کیسپین کے کنارے گورنمنٹ روس کو حاصل ہوئی تھی وہ ترکون کی فتوحات کی نسبت بہت کم تھی یہانتک کہ علاوہ اسکے وہ صوبے بھی ترکون کے قبضہ اختیار مین آگئے تھے جنکو اونھون نے سابق مین عہدنامہ کے ذریعہ سے تقسیم کرکے اپنا قرار دیا تھا اب ترکون نے روسیون سے یہ درخواست کی کہ وہ ایران سے افغانون کے نکالنے مین اونکی امداد کرین مگر وہانکے علما ترکون کے اس ارادہ سے مانع آئے اور کہا کہ مسلمانون یعنی افغانون پر حملہ کرنیکے واسطے ایک عیسائی سلطنت سے مدد چاہنا بڑا گناہ عظیم ہے خاصکر جس حالت مین کہ مسلمانونکو نکالکر کفار عیسیونکو پھر وہان بسانا مد نظر ہو چنانچہ شاہنشاہ قسطنطنیہ یہ سنکر

متردد الاحوال ہوگیا مگر وزیرون نے اس ارادہ کو ایک سخت ضرورت پر حمل کرکے
اون عالمونکو مطمئن خاطر کردیا اور لڑائی کا سامان مہیا کرکے بہت جلد روانگی کا
ارادہ ظاہر کیا اشرف پہلے ہی سے سلطان روم کا مطیع و فرمانبردار نہ تھا
اور وہ اور ونکی طرح اوسکو مسلمانونکا مذہبی پیشوا بھی نسمجھتا تھا اب جو اوسکو
یہ معلوم ہوا کہ سلطان روم کا ایران کی تسخیر کا ارادہ ہے تو اوسکا جانی دشمن
بنگیا اور درپردہ اوس بات کے اظہار مین ساعی ہوا جسمین ترکی عالمون نے
افغانون کی لڑائی کی بابت شاہنشاہ روم کی خدمت مین کچھہ گفتگو پیش
کرکے اوسکو اس ارادہ مین متردد الاحوال بنایا تھا اور شرعًا بجوبی مسلمانونکے
دلون مین ترکونکے ارادہ کی نادرست ہمانی کی تدبیرین کین اور ایک ایلچی دربار روم
مین اسفرمن سے روانہ کیا کہ وہانکے حال سے مطلع کرے چنانچہ معلوم ہوا
کہ شاہنشاہ روم کا مصمم ارادہ تسخیر ایران کا ہے یہانتک کہ احمد پاشا ترکیونکا
سپہ سالار جو عنقریب شہر مراغا اور شہر قزوین پر قابض ہولیا تھا اصفہان
کی جانب روانہ ہوا شاہزادہ الکردی جو اوسی فوج کا سپہ سالار تھا اور اوسوقت

مین ساحل کسپین پر مقیم تھا ترکیونکا شریک حال نہوا حالانکہ ترکیونکو اوسکی امداد
کی دلبسے توقع تھی شہزادہ طہماسپ وسوقمین مازندران مین مقیم تھا ان دونون
فریق مین سے وہ کسیکا شریک حال نہوا اور وہین پر ہکر جنگ کا تماشا دیکھتا رہا +

اشرف نے اپنے عہد مین اول اول اپنی حکومت کا بخوبی استحکام
کیا تھا ایک چھوٹا سا قلعہ اوسنے وسط اصفہان مین خاص اپنے خاندان اور
اپنے افغان رفیقون کی حفاظت کے واسطے تیار کرایا تھا یہ قلعہ نہایت
مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا فصیلین اوسکی نہایت بلند تھین اور چارون کونون پر
اوسکے چار برج بنے الغرض بقدر ضرورت اوسنے اپنے یہانکا بخوبی استحکام کرلیا تھا
جسوقت یہ خبر آئی کہ ترکونکی ایک فوج کثیر اصفہان کی جانب چلی آتی ہے تو اشرف نے
اول اول یہ کیا کہ جن جن شہرونکا اوس فوج کے رستہ مین واقع ہونیکا گمان تھا
اوسنے اون سبکو ویران کرادیا اور جہانتک فوج جمع کرسکا اوسکو ہمراہ لیکر
ترکونکے روکنے کے واسطے روانہ ہوا اتفاق سے ترکونکی فوجمین سے دو ہزار دیسی
پلٹن ایک ناواقف رہنما کی بدولت رستہ بھولکر اصل فوج سے علیحدہ ہو گئی تھی

اشرف نے بعجلت تمام کوچ کرکے اوس گم شدہ فوج کا مقابلہ کیا اور قبل اسکے کہ باقی
فوج اوس گمشدہ پلٹن کی امداد کیواسطے آپہنچے افغانون نے پلٹن کے سب آدمیونکو
تہ تیغ کیا اس کامیابی سے اشرف کو فی الجملہ بہروسہ ہوا اور ترکونکی ہمت پست ہوگئی
چنانچہ اونکے سپہ سالار نے لشکر کے گرد حصار قائم کرلے وہین قیام کیا اشرف بڑا
چالاک تہا پہلے ہی سے اس لڑائی کے ملتوی کرنیکے منصوبے باندہ رہا تہا اب اور زیادہ
اونکی فکر مین ہوا اور درپردہ اس قسم کے خیالات شائع کرنے اور قوم کرد کے سردارونکے
وفاداری مین فتور ڈالنے مین جو ترکونسے جاملی تہی نہایت کوشش کی علی الخصوص
اس کارروائی کے لیے چار عالم جو عمر رسیدہ اور نہایت قابل تعظیم وتکریم تہے احمد پاشا کے
لشکر مین بہیجے جبکہ یہہ عالم وہان پہنچے تو سپہ سالار مذکور سے ملاقات کرنیکے بعد ایک نے
اونمین سے باآواز بلند کہا کہ ہمارے بادشاہ نے آپکی خدمت مین یہہ پیام بہیجا ہے
کہ آپ مسلمانون پر کیونکر فوج کشی جائز رکہتے ہین خدا کے جنہون نے بموجب حکم
شریعت کے کافرونکی یعنی شیعونکی حکومت کو تہ وبالا کیا ہے ہمارا بادشاہ ایک پکا
مسلمان دیندار ہمارے پیغمبر پاک کا معتقد خاص ہے تم ایک عیسائی بادشاہ سے

امداد طلب کرکے اوس پر فوج کشی کرتے ہو اگر تم الہی ناانصافی سے اپنے ساتہیونکو
اپنی حفاظت پر مجبور کروگے تو تمام مسلمانونکا خون تمہارے سر ہوگا اور وہ بری
ہونگی احمد پاشا پر ان باتونکا بڑا اثر ہوا اور اونہی یہہ جواب دیا کہ مین اپنے بادشاہ کے
حکم سے آیا ہوا ہون اور وہ صرف دیندار بادشاہ ہی نہین ہے بلکہ خلیفونکا جانشین ہے اور اسی
سبب سے تمام سچے مسلمان اوسکو اپنا مذہبی پیشوا جانتے ہین پس اشرف کو چاہئے کہ وہ
سچے دل سے اوسکا مطیع و فرمانبردار بنجاوے ورنہ بزور شمشیر اطاعت پر مجبور کیا جاویگا
اسی اثنا مین اذان ہونے لگی اور سب لوگ نماز کی تیاری مین مصروف ہوئے جب نماز
سے فراغت ہوئی اور دعا کا وقت آیا تو ان عالمون نے باواز بلند خدا کی جناب مین
یہہ دعا کی کہ یا الہی تو اپنے سچے معتقدونکے دلونکو نفاق و لڑائی کیجانب سے
پہیر کر اتفاق کی طرف مائل کردے اور جو لوگ سچے دل سے تیری عبادت مین مصروف ہوتے
ہین اونمین باہم صلح و محبت کا مضمون پیدا کردے آمین ثم آمین

اس فریب آمیز عبادتکے بعد اون مولویون نے اپنے لشکر کی راہ لی او
اونکی سفارت سے اشرف کو وہی نتیجہ حاصل ہوا جو اوسکو منظور تہا یعنی علی العموم

لوگونکے دلونمین یہہ بات نقش پذیر ہوگئی کہ افغانون پر حملہ آوری گناہ عظیم ہے اس سے
پہلوتہی کرنی چاہیئے چنانچہ کرد کی قوم کا ایک بڑا گروہ معہ اور چند ترکون کے اون
مولویونکے ہمراہ چلاگیا اور اُون مولویونکے سامنے اوہنون نے سچے دلسے اسبات کا
اظہار کیا کہ ہم اپنے پہلے عقیدہ سے توبہ کرتے ہین اور دلسے اقرار کرتے ہین کہ افغانون سے
نہ لڑینگے احمد پاشا یہہ اختلاف دیکھکر نہایت گھبرایا اور بہت جلد ان خیالات کے
روک ٹوک کے لیئے یہہ تدبیر نکالی کہ اوسنے دم باقیماندہ فوج کو حملہ آوریکا حکم دیا اور بہرحال
اوسکو صرف اسبات پر ہوئی کہ بہ نسبت افغانونکی اوسکے پاس فوج کثیر تہی ساٹھہ ہزار
آدمی فوج کے تھے اور ستر ضرب توپین تہین اور افغانونکے پاس زیادہ سے زیادہ
فوج کے تیس ہزار آدمی تھے اور توپخانہ مین اونکے صرف چالیس زنبورک اونٹونپر
لدے ہوئے تھے مگر باوجود اس قلت فوج اور قلت سامان کے افغانون نے ترکونکو
شکست دی چنانچہ بارہ ہزار آدمی اس حملہ مین اونکے تلف ہوئے بلکہ اگر اسوقت
اشرف افغانونکو ترکونکے تعاقب سے باز نہ رکہتا تو غالباً ترکی فوج بالکل تباہ و
پریشان ہوجاتی

احمد پاشا پاس شکست کے بعد توپخانہ کا ایک حصہ اور باقی بہت
کچھہ ساز و سامان چھوڑ چھاڑ کر صوبہ کرمان شاہ کی جانب روانہ ہوا افغانون نے
اوسکا تعاقب نکیا بلکہ اشرف کے حکم کے موافق باقیماندہ مال و اسباب اور
توپخانہ کی لوٹ کو اونھون نے ناجائز سمجہا احمد پاشا جسوقت صوبہ
کرمان شاہ سے بغداد کو روانہ ہوا تو اشرف نے چند سفیر اسمضمون کے
اوسکے پاس بھیجے کہ جو کچھہ تھوڑی بہت لوٹ گمراہ مسلمانونکی شرارت سے
میرے ہاتھہ آئی ہے اوسکو مین ناجائز سمجہتا ہون اور مین کوئی قزاق
نہین جو زبردستی کسیکے مال و دولت کا خواہان ہون بلکہ مین ایک
والی ملک ہون احمد پاشا اپنا خزانہ اور مال و اسباب جو کچھہ غنیمت
مین افغانونکے ہاتھہ آیا ہے بے تامل طلب کرلے اسکے بعد اشرف نے
یہ ایک عمدہ کام کیا کہ جن جن شخصونکو اوسنے اثناء جنگ مین گرفتار کیا تھا
اون سبکو آزاد کردیا پس اس عاقلانہ کارروائی سے اشرف نے ترکون کو
ایسا رضامند کیا کہ دربار قسطنطنیہ کو مجبوری پڑی اوس سے راہ و رسم پیدا کرنی

پھر باہم یہ رای قرار پائی کہ اشرف سلطان روم کو مسلمانونکا مذہبی پیشوا تسلیم
کرے اور دربار قسطنطنیہ بھی اوسکو ایرانکا بادشاہ ہونا تسلیم کرے چنانچہ
اسپر یہ اثر پیدا ہوا کہ جو صوبے ایران کی حد کے اسعرصہ مین ترکونکے
قبضہ مین آگئے تھے وہ اشرف کو واپس کردے گئے ان صوبون مین تمام
کردستان اور خوزستان اور آذربیجان کا ایک حصہ اور چند شہر صوبہ
عراق کے شامل تھے علاوہ ان باتونکے اوس سامان جنگ کی واپسی کے
نسبت جو لڑائی مین افغانونکے ہاتھہ آیا تھا کچھہ تذکرہ کیا گیا اور یہ امر بھی
طے کردیا گیا کہ اشرف کے تئین ہرسال مکہ کو ایک قافلہ بھیجنے کا استحقاق
حاصل رہیگا اشرف کو اپنی حالت موجودہ کے لحاظ سے دربار قسطنطنیہ
اس سے عمدہ عہدنامہ کی توقع ممکن نہ تھی اور جو جھگڑا اوسنے ترکونکے
ساتھہ اوٹھایا وہ اپنی لیاقت سے ایسا اوٹھایا کہ اوسکا انجام اچھا
نظر آیا چنانچہ یہ بات اوسکی بڑی دانشمندی یا جوانمردی کی تھی کہ اوسنے
ایک مغرور سلطنت یعنی دربار قسطنطنیہ کے ساتھہ ایسے سلیقہ سے راہ ورسم

پیدا کی کہ اوسنے ایران کے حق حقوق کو بسر و چشم قبول کیا +

اسعرصہ مین شہزادہ طہماسپ مازندران مین تھا صوبہ استرآباد مین جو قوم کچھہ رہتی تھی وہ وقت بیوقت شہزادہ موصوف کی رفاقت مین تیار رہتی تھی کچھہ عرصہ سے اتفاقاً اس صوبہ مین ایک وبا پھیلی ہوئی تھی اکثر آدمی شہزادہ کے رفیقون مین سے اس وبا مین راہی ملک عدم ہوگئے تھے شہزادہ نے جب اس نواح مین وبا کی کثرت دیکھی تو اوسنے اپنے چھوٹے سے دربار کو یہان سے منتقل کرکے شہر فرح آباد مین قیام کیا استنے مین سردار قلی نامی جو اپنی دلاوری اور اولوالعزمی کے سبب بڑا نامی گرامی سردار مشہور تھا پانچہزار آدمیونکی ہمراہی مین فرح آباد مین پہونچکر شہزادہ کا شریک حال ہوگیا شہزادہ کو اوسکے آنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی بلکہ اوسکے بھروسہ پر اوسکو مخالفونپر اپنے حملہ آوری کی ہمت پیدا ہوگئی اگرچہ ایک وقت مین شہزادہ طہماسپ سردار موصوف سے اس جرم کی بابت کہ اوسنے خاص اپنے چچا کو جو قلات کا سردار تھا قتل کیا تھا نہایت ناخوش و ناراض تھا مگر اتفاق سے اس ناخوشی کا بدل بھی اسطرح سے ہوگیا تھا کہ حال مین نادر قلی نے افغانونکو شکست دیکر شہر

نیشاپور جو اوسنے چھین لیا تھا اسلئے اب وہ جرم اوسکا طہماسپ کی نظر مین
قابل اعتبار نرہا اور سردار فتح علیخان جو قوم قجر مین سے ایک نامی گرامی آدمی تھا
وہ تو پہلے سے طہماسپ کی ہمراہی مین تھا پس ان سرداروںکی شہرت کے باعث سے
اونکی فوج کی تعداد بہت جلد بڑہگئی اور چند روز مین اونکے دباو سے تمام اطراف
و جوانب سے لوگ گروہاگروہ فرح آباد مین داخل ہونے لگے جنسے یہ توقع معلوم
ہوتی تھی کہ صرف وہی لوگ ایران کو غیر قوم کے بیجا ظلم و تعدی سے نجات دینگے
طہماسپ نے ان دونون سرداروںکے بھروسہ پر اول اول شہر مشہد پر
یورش کی مشہد اس زمانہ مین افغانونکی قوم ابدالی کے سرداروںکے قبضہ مین تھا
اتفاقاً نادر قلی خان اور فتح علیخان مین باہم ایک مدت سے شکر رنجی تھی جب
یہان ان دونونکا اتفاق ہوا تو نادر قلی خان اوسکی فکر مین ہوا اور خراسان
کے سفر مین اوسنے فتح علیخان کو یہ الزام لگاکر قتل کیا کہ وہ طہماسپ کے دشمنونسے
خط و کتابت رکھتا ہے طہماسپ نے نادر قلی کے اس فعل کو بہت پسند کیا بلکہ
اب اوسکو تمام فوج کا حاکم بنا دیا نادر قلیخان نے مشہد اور ہرات دونونکو

فتح کیا اور تمام صوبہ خراسان کے باشندونکو اسبات پر مجبور کردیا کہ ایران
مین وہ شہزادہ طہماسپ کی بادشاہت کو بسر وچشم تسلیم کرین طہماسپ نے
بھی سردار قلیخان کو اپنا بڑا معاون ومددگار سمجھکر اوسکی نہایت تعظیم و
توقیر کی اور ہر طرح سے اوسکو مالامال کردیا سابق مین نادر قلیخان کو فوج کی
سپہ سالاری کا عہدہ عنایت کیا گیا تھا اب اوسکا لقب طہماسپ کیطرف سے
طہماسپ قلیخان مقرر کیا گیا جسکے معنی طہماسپ کے غلام کے ہین شہزادہ طہماسپ کو
اوسکے اس لقب کے اختیار کرنے سے بڑا فخر حاصل ہوا کیونکہ اوس لقب سے ایک
زبردست سردار کا مطیع اور غلام ہونا مفہوم ہوتا ہے اور نادر قلی نے بھی اس لقب کو
اپنے حق مین بہتر جانا اسلئے کہ اوسکا مقصد دلی یہ تھا کہ بغیر کسی علامت حکومت
اور شوکت ظاہری کے درپردہ مین اپنا مطلب حاصل کرتا ہون اور اوسکی یہ تدبیر کارگر بھی
ہوئی کہ اس ذلیل نام کی آڑ مین وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہوتا رہا

اشرف اس عرصہ مین شہر یزد پر قبضہ کرچکا تھا اور نیز اور فتوحات بھی
اس عرصہ مین اوسنے حاصل کی تھین پر یکایک ان فتوحات کا حاصل ہوجانا اوسکے

اقبال اور خوش نصیبی کی بڑی علامت تھی خاصکر دربار قسطنطنیہ مین اوس کے ایلچی کا عزت پانا اوسکی کمال خوش اقبالی کی دلیل تھی لیکن باوجود ان باتونکے ابھی تک اوسنے اپنی خوش اقبالی سے حظ وافر یا اطمینان خاطر نہ حاصل کیا تھا کہ یکایک شہزادہ طہماسپ کی فتوحات کا شہرہ سنکر جو اوسنے اسی عرصہ مین خراسان مین حاصل کین تھین چونک اوٹھا اگرچہ اس سے پہلے اشرف وغیرہ شہزادہ طہماسپ کا نام سنکر نہایت ذلت اور حقارت سے یاد کیا کرتے تھے مگر جب سے اوسکے احوال مین تغیر پیدا ہوا اور نادر قلی وغیرہ کی حمایت سے اوسکی ترقی کے آثار نمایان ہوئے تو اشرف کو اوسکی جانب سے کھٹکا پیدا ہوا چنانچہ اسعرصہ مین جو تیاریان یہ کر رہا تھا اونسے معلوم ہوتا تھا کہ اوسکو طہماسپ کیطرفسے فکر پیدا ہوئی تھی کہتے ہین کہ اشرف نے قریب تیس ہزار آدمی کے فوج جمع کی تھی جسمین نصف سے زیادہ افغان تھے اوسنے بڑے بڑے شہرونمین جہان جہان اوسکی عملداری تھی وہانکے بندوبست کے لئے تھوڑی تھوڑی سی فوج روانہ کی تھی اور وہان کے اون باشندونکے تئین جنپر اوسکو بھروسا تھا اور جنکی طرفسے اوسکو بغاوت کا خیال

یہ حکم صادر کیا تھا کہ وہ لوگ فوراً شہر بدر ہو جاوین ورنہ قتل کئے جاوینگے چنانچہ وہ لوگ
مقامات مذکور سے نکلکر چلے گئے اور شہزادہ طہماسپ سے جا ملے ان لوگونکے آنے سے
طہماسپ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور درحقیقت یہ تقویت اوسکی بجا تھی کیونکہ وہ
لوگ اشرف سے نہایت درہم برہم تھے اوسکی طرف سے اونکے سینہ مین عداوت کی آگ
مشتعل ہو رہی تھی اور دل وجان سے اسبات کے خواہان تھے کہ کسیطرح سے ہم اپنے
دشمن پر فتحیاب ہو کر پھر اپنے گھرونمین جا بسین

طہماسپ اسعرصہ مین برابر ملک تسخیر کرتا ہوا چلا آتا تھا چنانچہ خراسان
تک آ پہونچا تھا اب اوسنے اصفہان کا ارادہ کیا نونا در قلی مانع آیا اور اوسنے
اس ارادہ سے اوسکو باز رکھا کیونکہ وہ یہ سمجھا ہوا تھا کہ عنقریب اشرف خراسان پر
یورش کرنیوالا ہے اور جو منافع اور فوائد اشرف کے خراسان مین آنے سے
طہماسپ کے حق مین متصور تھے اون سب پر اوسکو بخوبی اطلاع تھی پس ان فوائد کی
طہماسپ کو اطلاع دیکر اشرف کی امداد کا وہ خراسان مین منتظر رہا چنانچہ
اوسکے زعم کے موافق بعجلت تمام اشرف طہماسپ پر حملہ آور ہوا دامغان کے قریب

دونون فوجین مقابل ہوئین اور لڑائی شروع ہوئی افغا نونکا ہمیشہ سے یہ دستور تھا کہ جب کبھی مقابلہ کی نوبت آتی تھی تو اول وہلہ مین سب مل ملاکر اسقدر چیخ پکار مچاتے تھے کہ آسمان و زمین سر پر اوٹھا لیتے تھے تاکہ اس طرف وہشت سے اول اول غنیم سے پانو اوکھڑجاوین اور وہ نہ جم سکین پس اب کے بھی اونھون نے اول حملہ مین وہی شور و شغب مچایا لیکن نادر کی فوج نے اس حملہ کو ایسے استقلال کے ساتھ برداشت کیا کہ افغانونکو مجبور ہو کر پسپا ہونا پڑا اشرف نے اوسیوقت اپنی فوج کے دو پرونکو یہ حکم دیا کہ وہ ایرانیونکو گھیر کر دائین بائین اور عقب کیطرف سے حملہ آور ہون اور خود تھوڑی سی فوج لیکر ایرانیونکے روبرو مقابل رہا جسوقت سردار قلی کو اشرف کی اس کارروائی اور حکمت عملی پر اطلاع ہوئی تو اوس نے افغانونکے حملونکو بخوبی دفع کیا جب دیکھا کہ افغان مقابلہ کی تاب نہ لاکر چہار طرف فرار ہونے لگے نادر قلی نے ایک جرنیلی حملہ کا حکم دیا اس حملہ مین اوسکو کامل فتح نصیب ہوئی افغانون نے اس لڑائی مین بڑا نقصان اوٹھایا اور اونکا بہت سا مال و اسباب اور خیمے اور خرگاہ ایرانیونکے ہاتھ آئے معلوم ہوتا ہے کہ افغان

نہایت سرعت اور شتابی کے ساتھ یہان سے فرار ہوئے ہونگے کیونکہ اونکی
فوج کا ایک بڑا حصہ لڑائی کے دوسرے دن طہران مین جا پہونچا تھا جو میدان
جنگ سے دو سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے پھر وہانسے وہ بہت جلد جلد کوچ
کرکے اصفہان مین پہونچے سنا ہے کہ اشرف نے وہان پہونچکر فوراً یہ حکم صادر
فرمایا کہ تمام افغانی معہ اپنے عیال و اطفال و اسباب وغیرہ کے اوس قلعہ مین جاکر
فروکش ہون جو اونکی حفاظت کے لئے بنا تعمیر کرایا گیا تھا اور تھوڑی سی فوج
اوس قلعہ کی حفاظت کے واسطے متعین کردی کیونکہ اوسکو سواے اپنی قوم کے
اپنے اوس مال و دولت کی حفاظت بھی زیادہ تر مد نظر تھی جو وہان محفوظ تھا اسکے
بعد اوسنے بہت سی فوج اپنے ہمراہ لی اور اصفہان سے شمال کی جانب کسیقدر فاصلہ پر
ایک محفوظ مقام مین جاکر اس ارادہ سے مقیم ہوا اور گرداگرد لشکر کے ایک حصار
قایم کیا کہ جو تازہ واقعہ پیش آوے اوسکو اپنی جوانمردی اور ہمت سے برداشت کرکے
اپنے مقاصد مین کامیاب ہو +

طہماسپ نے مغان کی فتح کے بعد سچے دلسے امید کرتا تھا کہ مین اب

بالیقین اپنے خاندان کے تخت کو دشمنوں سے چھین کر اپنے قبضہ مین لاونگا لیکن اسوقت مین
نادرقلی سپہ سالار اس سوچ بچار مین تھا کہ شہزادہ طہماسپ اگر دارالسلطنت مین پہونچ گیا
تو میری نیکنامی اور اولوالعزمی سب خاک مین ملجاویگی اور طہماسپ کو وہ ذاتی قوت
حاصل ہوجاویگی جسکے سبب سے میرے آیندہ منصوبے بالکل فسخ ہوجاوینگے اسلیے اوسنے
نہایت خیرخواہی کی صورت مین طہماسپ کو یہ مشورہ دیا کہ بالفعل آپ پانچ یا چھہ ہزار
آدمیونکی جمعیت کے ساتھہ یہان دمغان مین قیام کیجیے اور مجھے اشرف کے مقابلہ
کے واسطے جانے دیجیے طہماسپ اوسکے پوشیدہ منصوبونسے ہرگز آگاہ نتھا اوسنے
یہ سمجھکر کہ یہ سردار میرا قدیمی خیرخواہ اور معاون ہے جو کچھہ کہتا ہے میرے بھلے کی
کہتا ہے اوسکی درخواست کے موافق اوسیدم اوسکو اشرف کے مقابلہ کیواسطے
روانہ کیا اور خود معہ دربار کے دمغان مین ٹھیر گیا اور یہ التزام کرلیا کہ ہرمنزل سے
نادرقلی کی مدد کے واسطے فوج فراہم کرکے بھیجتا رہا ایرانیون کو اسوقت افغانونکی
شکست اور زوال کی امید قوی تھی اس امید کے پورا کرنے مین تمام ایران یکدل ہوکر
نہایت سرگرمی اور گرمجوشی کے ساتھہ شریک ہونا چاہتے تھے اور نادرقلی بھی اونکی

طبیعتونکے جوش و خروش سے بخوبی آگاہ تھا وہ یہ نہین چاہتا تھا کہ اونکو اپنے ارادوسے
باز رکھے اور روکے چنانچہ جسوقت نادرقلی آمادہ کارزار ہوا تو اوسنے اشرف کو نہایت
عمدہ طور پر حصار بند پایا نادرقلی نے جسدم اول حملہ آوریکا قصد کیا تو افغانونسے
بڑی بہادری کے ساتھ اپنے لشکر کی حفاظت کے سامان کئے مگر ایرانی اپنے
جوش و خروش مین حد سے بڑھے ہوئے تھے اپنی جانونپر کھیل رہے تھے سینہ سپر اور
جان بکف ہوکر ایسے دلاورانہ حملہ آور ہوئے کہ اوسوقت افغانونکو اونکے مقابلہ مین
سوای جنگ گریز کے کچھہ نہ بن پڑا چار ہزار بڑے بڑے دلاور سپاہی میدان جنگ مین
چھوڑکر اصفہان کو فرار ہوئے اور وہان غروب آفتاب کے وقت پہونچکر یہ
خبر اوڑائی کہ افغانون نے فتح پائی مگر قلعہ مین جو عورتین افغانونکی تھین باواز بلند
واویلا کر رہی تھین اونکے رونے پیٹنے سے یہ راز کھل گیا اور سب جان گئے
کہ آج افغانونکو شکست کامل ہوئی چنانچہ تمام شب افغانونکو چل چلاو کی فکر مین
کٹی اور دارالسلطنت چھوڑکر ضروری بھاگنا پڑا بڈھے بڈھے مرد اور عورتین اور
چھوٹے چھوٹے بچے بچیان اونٹونپر سوار کی گئین تمام خزانہ اور کل مال و اسباب جو کچھہ

بیجا نامنظور تھا سب اونکو نیرلا دالگیا اور ا قون رات طلوع آفتاب سے پہلے پہلے شیراز کیجانب اوس راستہ سے بیچکر جدہر سے ایرانی آتے تھے کوچ کیا اوس غضبناک اور نا یوس حالت مین اگر افغان اصفہان مین قتل عام مچا دیتے تو کچھہ بعید نہ تھا مگر غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت چل چلاو کی فکر مین انہی فرصت اور مہلت اونکو دستیاب نہوئی کہ یہ کارروائی عمل مین آئی مگر افسوس صد افسوس کہ اوسوقت اشرف اپنے کرتوت سے نہ چوکا یعنی بیچارے بدنصیب سلطان حسین کے خون سے جو اوسوقت تک قیدخانہ مین سات برس کی مدت پوری کر چکا تھا اپنے ہاتھونکو آلودہ کر کے چلتا ہوا +

نادر قلی نے کسیقدر مسافت سے اصفہان تک افغانونکا تعاقب نکیا جب افغانونکے فرار ہونیکی خبر پہونچی اور معلوم ہوا کہ اب اصفہان بالکل خالی ہوگیا تو اوسنے شاہی محل کے پہرہ کے واسطے ایک پلٹن روانہ کی اور اوسکے تین روز بعد خود دارالسلطنت مین داخل ہوا جب وہان پہونچا تو اول اوسنے اون افغانونکو طلب کیا جو اصفہان مین باقی رہگئے تھے بعض اونمین سے ایسے بھی تھے جو اپنے

زمانہ حکومت مین ایرانیونکے ساتھ شفقت اور رحم دلی سے پیش آتے تھے اور اونکے
ساتھ دوستانہ راہ ورسم برتتے تھے پس ایرانیون نے اوسوقت اوسکے
متعلقین سے یہ سلوک کیا کہ نادرقلی سے اونکی بہت کچھ سعی وسفارش کی اور اونکو قتل سے
بچایا باقی جو افغان باقی رہے اونکے واسطے قتل عام کا حکم نافذ کیا گیا چنانچہ تمام
افغان برسر عام قتل کئے گئے اوسکے بعد نادرقلی کے حکم کے موافق محمود کے مقبرہ کی
نہایت عمدہ سنگین عمارت آن کی آن میں مسمار کر دی گئی اوس کی جگہ ایک عام بدررو
اس غرض سے بنائی گئی کہ تمام شہر کا غلیظ وہان جا کر جمع ہو ہرچند کہ یہ طریقہ انتقام کا
نہایت ناموزون اور بےموقع ہے لیکن جو قوم ایسی قاصر اور عاجز ہو کہ اپنے
دشمن کی زندگی مین اوسکی مقاومت کی ہرگز ہرگز تاب نہ لا سکے اگر وہ اوسکے مرنیکے
بعد کسی تدبیر سے اپنے دل کا غبار نکالے تو کیا مضائقہ ہے +

جسوقت شاہ طہماسپ نے اصفہان کی تسخیر کی خبر سنی تو وہ بہت جلد
طہران سے افغانونکے بھاگ جانے سے پہلے پہلے اصفہان مین داخل ہوا اگرچہ
تمام ایرانی اوسکے آنے سے بہت خوش ہوئے اور وہ بھی خوش وخرم اپنے

اپنی دار السلطنت مین داخل ہوا جسوقت وہ اپنی بزرگونکے محلونمین پہنچا
اوسنی کسی شخص کا وہان نشان نپایا بڑی بڑی عالیشان مکانات و محلونکو
جو اوسکے باپ کے زمانیمین نہایت خوبی اور خوشنمائی کے ساتہ معمور و آباد
تھے ویران و برباد دیکہکر ایسا زار و قطار رویا کہ در و دیوار بہی اوسوقت اوسکے
حسرت و افسوس پر بصورت حال آنسون کا دریا بہاتے تھے طہماسب کا اوسوقت
پہوٹ پہوٹ کر رونا دیکہنے والونکے دلونکو پگلاتا تہا اتنی مین طہماسب نے
دیکہا کہ ایک بڑہیا تنہا بیٹہی ہوئی دور سی بآواز حزین پکارتی ہے کہ
ای میری پیاری بیٹی میری پاس آ اور میری چہاتی سی لگجا وہ یہہ سنتی ہی
بی تحاشا دوڑا اور اپنی مادر مشفقہ کو پہچانکر اوسکی گلی جا لگا طہماسب
اوسوقت اپنی ماںسی ملکر نہایت مسرور ہوا کیونکہ وہ اوسکی زندگی سے
مایوس ہوگیا تہا جانتا تہا کہ جسوقت اشرف نی سلطان حسین کو قتل کیا تہا
تو وہ شاہی خاندان کی تمام مستورات اور بچونکو گرفتار کر کی اپنی ہمراہ
لیگیا تہا پس اسوقت وہ اوسکی وجود فیض آمود کو ایک نعمت غیر مترقبہ

غیر تر قبہ سمجھکر خدا کا شکر بجالایا لیکن اوسنی جب اوسکی کل کیفیت سنے
اور معلوم کیا کہ جوقت سی محمود نی دارالسلطنت پر قبضہ کیا تہا اوسوقت
سے وہ باندی غلاموںکی بہیس مین اپنی اپکو چہپائی ہوئی تہی اور
اوسنی صرف باندی غلاموںکا سا لباس ہی نہین پہنا تہا بلکہ سات
برس کی مدت تک ایسی ایسی ذلیل و خوار خدمتین بجالائی جو باندی
غلاموںکی بہی عار دلانی والے ہوتی ہین تو شہزادہ طہماسپ کو اوسکے
مصیبت پر نہایت رنج و قلق ہوا اور اس مصیبت کو بہی اوسنی اپنی مصیبت نامہ کا
ایک تتمہ خیال کیا

اس عرصہ مین طرح طرحکی خطرناک خبرین افغانوںکی طرفسے
برابر پے در پے اصفہان مین چلی آتی تہین اس اندیشہ سی طہماسپ نے
نادرقلی کے تئین افغانوںکے تعاقب کا اشارہ کیا نادرقلی کو اسوقتمین خراسان
کے حکومت مل چکی تہی پس اوسنی یہہ درخواست کی کہ اگر یہانکے خراج
وصول کرنیکا مجہے اختیار حاصل ہوجائے تو مین بہت جلد آپکا حکم بجالاون

طہماسپ گو یہہ بات جانتا تہا کہ اِس درخواست کا منظور کرنا بعینہ ختیارات
شاہی کا حوالہ کرنا ہے لیکن بضرورت اوسنے قبول کیا اور ارکان دولت نے
بہی اوسوقت مصلحت سمجہکر اِس بات کی تائید کی کیونکہ فوج کے سپاہی نادرقلی
سے نہایت رضامند تھے اور اوسکی سامنے دوسرے کی تابعداری قبول کرنیمین
تامل کرتے تہے لہذا اونہی کی رائے بالاتفاق قرار پائی اور نادرقلی اپنی خواہش کے
پورا کرنیکے بعد بہت جلد منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا لیکن چونکہ اوس
زمانہ مین موسم سرما کا شباب تہا اسلئے اول اول یہہ دشواری پیش آئی
کہ سردیکی سختی سے فوج نے نہایت تکلیف پائی دوسری یہہ کہ افغانون نے
جو تمام ملک ویران و برباد کر دیا تہا اور آبادی کا نام و نشان نباقی چہوڑا تہا
تو رسد کے پہنچنے مین بہت قلت واقع ہوئی مگر اسپربہی جسوقت شہر پرسپولس کے
قریب نادرقلی نے افغانون پر حملہ کیا تو افغان نہایت پریشانی کے
عالم مین فرار ہوئے اور افغان دفعتاً شیراز مین داخل ہوئے ایرانیون نے
شیراز تک اونکا تعاقب کیا اشرف اسوقت نہایت ہراسان ہوا

اور اوسنی لاچار ہوکر اپنے ملک کے جانیکی درخواست کی اور عہد و پیمان کیا
کہ خاندان شاہی کے مستورات اور خزانہ شاہی اور مال و اسباب جو کچھ مین ایرانسے
اپنے ہمراہ لایا ہون اوس شرط پر واپس کرتا ہون کہ آئندہ مجھسے کچھ تعرض کیا جاوے
اور امن امان سے چلی جانیکی اجازت دیجاوے نادر قلی نے اسکے جواب مین افغانون سے
کہلا بھیجا کہ جبتک اشرف ہماری حوالہ نکیا جاویگا اوسوقت تک ہرگز تمہاری لئے
کوئی صورت امن و امان کی ظہور مین نہ آویگی بلکہ اوسکی عوضمین تمہاری ساری
قوم قتل کیجاویگی افغانون نے اس پیام کو منظور کیا ہی تہا کہ اتنی مین خبر آئی
کہ اشرف دو سو آدمی ہمراہ لیکر فرار ہوگیا اشرف کے بہاگتی ہی تمام افغان
پراگندہ حال ہوگئے جس ابتری اور پریشانی مین افغان وہانسے بہاگے
اوسکی کل کیفیت اور اونکی آخری ہلاکت کا عبرت آمیز قصہ ایک مورخ نے اپنی
چشم دیدہ بڑی عبارت آرائی کے ساتہ قلمبند کیا ہے جسوقت بہاگ کر وہ
شیراز مین پہونچی تہی اوسوقت اونکی تعداد تیس[٣١] ہزار سی زیادہ تہی اور
کل گروہ کا ایک جہتا تہا لیکن یہان اینی سراسیمہ اور ابتر ہوئی کہ اونکے

جہتی مین تفرقہ پڑگیا اور چند گروہ علیحدہ علیحدہ ہوکر مختلف راہون سے
مختلف سردارونکی سات فرار ہوئی ایرانی ابہی تک برابر اونکی تعاقب
مین چلی جاتی تھے اور دم رہنے کرنیکی بہی اونکو فرصت ندیتی تھے
جہان کہین اتفاقاً ایرانی پیچہی رہجاتی تہی اور افغان کچہہ دور نکلجاتی تہے
تو وہ اونکے موی ہوئی گہوڑون اور اونٹون کی لاشون سے
جو راستہ مین پڑی ہوئی تہین اونکا سراغ ونشان لگاتی ہوئی اونکے
تعاقب مین برابر چلی آتی تہے افغان اپنی مصیبتونکی وجہ سی اسوقت
ایسی سراسیمہ اور پریشان تھے کہ اپنی لوگون مین سی کسیکو ضعیف
وناتوان باقی بہی تواوسکے ہمراہ لیجانی کے متحمل نہوتی تھے اور قومی
غیرت بہی یہہ گوارا نکرتی تہے کہ ہماری قوم کا آدمی مخالف کی پنجہ مین
گرفتار ہوکر ذلیل وخراب ہو وہی اسلیئی اوسکو اپنی ہاتون سے قتل کرکے
راستون مین ڈالتی جاتی تھے اشرف نی اسی دوڑ دہوپ مین اپنی بہاگنیکو
بہت سامان واسباب دیکر ساحل دریا کی جانب اس امید پر روانہ کیا

کہ وہ بصرہ کے حاکم سے مل ملا کر اوسکو رشوت دی اور اوس سے کچہ استمداد
حاصل کرے پس جسوقت وہ اشرف سے رخصت ہوکر چند افغانونکی ہمراہی مین
بصرہ کو روانہ ہوا تو رستہ مین صوبہ لار کے گرد و نواح مین بہی اوسکا گزار ہوا وہانکے
دہقانیون نے موقع پاکر اوسپر حملہ کیا اور افغانونکو تہ تیغ کہینچکر جو کچہ مال و اسباب
وہ ہمراہ لائے تھے سب لوٹ لیگئے چند ایرانی جو صوبہ لار کے قلعہ مین افغانونکے
عہد سے قید تہی وہ بہی ایسے وقت مین موقع پاکر افغانون پر حملہ آور ہوئے
اور باقیماندہ کو تہ تیغ کہینچا

پس جب ایسے ایسے خطرناک واقعات پیش آئے تو افغان بکقلم
اپنی کامیابی سے ناامید ہوکر اپنی زندگی سے دست بردار ہوئی اور اپکو قسمین
جیسی خطرناک حالت ایرانیون پر طاری تہی اور چہار طرف سے ادبار کی علامتین
اون پر نمایان نہین وہی کیفیت بعینہ اسوقت افغانون کی ہوئی خصوصا
صوبہ لار کے ہاتہہ سے نکلجانے اور شہر کرمان کے تمام باشندونکے باغی ہوجانے
سے اشرف کی بالکل ہمت ہار گئی اور وہ سمجہا کہ اب یقینًا میری زوال کا زمانہ آگیا

اسی عرصہ مین وہ چند آدمی ہمراہ لیکر سیستان کے رستہ سی وطن کو روانہ ہوا تہا کہ بلوچستان کے
سرشقہ مین لوٹ کی امید پر اوسکے سد راہ ہو گئین جنہون نے ایکزمانہ مین اوسکو ایران پر حملہ آور ہونیکے
وقت اس امید پر مدد دی تہی کہ جب وہ غنیمت کا مال لیکر واپس آویگا تو اوسوقت ہم اوسکا
مال و متاع چہین لینگے چنانچہ وہ سب متفق ہو کر اوسپر حملہ آور ہوئے آخر کار بے انتہا خطرونکے بعد
سردار عبد اللہ خان بلوچی کے بیٹی نے اشرف کو ایسی وحشتناک دشت مین قتل کر ڈالا
جہان وہ اکیلا وحشت زدہ پہرتا تہا اور سوائے تنہائی کے وہان کوئی اوسکا مونس و غمگسار
نہ تہا اور اوسکا سر کاٹ کر معہ ایک ہیرے کے جو اوسکی بازو پر بندہا تہا شاہ طہماسب کے خدمت مین
روانہ کیا

اشرف کی ذات مین عمدہ عمدہ صفتین موجود تہین مگر باینہمہ وحشیانہ طبیعت رکہتا تہا
اور غالباً یہہ وحشت کوئی ذاتی وصف اوسکا نہ تہا بلکہ ایران کی حالت موجودہ نے جو نہایت
ابتر اور خراب ہو گئی تہی اوسکو اس کیفیت پر مجبور کر رکہا تہا اوسکی قوم کی آدمی ہی صرف
اوسکی دانشمندی اور شجاعت کے قایل نہ تہی بلکہ ایرانی بہی اوسکو اچہا خیال کرتے تہے
ہم کہہ سکتی ہین کہ جو پریشانی اور مصیبتین افغانون کے سبب سے خاص و عام نے اوٹہائین

یقیناً اشرف کی مصیبتوں سے بہت بڑی ہوئی تہین کیونکہ اشرف چند روزہ سراسیمہ ہوکر قتل ہوا افغان
وے کہ عرصہ دراز تک وہ لوگ تازہ تازہ رنج والم مین گرفتار رہے انجام کار قتل کیے گیے نادر کو سے بھاگے
ن سے جان بچاکر لیگیا اکثر راہ کی صعوبتوں سے یا بہوک و پیاس کے تکلیفوں سے جنگلوں مین مر گئے
وں مین سے غلاموں کی طرح فروخت کیے گیے ایک گروہ اونمین سے اپنی جان بچانیکی امید پر سمندر کے
ہ پہونچا اور اونمین سے چند آدمی چھوٹے چھوٹے جہازون پر سوار ہوکر شہر لہاسا کو گئے جس وقت
ں پہونچے تو وہانکے حاکم نے فوراً اونکو تہ تیغ کیا اور جو باقی رہے وہ بیچارے شہر مکران اور سندھ کے
ہ پر پہونچکر مارے گیے ع پہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیدا ست جس مورخ نے افغانونکے حالات
خود مشاہدہ کرکے قلمبند کیے ہین اوسکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان واقعات کے چند برس
ایکبار مورخ نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا تہا تو راستہ مین اوسنے اشرف کے بہتیجے اور
بی گرامی افغان خداداد نامی کو جو ایکوقت مین صوبہ لار کا حاکم رہا تہا عجب پریشان حال مین پایا
ہ دونون بیچارے مسقط کے باشندونکے ہان کا پانی بہرا کرتے تہے اور اسی حیلہ سے
یٹ پالتے تہے اسکے بعد مورخ لکہتا ہے کہ وہین مینے ایک افغان مسمی سنار خان کو دیکہا کہ
ا کی ڈہلیان سر پر رکہکر ڈہو رہا تہا اور اوس سے مینے راستہ مین تہوڑی دیر باتین بہی کی تہین

انجام کار یہہ مشہور و معروف واقعات بڑی بڑے عظیم الشان
انقلاب کے بعد انجام کو پہنچے گو بظاہر ہم یہہ بات کہہ سکتے ہین کہ آخرکار افغانون نے
اپنی کیئے کی خوب سزا پائی اکثر قید کیئے گئے اکثر قتل ہوئے بہت سی فاقونکے
ماری بیابان جنگلون مین مر مر رہگئے الغرض طرح طرح کی تکالیفو نمین گرفتار ہوکر
ہلاک ہوئے لیکن اگر انصاف کے نظر سے دیکہا جاوے اور طرفین کی مصیبتونکا اندازہ
کیا جاوے تو افغانونکی تکلیفین ایرانیون کے مقابل عشر عشیر بہی نہ تہین ۔
اس سات برس کے عرصہ مین کیسے کیسے انقلاب ایران مین واقع ہوئے دس لاکہہ
آدمیونکے قریب ایرانی ہلاک ہوئے افغانونکے بدولت وہانکے نہایت عمدہ عمدہ
ضلعے ویران و برباد ہو گئے اونچی اونچی عجیب و غریب عمارتین اور بلند مکانات جو
آسمان سے باتین کرتے تہے آن کی آن مین زمین کی برابر ہوگئین جو ملک اور
صوبہ اس وحشی قوم کے ہاتہہ آیا یہانتک تباہ و ویران ہوا کہ آئندہ اوسکی آبادی کا
نقشا بہی عالم خیال مین نہ رہا کوئی قانون باقاعدہ اس قوم مین ایسا نہ تہا
جو ملکی نظم و نسق مین کارآمد ہوتا یہہ لوگ اپنی قدیمی وطنون کے چہوڑنے کی عادی تہے

جہان رہے وہان خانہ بدوش ہے تاتاریونکی طرح اگر یہہ لوگ نقل مکان کیا کرتے اور جہان
جاتے وہان مستقل ہوکر جمجایا کرتے تو غالبًا اونکی طرح اپنے مقاصد مین کامیاب ہوتے مگر
جبتک وہ ایران مین رہے تو نہایت عدم استقلالی کے ساتہہ اونکی حکومت قایم رہی
اور وہ بہی کسی قانون یا قاعدہ پر مبنی نہ تہی صرف اوس خوف و دہشت پر مبنی تہی جو بے انتہا
ایرانیونکے دلمین انکی طرف سے بیٹھی ہوئی تہی جبتک افغانونکے اقبال کا ستارہ چمکتا رہا ایرانی
سلطنت غفلت کی تاریکی مین سنسان پڑی رہی یہانتک کہ سردار نادر قلی بیدار
ہوا اور اوسنے ہمہ تن متوجہ ہوکر سررشتہ نظم ونسق اپنے ہاتہہ لیا افغانونکو تہ تیغ
خراب کرکے اونکا استیصال کیا اور ایرانیونکو خواب غفلت سے جگایا اب ایرانیونکے طبیعت
مین ایسا جوش و خروش پیدا ہوا کہ وہ افغانونکی حکومت اور اپنی خوف و دہشت یاد کرکے
اپنی گزشتہ حالت پر افسوس و نفرین کرتے تہے اور موجودہ حالت کے لحاظ سے اپنی ہمت
و غیرت کو بڑہاتے تھے

جو وقت ایران سے افغانون کی حکومت کا نام و نشان مٹا تو تمام
سب سررشتہ حکمرانی اپنے ہاتہہ لیکر تاج و تخت کا مالک بنجائے افسر

پہلے اختیارات بہی جو کچھ اوسنی سابق مین حاصل کیئے تہے کہو بیٹہا افغانون کا
زوال اوسکی آیندہ ترقی کا باعث ہنوا بلکہ اوسکے زوال کا باعث ہوا یعنی خاص
اوسکے سپہ سالار نادر قلی نے اصفہان کی تسخیر کرکے اپنی ذاتی حکومت قائم کی
اور جو جو منصوبے ایک مدت دراز تک اوسنی کیے تھے اونکا نتیجہ آج پورا
پورا حاصل کرلیا اسکے بعد اوسنی تخت حکومت پر بیٹھکر شہنشاہ ایران کا لقب
اختیار کیا ان واقعات مذکورہ بالا کے سوا اور جو واقعات شاہ طہماسپ کے متعلق احوال
اور قابل بیان ہین اونکو انشاء اللہ ہم آیندہ نادر قلی تاریخ مین درج کرینگے فقط